ان اجسام کی فوجین چارون طرف سے حملہ کرتی ہین ۔ ایک لشکر [illegible] ہوتا ہے جو
جسم یا حصہ جسم کو منہدم کرکے رہتا ہے ۔ پس یہ جراثیم تو یا مستقل [illegible]
انتھک کوششون کے ساتھ ہمہ تن شب و روز مصروف ہین ۔ مگر انسان نے بالعموم انکی [illegible]
کیا اور ان کے محنتون کا شکریہ ادا نہین کیا ۔

پارسیون ۔ کے گورستان مین لاشین لاکر رکھدیتے ہین ۔ چارون طرف سے گدین آتی ہین [illegible]
گھنٹہ کے اندر تمام گوشت پوست نوچ لیتی ہین اور باقی صرف ہڈیون کا پنجر ہی پنجر رہ جاتا ہے ۔ اور اسی
طرح یہ ہماری غیر مرئی گدین لاشہ بے جان پر تاخت لاتی ہین اور کچھ عرصہ مین اسکے گوشت پوست کو
کھا کر اسکی ہڈیان بھی چٹ کر جاتے ہین ۔ انکی کبھی نہ سیر ہونیوالی بھوک کے سامنے نہ گوشت ٹھہرتا ہے
نہ سخت سے سخت ہڈی ۔

باقی آئندہ ۔
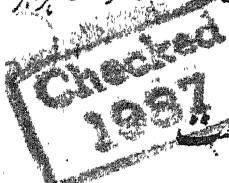
دانتون کی صفائی اور حفاظت

سلک دندان ۔ نہایت ضروری اعضائے انہضام مین سے خیال کیجاتی ہے ۔ مگر جتنے کہ دانت ضروری
ہوتے ہین ۔ اتنے ہی مورد آفات رہتے ہین ۔ سن طفولیت سے لیکر شیخوخت تک اُن پر طرح طرح کی آفتین
پڑتی رہتی ہین ۔ پہلے دانت نکلتے ہی جو جو اذیتین ہوتی ہین اسکی کیفیت کچھ وہی جانتے ہین جن پر
گذرتی ہین ۔ پھر اسکے بعد ایک اور انقلاب آتا ہے ۔ دودھ کے دانت یعنی عارضی دانت گرتے ہین
اور انکی جانشین دوسرے دانت آتے ہین ۔ اب ان پر طرح طرح کے حملے ہوتے ہین ۔ جن سے اکثر مشکل مین
بد ہضمی اور مضم مین فتور مین پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ دانتون کیطرف سے بے پروائی کرنا گویا
معدہ کی بے عزتی کرنا ہے ۔ معدہ کی بے عزتی کیجاتی ہے تو وہ بگڑ بیٹھتا ہے ۔ اسکا بگڑنا بھی کوئی
کم اندیشہ کی بات نہین ۔ دوبگڑا اور وجع العصب ۔ سوء ہضم ۔ وغیرہ آفات کا مقابلہ ان پڑتا ہے ۔
ایسی بیماری ہے جو اب نہین آئیگی ۔ اگر دانت درست نہین تو گویا ہاضمہ کی کل کے نہایت مفید
حصے بیکار ہو گئے ۔ دانتون کی صفائی کیطرف بہت ہی کم توجہ کیجاتی ہے ہم دانتون
[illegible] ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔

ضرورات دوسرے دانتون کی راہنمائی کرتے ہین ۔ اگر ان

عارضی دانتون کیطرف توجہ نہ کیجاوے اور انکو غلیظ و گندہ رہنے دیا جاوے تو جو دانت کہ انکی جگہ نکلینگے
وہ بھی ویسے ہی کمزور اور بوسیدہ ہونگے۔ اسکے علاوہ دانت بگڑنیکا کثرت سے مٹھائی یا گرم چیز ہے ترشی بہت
کثرت کے ساتھ شیرینی کھانا بھی جلد بوسیدہ دانتون کے لئے نہایت مضر ہے۔ جن لوگون کو گرم کھانا
کھانے اور ساتھ ہی ان کے برف یا سرد پانی پینے کی عادت ہے وہ حماقت سے دانتون کی کبھی توقع بہتر
کر سکتے۔

دو قسم سنون کہ جسکو ایک دفعہ دانتون کو بذریعہ مسواک یا دانتن کے صاف کرنا چاہئے اگر
انگریزی برش سے دانت صاف کرنیکی عادت ہو تو اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ برش زیادہ سخت
نہو کیونکہ ایسے برش سے بجائے نفع کے ضرر کا احتمال ہوتا ہے۔ کھریا مٹی سات حصے کافور ایک حصہ
دونون کو ملا کر کھرل مین خوب باریک پیسو اور اسمین چند قطرے روح الخمر کے بھی ڈالو جب وہ خوب پیسکر
صاف ہو جاوے تو اوسے چھان لو یہہ ایک نہایت عمدہ سنون بن جاویگا۔ جس سے دانت خوب
صاف ہو جاینگے بالخصوص اوس حالت مین جبکہ دانتون مین بدرنگ ہو جانیکا میلان پایا جاتا ہو
تو یہہ سنون بہت کار آمد ہوتا ہے۔ اگر دانتون کی رنگت خراب ہونیکا میلان نہ ہو تو کسی قسم کا سپرٹ
ملانا مفید ہوگا۔ سپرٹ سے مسوڑھے سخت ہو جاتے ہین۔ اور دانت مضبوط ہو جاتے ہین۔ غرض خواہ کسی قسم
کا سنون یا منجن ہو اس امر کا خیال رکھنا لازمی ہے کہ حامض ہو نہ القلی چنانچہ لعاب دہن بھی القلی
بنایا گیا ہے نہ حامض۔

حامضات۔ حامضات کبریتی (سلفیورک ایسڈ)۔ ملحی (ہائیڈرو کلورک ایسڈ) وغیرہ دانتون
کے لئے بڑے مضر ہین کیونکہ یہہ اس فاسفورس پر اپنا عمل کرتے ہین جو دانتون کی ساخت مین پایا
جاتا ہے مگر لیمون یا فاسفورک کا کمزور تیزاب گاہے گاہے دانت پر سے میل دور کرنیکے لئے استعمال
کیا جاسکتا ہے۔

اخراج السن۔ جب درد کے سبب سے زندگی تلخ گذرتی ہو۔ اور غذا کا چبانا محال ہو تو دانت نکالنے
کی صلاح دینی چاہئے۔ اگر دانت بوسیدہ ہو جاوے یا اسکی جڑ پر کوئی دنبل پیدا ہو جاوے
تو دانت نکالنا لازم ہے۔ اگر دانت بیمار ہو اور کام کے لائق ہو تو اسکو بچانے کی
کوشش کرنی چاہئے۔ اور رفع تکلیف کے لئے ادویات کا استعمال کرنا۔

چھاتی پھیل جاتی ہے اور ہوا اس افراط سے اندر جاتی ہے کہ وہ کمی بخوبی پوری ہو جاتی ہے۔ اس سارے فعل کو جمائی لینا کہتے ہیں۔ مگر جمائی لینے کا ایک اور بھی سبب ہے بعض اوقات ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی جمائیاں آنے لگتی ہیں۔

ہر ایک حیوان اپنا طبیب آپ ہوتا ہے

قدرت نے حیوانات عقلی کو یہ قوت عطا کی ہے کہ وہ اپنے اکثر امراض کا علاج صرف اپنی تدبیر سے کر لیتے ہیں۔ علاج کی حاجت گر ہوتی ہے تو اسی وقت ہوتی ہے جب کہ وہ انسان کی صحبت میں رہ کر اپنی اصلی حالت طبعی سے نکل جاتے ہیں۔ جب وہ جنگلوں میں اپنی طبعی وحشت کی حالت میں آزاد پھرتے ہیں۔ تو اپنی خداداد شعور سے طبیب کا کام لیتے ہیں۔ جب بخار آتا ہے تو پانی خوب سیر ہو کر پی لیتے ہیں۔ اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو ایک آدھ غوطہ بھی پانی میں لگا لیتے ہیں۔ کتے کو جب ضعف معدہ ہو جاتا ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ تو وہ جنگل میں جاتا ہے اور ایک خاص قسم کی گھاس کھاتا ہے۔ جسکو اس مناسبت سے انگریزی زبان میں کتے کی گھاس کہتے ہیں وہ مقی و مسہل ہوتا ہے. بلی بھی اس گھاس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ حیوانات کا اگر کوئی زخم ہو جاتا ہے تو اسے چاٹتے رہتے ہیں اور اسپر لعاب دہن کی مالش کرتے رہتے ہیں۔ ایک تازی کتے کے کندھے پر ایک سانپ نے کاٹا۔ وہ ایک ندی کے کنارے جا بیٹھا اور مونہہ اس میں ڈالدیا۔ اپنی تھوتھنی اکثر پانی میں ہی رکھے رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ ایک کتے کی آنکھ میں چوٹ آئی۔ وہ ایک میز کے نیچے پڑا تھا۔ اور آنکھ پر روشنی و حرارت کا اثر نہیں پہونچنے دیتا تھا۔ چپ چاپ پڑا رہتا تھا اور آرام کرتا تھا۔ مقامی علاج یہ تھا کہ اپنے پنجے کی سطح بالائی کو چاٹتا تھا۔ اور ایک عرصہ تک چاٹ چاٹ کر اسکو آنکھ کے اوپر رکھ دیتا تھا۔ پھر جب پنجہ خشک ہو جاتا تو سر نو اسے چاٹنے لگتا اور آنکھ پر رکھ لیتا۔

غرض اسطرح حیوانات اپنے بہت سے امراض کا علاج صرف تدبیر سے جو شعور کی رہنمائی سے حاصل ہوتی ہے کر لیتے ہیں۔ پھر اسمیں کیا شبہ ہے کہ اگر انسان بھی حسن تدبیر سے کام لے۔ اصول حفظ صحت پر کاربند ہو تو بہت سے امراض کا ازالہ بہت جلد کر سکتا ہے۔ انسان کے دماغ کے اندر خدا نے عجیب عجیب طاقتیں مخفی رکھی ہیں اگر ان سے کام لے کر بہتر زندگی بسر کرے تو کونسی راحت ہے جو اسکو میسر نہیں آ سکتی۔ جو رنج و الم کہ ہم سہتے ہیں اور جو تکلیف کہ ہم پر پڑتی ہے۔ وہ ان خداداد طاقتوں کے نہ استعمال کرنے یا بیجا استعمال کرنیکا

ستی ہوتی ہے۔ ہم خود اپنے امراض کا باعث ہوتے ہین۔ ہمارا طبی مشیر ہمارے پاس ہے۔ ہم اسکی طرف رجوع نہین کرتے اور تکلیف اٹھاتے ہین۔

دواءک فیک ما تشعر	وداءک منک ما تبصر
وتزعم انک جرم صغیر	وفیک انطوی العالم الاکبر
وانت الکتاب المبین الذی	باحرفه یظهر المضمر

مراسلات

اخلاقی جنون

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

یہ تو ایک پرانا قول ہے۔ مگر اس زمانہ کے حکمار کا بھی اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ باوجود اسکے کہ انسان مین قوائے عقلی موجود ہون اور وہ کسی بیماری سے متاثر نہوں۔ پھر بھی کوئی نہ کوئی اخلاقی نقص یا خرابی انسان مین پائی جاتی ہے۔ اور اسکی بھی تائید کیجاتی ہے۔ کہ جن لوگون مین کوئی اخلاقی انقلاب واقع ہوتا ہے۔ ان مین کوئی نہ کوئی ذہنی نقص بھی پایا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اگر جسم تندرست ہے تو دماغ بھی ٹھیک ٹھاک ہے۔ اس موقعہ پر ذہنی امراض کو بلحاظ اون کے جسمانی علامات کے جماعت وار تقسیم کرنا نامناسب ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے۔ اور اس سے بھی انکار نہین ہو سکتا۔ کہ اخلاقی نقص بغیر کسی تغیر و تبدل کے واقع ہون ایسی صورتون مین اگرچہ اخلاقی انقلابات عام طور پر کسی نہ کسی قسم کے ذہنی کمزوری سے ملے جلے رہتے ہین۔ اور ایسے لوگ بھی ہین جنکے بڑے بڑے نقص صرف بسبب توڑنے اون اخلاقی قوانین کے جو سوسائٹی نے تجویز کئے ہین پائے جاتے ہین۔ اور ایک حد بھی ہے۔ جس مین وہ لوگ رکھے جاوین جو کسیقدر برے اور کسیقدر جنونی بھی ہین۔ اور ایسے لوگ بھی جو اپنے کمینے خیالات کو اپنے قابو مین نہین رکھ سکتے اور وہ خیالات اون کی عقل پر غالب آجاتے ہین۔ آگے چلکر ایک اور گروہ نظر آتا ہے جو جرایم پیشہ تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان لوگون کو اگر بلحاظ اونکی دماغی حالت کے دیکھا جاوے۔ تو ان مین بمقابلہ غیر جرایم پیشہ لوگون کے دماغی یا اعصابی امراض مین مبتلا ہونے کی زیادہ تعداد پائی جاتی ہے۔ مگر اس جماعت کے اشخاص کے سوائے۔ جن کو کہا

جاتا ہے کہ اونکی اخلاقی اور ذہنی حالت اعلے درجہ کی ہے۔ ایسے بھی ہین جو پہلے بہت صالح تھے مگر پھر
بسبب اعصابی بیماری کے بدتر ہو گئے۔

نوجوانون کی ایک اور بھی خاص جماعت ہے جن مین پہلے تو کوئی عقلی نقص معلوم نہین ہوتا۔ بلکہ بعض خاص
حالات مین وہ بہت بڑے ہوئے ہوتے ہین پھر بھی وہ اخلاقی صورت مین سر انقرا آتے ہین۔

پیپے۔ امراض جنون کے بعد مریض بدکار ہو سکتے ہین ایک مریض کی نسبت ذکر کیا گیا ہے کہ اول اول
اُسکی اخلاقی حالت اور اوسکا عام چال چلن بہت عمدہ تھا۔ پھر وہ تھوڑے عرصہ کیلئے جنون مین مبتلا ہو گیا۔
اسکے بعد وہ کچھ عرصہ تک کامل الوجود رہا۔ اُسوقت صورت شفایابی سمجھکر اوسکو شفاخانہ سے رخصت کیا گیا
مگر سچ پوچھو تو یہہ شخص اب وہ نہین تھا جو پہلے کسی زمانہ مین تھا کیونکہ بجائے صالح۔ صابر اور خلیق ہونے
کے۔ اب وہ دوانی لنتہ باز اور لڑاکا ہو گیا۔ یہہ بات سچ ہے کہ کبھی کبھی اسکے برخلاف بھی واقع ہوتا ہے۔

ایک دیوانی عورت کے شفاخانہ سے شفایاب ہوکر نکلنے کے عرصہ دراز کے بعد اوسکا خاوند سفر سے واپس
آیا۔ اور خاوند کا بیان ہے۔ کہ اوسکی بیوی دیوانگی سے شفایاب ہونیکے بعد صرف اچھی ہی نہین ہے بلکہ ایک دوسری
چیز بن گئی ہے۔ اوسکے ہر دلعزیزی اور جفاکشی نسبت سابق بہت ہی بڑہ گئی ہے۔ یہہ بلحاظ اخلاقی حالات
کے صرف مثال واحد ہی نہین ہے بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی طبیعت مین مزاج مین ایک معتدبہ تبدیلی
واقع ہوئی۔

ایسے بہت سے حالات وقوع مین آئے ہین کہ جن مین صرف اخلاقی انقلابات ہی پیدا نہین ہوئے بلکہ
حالت جنون کے گذر نیکے بعد وہ کلپ ٹومے نائیاک یعنی چوری پیشہ ہو جاتے ہین اور اشغال کو بڑی سوچ
سمجھ اور دیکھ بھال سے کرتے ہین۔

ایک ذالنسی عورت کا ذکر ہے کہ وہ نا کتخدائی کیحالت مین چھبیس سال کی عمر مین جنون مین مبتلا ہوئی۔ اوسکے
خاندان مین یہہ بیماری پہلے کسیکو نہین ہوئی تھی۔ خیال تھا کہ یہہ بیماری بسبب لو لگنے کے واقع ہوئی۔ وہ
ہر وقت اپنی پوشاک اور انگلیون کو نوچا کرتی اور اپنی بود باش مین بھی غلیظ تھی۔ شفاخانہ مین کچھ عرصہ
زیر علاج رہنے سے اوسکی عام صحت مین بہت ترقی ہو گئی۔ مگر وہ اپنے آپ کو ہمیشہ شیطان کے نام سے
موسوم کرتی۔ باوجود اسکے۔ اوسکی خوش مزاجی اور خوش گفتاری مین دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ کچھ عرصہ کے
بعد معلوم ہوا کہ وہ دوسرے مریضون کے اوڑہنے بچھانے کی چیزین اوڑا لیا کرتی ہے۔ اور پھر عمدہ عمدہ چیزین

کے چورانے مین وہبت ہوشیاری کام مین لاتی ہے - اور خاصکر ایسی چیزین چراتی ہے جنکی نشانات مین خواہ مخواہ وقت واقع ہو - اور پھر ان چیزون کے نشانات کو ایسا محو کرتی کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوتی - جسقدر اوسکو چوری مین کمال حاصل تھا - ویسا ہی جھوٹ بولنے مین بھی مشاق تھی - باوجودیکہ وہ اپنی بُری عادتون پر پشیمانی ظاہر کرتی - اور تائب بھی ہوتی مگر پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ اپنی کرتوتون کی مرتکب ہوتی - اس عورت کی یہہ عادت اپنے پہلے حالات سے بالکل برعکس تھی - اور خود اقرار کرتی تھی کہ میری یہہ عادات بہت بُری ہین - مگر کیا کرون یہہ میری طبیعت پر غالب آجاتے ہین - اور کیا کرون - کیونکہ آخر الامر مین نے شیطان ہی بننا ہے ۔

ایک اور عورت تھی - جو بچہ جننے کے بعد دیوانی ہو گئی - اور پھر دیوانگی سے آرام پانے کے بعد جسم مین تو وہ درست ہو گئی مگر اسکے قوے دماغی کمزور ہو گئے - وہ دوسری دفعہ اچھی طرح سے کر سکتی تھی مگر کسی قسم کے اسباب کی حفاظت کرنے کیواسطے اوسپر اعتبار کبھی نہین ہو سکتا تھا -

ایک مختلف دماغ والون کی اور حالت ہے - جو بچے کیطرح چمکیلی چیزون کو اُڑایا کرتے ہین - جو سٹرے ہوے بنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہہ لوگ چوری کرنے مین بڑے چالاک اور مستقل ہوتے ہین - وہ اپنے عیبون کو جانتے ہین اور اقرار بھی کرتے ہین تاہم اپنی عادت کو چھوڑ نہین سکتے - ان دونون قسم کے مریض اپنے اقسام مین علیحدہ علیحدہ خیال کئے جاتے ہین ۔

کلپٹو مے نیا یعنی چوری کا جنون خاص دیوانگی کی نوبت کے گذرنے کے بعد عورتون مین نسبت مردون کے زیادہ ہوتا ہے - گر جب یہ جنون بطور وراثت کے حاصل ہوتا ہے تو پھر کیا مرد اور کیا عورت دونون میں ہر ایک عمر مین ہو سکتا ہے -

یہان پر اوس اخلاقی انقلاب کا جو جنون کسی شدید حملات کے گذر جانیکے بعد پیدا ہوتے ہین مفصل تحریر کرنا کچھ ضروری نہین ہے - صرف اسیقدر کافی ہوگا - کہ ایسے مریض خورد و نوش مین اعتدال سے گذر جاتے ہین - اونکی نفسانی خواہشین بڑھ جاتی ہین - طامع اور لالچی ہو جاتے ہین اور اکثر کمینے خیالات سوچا کرتے ہین -

اس سے بڑھکر اخلاقی پاگلون کی ایک اور جماعت ہے - اور انکی نسبت بحث کرنا زیادہ تر مطلب ہے - اس قسم کے مریض پاگل خانون مین کم آتے ہین - اور نکے محافظ یا اونکے خانگی طبیب اونکے حالات اچھی طرح سے معلوم کر سکتے ہین - ایسے مریضون کی ہسٹری علی العموم اس طرح پر ہوتی ہے - کہ والدین مین سے ایک یا دونون

محبون ہونگے ۔ یا آنکو سخت مزاج اور چڑچڑے ہونگے ۔ اب اوسکا یا تو ایک ہی بچہ ہے ۔ یا آخیر سنی کی اولاد ہے ۔ یا
اوسکے بہائی بہن بھی ہین ۔ مگر اون مین سے بعض بھی ہونگے ہین یا بعض نشانات اوسکے چہرہ پر ہین یا اوس کی
کی بیماری مین مبتلا ہین ۔ ایسے لڑکے گو بیلے نظر آتے ہین مگر سبق مین سمجھتے نہین سیکھتے اور ڈرپوک بھی
ہوتے ہین ۔ پڑہنے مین کم آتے ہین ۔ کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اون مین کوئی خاص وصف موجود ہین ۔
چنانچہ اسکو بچپن ہی سے جب بات سیکھنا شروع کیا تھا ۔ موسیقی کیطرف توجہ ہوگئی ۔ اور جب کوئی
شعر کسی سے سنتے ۔ آپ بھی اوسیطرح الاپنے لگے ۔ یا بعض ایسے ہوتے ہین کہ بچپن مین تو اونکی خاص مستعد تعلیم
نہین ہوتی مگر جب وہ سکول مین پہونچ جاتے ہین تو کچھ اونکے جوہر کھلتے ہین ۔ جہان سبب اونکی بد اعمالیون
اور بدمعاشیون چوری وغیرہ کے اونکو خارج ہونا پڑتا ہے ۔ گو اون کے دوستان کو اونکے خارج کرنیکا
افسوس بھی ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس قسم کے لڑکون مین خاص خاص صفت بھی ہوتے ہین ۔ بعض تو حساب مین بڑے
تیز ہوتے ہین ۔ اور بعض کا حافظہ قابل تعریف ہوتا ہے ۔

کچھ عجب نہین اگر اس قسم کے لوگون کے جوہر عہد طفولیت یا اسکول مین نہ کھلین ۔ مگر جب وہ
جوان ہوجاتے ہین ۔ تو پھر انکی اصلیت پر پہنچ جاتے ہین ۔ اور انکا انتظام کرنا بھی مشکل ہوجاتا ہے
انکی خواہشات نفسانی بہت بڑہ جاتی ہین ۔ اور وہ بدکرداری کے عادی ہوجاتے ہین اپنی شرارتون اور
بدکرداریون مین بڑا کمال حاصل کرلیتے ہین ۔ یہانتک کہ وہ بدعادتین انکے اندر راسخ ہوجاتی ہین ۔ یا جب
کوئی سزا دی جاتی ہے ۔ تو اسیوقت تو وہ تائب ہوجاتے ہین اور ناک سے لکیرین نکالتے ہین ۔ مگر جب
انکی بدمعاشی کی نوبت پھر آجاتی ہے تو پہلی سزائین اور ناک کی لکیرین بالائے طاق رہ جاتی ہین ۔

اس قسم کے مریض خواہمخواہ بدمعاش ہوتے ہین ۔ اور متفنی اور جھوٹے بھی ۔ یہانتک کہ اون کے
اعمال اور خیال پر جرح کیجاوے تو بڑی ہوشیاری اور مستعدی کے ساتھ اپنی پاکبازی کا ثبوت دیتے ہین
اور پھر جرح کرنیوالون کو ان کے جرم مین خواہمخواہ شک پیدا ہوجاتا ہے ۔

ان لوگون مین بعض بڑے بیرحم اور کینہ ور ہوتے ہین ۔ چھوٹے چھوٹے حیوانات اور کیڑے
مکوڑے کو جو کہ اپنا بچاؤ نہین کرسکتے ۔ سخت عذاب سے ہلاک کرتے ہین ۔ بعضون کو آگ سے
جلاتے ہین اون کے اعضا کچل ڈالتے ہین ۔ کانٹے اور سویان چبہوتے ہین ۔ شراب یا مٹی کا تیل
یا تارپین لگاکر اونکو تیلی لگاکر جلاتے ہین ۔ ایسے لوگ دراصل بزدل ہوتے ہین ۔ ان بیرحمونکی

تیطیر مین ایک پادری کے لڑکے کا ذکر ہے - کہ جہان پر وہ رہتا تھا وہان یا قریب وجوار کے گھرون
مین آگ لگا دیا کرتا - بظاہر وہ ذہین اور ہوشیار معلوم ہوتا تھا - مگر وہ اکثر نچلا نہ بیٹھتا - اور چڑچڑا پن خاص
اوسکے مزاج مین موجود تھا جو کہ اس قسم کے آدمیون مین علی الخصوص ہوا کرتا ہی - جب وہ کوئی ناشائستہ حرکت
کرتا اسکا مکان تبدیل کیا جاتا - مگر پھر وہان بھی باوجود سزاؤن کے وہ ایسی ہی حرکات کر بیٹھتا - اور سخت سزا کے
دیئے پر وہ مکان ہی مین آگ لگا دیتا -

ایک اور لڑکا جو کہ عصبی مزاج تھا اور خاندان اوسکا علم ریاضی کے لیاقت مین مشہور تھا - اپنی اخلاقی حالت
مین دیوانہ تھا - اور وہ ہر ایک آدمی کو الزام لگاتا کہ وہ اوسکو مارتا ہے یا اسکو لوٹ لیا ہے -

ایک اور قسم کے اخلاقی پاگل ہوتے ہین - اگر وہ لوگ مرد ہین تو عورتون پر اتہام لگاتے ہین - اور اگر عورتین
ہین تو مردون پر تہمت لگاتی ہین مگر اس قسم مین علی العموم عورتین زیادہ ہوتی ہین - اس قسم کے مریض عصبی مزاج
والدین کی اولاد ہوتے ہین - اور یہہ اتہام حالانکہ سراسر بہتان ہوتے ہین - مگر عام لوگ اکثر دھوکھے مین پڑ جاتے ہین -
مگر تجربہ کار طبیب جنکو پاگلون کے ساتھ زیادہ سابقہ پڑتا ہے - وہ ایسے ذہین اور ہوشیار پاگلون کو اونکے اخلاقی انقلاب
کے ذریعہ سے اچھی طرح سے پہچان سکتے ہین -

اونکی بعض ذہنی طاقتین بہت عجیب ہوتی ہین مگر علی العموم اون مین اعتدال نہین ہوتا - ایک ذہنی قوت بجائے دوسری
قوتون کے زور پر ہوتی ہے - اور دوسری قوائے گھاٹے مین رہتے ہین یا آنکہ کوئی قوت قبل از وقت کمال پر
پہنچ جاتی ہے بعض پیش از وقت جوان جلدی ہو جاتے ہین بعضون مین حساب اور ریاضی کی استعداد معمول
سے زیادہ بڑھ جاتی ہی - بعض راگ مین بڑا کمال پیدا کرتے ہین - بعضون مین لغیر یا بعہ ان استعدادون کے بلا کا حافظہ
ہوتا ہے اسی لاہور مین ایک انٹرنس کلاس کے پرانے زمانہ کے طالب علم کا ذکر ہی کہ وہ اپنے مطالعہ مین گھڑی گھڑی ڈکشنری
دیکھنے سے تنگ آجاتا تھا اس تکلیف سے بچنے کیواسطے اس نے کچھ دن لگا کر ساری ڈکشنری حفظ کر لی - اسکو دوسرے
طالب علم لوگ ڈکشنری کے نام سے پکارا کرتے تھے -

اوپر اخلاقی جنون کا معمولی نمونہ دکھلایا گیا ہی مگر اسکی پوری ماہیت اور کیفیت حاصل کرنا ایک مشکل امر ہے -
مریضونکی ذہنی استعداد سے جنون کا پتہ لگانا نکی ہمیشہ مانع رہتی ہے - اونکی اعلیٰ دماغی اور بلا کے حافظہ سے
عوام یہی خیال کرتے ہین کہ اونکے افعال شنیعہ باجرائیم خلل دماغ سے نہین بلکہ ارادتاً اور دیدہ دانستہ ہین -
بعض صورتین ایسی بھی ہین کہ ایسے جسم کے لوگون کا بشرہ اونکی دماغی حالت کی تصویر ہوتا ہے -

اخلاقی جنون والونکی اور بھی قسمیں ہیں مگر بخوف طوالت اونکو اسوقت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

اب رہا یہہ امر کہ ایسے مریضون کی اصلاح اور رو براہ لانیکے واسطے کیا کیا جاوے۔ ابتدا مین جو بچے مجنونین کی اولاد ہون اور ان مین کوئی خاص جسمانی یا دماغی طاقت تیز معلوم ہو تو اونکی تعلیم و تربیت کیواسطے ایک خاص اور علیحدہ انتظام کرنا ضرور ہے۔ اور پھر اوپر خاص نگرانی ہونی چاہئے۔ اگر اس خاص تعلیم اور خاص نگرانی مین یہہ لوگ تربیت پذیر ہوسکین تو یقیناً ہم چار سے بیس سال کی عمر تک تو ایسے لوگونکی کافی تعداد مختلف جرایم سے محفوظ رہیگی۔ یہہ کسی صورت مین بہتر نہین ہے کہ جو ذہنی طاقت ایسے مریضون کی علے معلوم ہوتی ہے اوسی پر سارا زور ڈالا جاوے اور نہ یہہ بھی کہ طاقت کو بالکل ہی معطل کر دیا جاوے۔ ایک کو شعر گوئی یا راگ کا مذاق ہو تو ہونے دو۔ مگر اعتدال کے ساتھہ۔ اور ساتھہ ہی کچھہ کچھہ ریاضی یا دوسرے فنون کو بھی شامل کردو۔ اور اسکے ساتھہ ہی کھلے میدانون کی ہوا خوری اور جسمانی ریاضتین اضافہ کرو۔ حتے الوسع ایسے مریضون کو غیظ اور غضب سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ دوسرے لڑکون سے جہان تک ممکن ہو علیحدہ رکھین اور علی الخصوص رات کو انکی زیادہ نگرانی ہونی چاہئے۔ مگر سچ تو یہہ ہے کہ یہہ جنسین جب اپنے فطرتی مذوجزر آتی ہین جوہر دکھلائے بغیر نہین رہ سکتین ⁂

خاکسار کرم الٰہی۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سار ڈی ہنٹ میڈیکل افیسر پاگل خانہ لاہور۔

گر مطرب حریفان این پارسی بخوانند ⁂ در وجد و حالت آرد پیران پارسا را

از سینٹ ٹامس ہاسپٹل لنڈن

عنوان سخن بنام معبود | کافروخت دل چراغ مقصود
طرح نگار خانۂ خاک | بنا ئی گہر سرائی افلاک
گردی ز کاخ آفرینش | مصباح فروز طاق بینش
ہر قطرۂ زفیض اوست قلزم | ہر ذرہ از و سپہر شد گم
ز و نقش سفیدی و سیاہی | ز و جوش و خروش مرغ و ماہی
کرد آدمی ز خرد فلاک باز | و ز بال ہمرغ داد پرواز

سبحان اللہ! کیا سرزمین ہے کہ جسکی زمین سستی و کاہلی کی خس و خاشاک سے پاک جسکیتی ہمت کا جوہر دکھاتی ہے

جسکا آسمان خود غرضی اور بغض کے گرد و غبار سے صاف اور ستھرا نظر آتا ہے۔

اسی زمین خجستہ آئین میں وہ چشمہائے حیات بخش نکلتے ہیں جو اطراف و اکناف جہان کو سرسبز و مالا مال کرتے ہیں۔ اسی خوشگوار آب و ہوا میں وہ گل نشو و نما پاتے ہیں جنکی رائحہ جان بخش ارواح عالم کو تازہ اور معطر کرتی ہے۔ اسی آسمان میں وہ چاند و سورج نکلتے ہیں جنسے ہمارے اندہیرے دل روشنی و ضیا پاتے ہیں یہیں پردہ ابر گہربار منتج ہیں جنکی ترشح کرم سے باغ عالم فیضیاب و شاداب ہوتا ہے۔ یہہ ایک بحر بے کنار ہے جہاں تشنگانان علم و ہنر۔ حوالیہ من کل فج عمیق سے آتے ہیں۔

ہر فرد بشر بیانا نیا راگ گاتا ہے۔ اپنی تان میں مست ہوکر آپ ہی سر ہلاتا ہے مگر ہر ایک کمر ہمت کو چست باندہے ترقی میں سرگرم۔ چلو پڑہے چلو پڑہو پکارتا ہے علم و فن۔ حرفت۔ پیشہ سب پر یکسان نظر ہے اور یہی وجہہ ہے کہ انکی ترقی برقی رفتار سے جاتی ہے۔ علم حکمت کو بھی دیکھو سو برس پہلے اسکی کیا کیفیت تھی۔ اس زمانہ کی اناٹومسٹ شریانوں میں ہوا اور وریدوں میں خون بتاتی تھی۔ انکا خیال تھا کہ ہوا شش میں سے گذر کر دل میں جاتی ہے اور وہان پر خون کو صاف کرتی ہے۔ جنین کی پرورش کی نسبت انکا یہہ گمان تھا کہ ایک نالی معدہ ام (والدہ) سے ناف جنین کو جاتی ہے جسکے ذریعہ جنین پرورش پاتا ہے۔ طبیب لوگ چار اخلاط۔ بلغم۔ صفرا۔ سودا۔ اور خون کا کم و بیش ہونا صدوث امراض کا سبب بتاتے تھے۔ ہر دوا کے لئے۔ حار بارد۔ یابس۔ رطب کا لقب موجود تھا۔ جراح بیچارے مریضوں کے ہاتھ پاؤں باندہ کر بکروں کی طرح حلال کرتے تھے۔ نہ کوئی کلوروفارم تہا نہ ایتہر۔ کسی نے بڑی مہربانی کی تو تھوڑی سی افیون یا بہنگ کھلادی جریان خون رکھوتے ہوئے تیل یا گرم لوہے سے روکا جاتا تھا۔ بیچارے بیماروں کو دو دو میں سیروں اور دو دو ڈہر لیوں کے حساب پینی پڑتی تہیں۔ تشخیص امراض و تجویز علاج۔ کیلئے سوا نبض زبان کے اور کوئی وسیلہ نہ تھا۔ اس مبارک زمانہ میں قریشی ایک مشہور و معتبر مصنف گذرا ہے یہہ مصنف لکھتا ہے کہ "ایک موقعہ پر میں اور ایک اور طالب علم سبق پڑہ رہے تھے۔ مطالعہ میں ایسے مستغرق ہوئے کہ پیشاب کا خیال نہ رہا۔ مثانہ ہر دو کا پر ہوکر پھٹگیا۔ میرا ساتھی تو اس حادثہ سے مرگیا۔ مگر میرے پیٹ میں سوراخ ہوکر پیشاب نکل گیا۔ اور میں بچگیا" وہی مصنف ایک اور موقعہ پر لکھتا ہے کہ "مجھے احتباس البراز ہوگیا جسکے باعث براز ونہ تختہ کے پاس سے خارج ہوا کرتا تھا"!!!

اسنے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں علم تشریح کی کہان تک ترقی تھی۔ اس زمانہ میں کیمیاگر لوگ چاندی

سونے کی تلاش میں سرو ہتا کرتے تھے - بلکہ اب بھی بعض عقل کے دشمن اس وہم میں بہت کچھ صرف کرتے ہین -

علم امبری آلوجی - (تشریح الجنین) - فزکس (طبیعہ) - فزیالوجی (علم وظائف الاعضا) - پیتھالوجی (علم الامراض) ہسٹالوجی - علم ترکیب ابدان - باٹنی علم نباتات وغیرہ نام کو نہ تھے - اب اسی علم کو دیکھو - کس عروج پر ہے - کیا کیا ترقیان اسمین ہوئی ہین - دوران خون - کیپلری - (اوعیۃ الشعریہ[1]) - گنگلیا (عقدہائے اعصاب) کورس آف دی سپائنل نروز اور مختلف افراز و ابراز کی ترکیب دریافت ہونے سے آجکل کی تشریح مین کچھ اور ہی کیفیت نظر آتی ہے - فارسپس (الکلاب) - اسپیکولم (منظار) شرح البطن و انتقال الدم کی دستکاریون نے ہزارون جانین بچائین -

ٹنکچر اور وائن نے کثیر المقدار قلیل المنفعت خساندون اور جوشاندون کو ہماری قرابادینون سے خارج کر دیا - الکلائڈ (جوہر) مثل کونین اور سٹرکنیا نے ضعیف التاثیر و بطی الفعل نفشہ دیادیان خطامی کی جگہ لی جسسے مہینون اور دنون کی منزلین - گھنٹون اور منٹون مین طے ہونے لگین - اور دوا مین بجائے چھٹانکون اور سیرون کے بوندون اور گرینون مین تلنے لگین - فزی آلوجیکل اور کیمیکل انٹیگونزم[2] کا مسئلہ اگرچہ متقدمین کو معلوم تھا مگر اسکی توسیع و توضیح آجکل کی تحقیقات کا حق ہے جب مین حیدر آباد دکن مین تھا تو اوسکے تعلق مین ایک نہایت عجیب کیس دیکھنے مین آیا - ایک طالب علم حیدر آباد میڈیکل سکول کا عارضہ دردسر مین مبتلا تھا - اور اسکے لئے وہ دس گرین انٹی فایبرین ہر روز کھایا کرتا تھا - ایکدن صبح کو ہسپتال مین آتے ہی وہ ڈسپنسری مین گیا اور حسب معمول الماری مین سے شیشی اٹھا کر کمپونڈر کو دی کمپونڈر انگریزی سے ناواقف تھا - فوراً مکسچر بنا کر اوسکے حوالہ کیا - اتفاق ایسا ہوا کہ انٹی فایبرین کی شیشی کے پاس اسی رنگ کی اٹروپین کی شیشی رکھی تھی اور طالب علم نے جلدی سے اٹروپین کے لیبل کا پہلا حرف (A) سمجھکر اسنے انٹی فائیبرین سمجھا - غرض کے دوا کھانیکے دس منٹ بعد علامات اٹروپین ظاہر ہونے لگی - چنانچہ طالب علم نے ایک اور طالب علم سے کہا کہ مین انٹی فائیبرین روز کھایا کرتا تھا - مگر ایسے چکر مجھے کبھی نہین

[1] اوعیہ کی معنی نالی اشعریہ کے معنی بال کی طرح باریک یعنی نقطی معنی کساری ٹیوب کے ہین - [2] ہم الرہر تفرکا - [3] متضادۃ الکیمیا -

معلوم ہوئی جیسے کہ آج اور نہ ہی انکی فائبرین مجھے پہلے کبھی گزری معلوم دی۔ اسنے جواب دیا کہ مجھے یقین ہے کہ انکی فائبرین کہانی۔ اسکے دلمین کچھ شک سا پیدا ہوا۔ وہ دونون ڈسپنسری مین گئے وہان جلنے پر کیفیت معلوم ہوئی۔ طالب علم مذکور تو سنتے ہی حواس باختہ ہوگیا۔ فوراً سلفٹ آف زنک اور گرم پانی پلایا گیا۔ اتنے مین ڈاکٹر لاری صاحب آئے اور آتے ہی اسکا معدہ اسٹمک پمپ۔ (ظلمبۃ المعدہ[1]) سے صاف کیا۔ مگر اسی اثنا مین مریض بالکل بے ہوش ہوگیا۔ چہرہ پر سرخی آگئی آنکھون کی پتلیان پھیل کر ساکن ہوگئین۔ نبض سریع اور تنفس سست ہونے لگا۔ ڈاکٹر لاری نے ایک گرین اٹروپیا تحت الجلد داخل کیا آدھ گھنٹے کے بعد ایک گرین اور اٹروپیا دیا گیا مگر صرف کچھ علامات مین تخفیف نہ ہوئی گیارہ بجے کے قریب اسکی نبض ۱۴۰ اور تنفس ۸ درجہ تھا۔ چہرہ کی سرخی کسیقدر کم تھی مگر حس حرکت و آنکھ کی پتلیون کا وہی حال تھا۔ اسکے رشتہ دار روتے پیٹتے تجہیز و تکفین کا سامان لیکر آموجود ہوے اس حالت یاس مین ڈاکٹر لاری صاحب نے نہایت دلیری سے ایک گرین اٹروپیا اور داخل کیا۔ مگر اسکی حالت رفتہ رفتہ بدتر ہوتی گئی۔ یہان تک کہ بارہ بجے کے قریب تنفس رک رک جاتا تھا۔ کوئی آدھے گھنٹہ تک مصنوعی تنفس سے کام لیا گیا۔ بارے دو بجے کے بعد مریض نے کروٹ لی تب ہوئی تبسے علامات مین رفتہ رفتہ افاقہ ہوتا گیا۔ اور شام کے آٹھ بجے کے قریب اسکو بالکل ہوش آگیا۔

اب اگر ہمارے پاس اٹروپیا جیسا سریع التاثیر علاج نہوتا اور ہمارا مدار صرف افیون ہی پر ہوتا اور اسحال دوا کا صرف موہنہ ہی کے راستہ پر انحصار ہوتا تو بیمار کے ضائع ہونے مین کسیطرح کا شک و شبہہ نہ تھا۔

بجلی کی ایجاد سے ہمارا دایرہ علاج اور بھی وسیع ہوگیا ہے۔ مختلف قسم کے فالج جو معمولی مقوی اعصاب ادویات سے علاج پذیر نہوتے تھے۔ برقی علاج سے بہت جلد آرام پاتے ہین

کیمیاگرون کا اس زمانہ مین سونا چاندی بنانا کام نہین رہا۔ بلکہ یہ انکی سنتھیٹکل (ترکیبی) انالیٹکل کوششون کا نتیجہ ہے کہ ہمارے پاس مختلف ایسڈ۔ القلی۔ برومائیڈ۔ آئوڈائیڈ۔ کاسٹک۔ آیوڈوفارم۔ کلورل جیسی اکسیر اعظم موجود ہین۔ اسی علم کے ذریعہ ہم شکر۔ البومن۔ بائل کو مختلف امراض و افرازین سے شرطیہ دریافت کر سکتے ہین۔ جنکی تشخیص کسی زمانہ مین مکھیون اور چیونٹیون کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔!!

انہین تحقیقاتون سے ہم نے لیوکومین دو ٹین دریافت کئے ہین جو وجع مفاصل مین پیدا

[1] دیکھو مقول مدارس الطبیہ۔ چھاپہ مصر۔ [2] اعمال حل منعقد کیا دی۔

امراض میں پائے جاتے ہیں۔ ٹوکسین کیمیاوی مرکبات ہیں جو تغذیہ[1] و ہضم غذا میں نقص ہونے کے باعث ہمارے جسم کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں اور اپنی زہریلی تاثیر سے مختلف امراض پیدا کرتے ہیں۔
فزکس کی ترقی نے ہمیں عمدہ عمدہ وسائل تجلی بنانے کے عطا کئے جن سے ہم فرکشنل۔ فیرڈی اک۔ اور والٹیک برقی کم خرچ اور آسان طریقوں سے بنا سکتے ہیں۔ اس علم نے ہمارے غیر مکمل اور غلطی کرنے والے حواس خمسہ کو مکمل اور معتبر بنا دیا ہے۔
جسم کے ان اندھیرے اور عمیق غاروں جہاں بوجہ تاریکی کے سبب طبیب کی نظر کام نہیں کر سکتی ہے مثلاً۔ لرنگاسکوپ۔ آف تھلیا سکوپ۔ لیسٹراسکوپ کی ضرورت ہوئی۔
سٹی تھسکوپ اسمع سے بہت سے امراض شش و قلب دریافت ہوئیں جنکا اس آلہ کے بغیر تشخیص ہونا بالکل ناممکن ہے۔ چنانچہ انڈو کارڈائٹس۔ والولولر ڈزیز۔ انیورزم کی تشخیص ایسی آسان ہو گئی ہے جیسے نمونیا اور پہاسس کی۔
مقیاس الحرارت بھی ایک اور بیش قیمت آلہ ہے جس کے ذریعہ ہم وہ خفیف سے حرارت کا دریافت کر سکتے ہیں جو ہماری ضعف لامسہ محسوس نہیں کر سکتی۔ سیابہ کے بجائے ہم نے سفگموگراف اور کارڈیوگراف ایجاد کیا جس سے حرکت و طاقت نبض کا غذ پر بشکل تصویر نظر آتی ہے حیوانات نباتات و معدنیات کے وسیع مطالعہ سے ہم نے انکو باقاعدہ اور مدلل طور پر تقسیم کیا ہے اور اس تقسیم مطالعہ سے حیوانی و معدنی و نباتی ادویات کی کیفیتیں اور خواص دریافت کئے ہیں۔
علم فزیالوجی کی روز افزوں ترقی نے جسم کے عضو کے بہت سے نامعلوم افعال و ترتیب سے ہمیں آگاہ کیا ہے جس کے باعث ہمیں بہت سی دماغی و اعصابی امراض کا علم ہوا جو سمع اور مقیاس الحرارت کے دائرہ تشخیص سے باہر ہیں مصنوعی رطوبت معدہ۔ وائل و نیکل یا اینک جوش بنا کر ہم نے مرتے ہوئے بیچارے بیماروں کو بچایا ہے لوکیلی زیشن آف فنکشن سے ہم نے دماغ و حرام مغز کو بھی اپنے نشتر کے تحت میں کر لیا ہے۔ غرض کہ علم طب نے منطق۔ فلسفہ۔ ہندسہ۔ باٹنی۔ زوالوجی۔ سٹرالوجی۔ اناٹمی۔ فزیالوجی۔ علم کیمیا و طبیعہ سب سے امداد و کام لیکر صحت انسان کا بیڑا اٹھایا ہے۔

---

[1] تغذیہ۔ نیوٹریشن کا ترجمہ۔ سینہ میں جو ہندوستان میں ترجمہ کیا گیا ہے وہ بالکل غلط اور بے معنی ہے
سمع۔ اسم آلہ ہے۔ تسمع کا (سننا)

وقیانوسی نبض اور زبان کے بجائے پلپیشن - پرکشن - انسپکشن - آسکلٹیشن - منسوریشن جیسے
معقول طریق تشخیص ایجاد کئے جنکے لئے ہم ڈاکٹر لسان ان طمیگر - کاروی سر وٹ - بو بینک کے مشکور ہیں
اگر علم حکمت کی ترقی و امراض کی تحقیقات میں اور کسی شی نے اتنی مدد نہیں دی جتنی کہ خوردبین نے - اس آلہ نے
ہمیں وہ باریک تبدیلیاں ہمارے انسجہ میں دکھائی ہیں جو خالی آنکھہ سے نظر نہ آسکتی تہیں - اسیطرح
بہت سی بیماریاں مثل ڈجنریشن و سکلیروسس کے دریافت ہوئے ہیں -
کچھ عرصہ ہوا کہ اورام (ٹیومر) کل دو قسم کے خیال کئے جاتے تھے حمیدہ (بینائین) خبیثہ (ملگنٹ)
چنانچہ سلع کو مادکا سبھی تومار ایک ہی جماعت میں کھے جاتے تھے - مگر خوردبین نے مختلف ٹیومرز کی باقاعدہ
اور علمی طور پر تفصیل و تقسیم کر دی ہے -
مسلہ جرم جو آج کل اپند خاص و عام ہے اسی خوردبین کا عطیہ ہے - پہلے ہمکو معلوم نہ تھا کہ متعدی امراض کا
انتقال و انتشار کیونکر ہوتا ہے اور نہ ہی ہمکو انکے روکنے اور علاج کرنے کے اصول و طریق معلوم تھے - مگر جب
سے کہ خوردبین کے ذریعہ تجربہ اور مشاہدہ کئے گئے یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہمارے جسم کے ابراز و افرازیں نباتی و
حیوانی اجرام داخل ہونیسے عفونت پیدا ہوتی ہے - اسکے ساتھ ہنی یہہ بھی دریافت کیا ہے کہ تخمیر مادہ کے لئے
پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے ہوا - پانی - حرارت - غلیظ مادہ و جرم - اگر ان میں سے ایک چیز بھی کم ہو تو عفونت
نہیں ہوسکتی - مگر ظاہر ہے کہ زندہ جسم میں (آکسیجن) ہوا و پانی و حرارت کسیطور پر کم نہیں ہوسکتا -
ہاں غلیظ مادہ جرم کم و بیش ہوسکتا ہے - اور اسی اصول پر انٹی سیپٹک طریق علاج نے ہمارے پرانے خیالات و
مسائل کو بالکل الٹ پلٹ دیا ہے بہت سی ادویات کرم کش و دافع عفونت سرخ باد - جدری - کالرا - طاعون
و سپٹی سیمیا کروپ - کی از دیاد و انتشار کے روکنے کے لئے ایجاد ہوئی ہیں -
جراحی میں جریان خون کو روکنے کے لئے لگیچر آف دی آرٹری ایجاد ہوا جسکی نسبت ڈفن باخ لکھتا
ہے کہ جیسے کہ لڑائی کا مدار بارود پر اور علم کی ترقی چھاپہ پر منحصر ہے ویسے ہی جراحی کی ترقی لگیچر آف دی آرٹری پر
مبنی ہے -
مسکنات الوجع کی اختراع کچھ لگیچر سے کم نہیں - انہوں نے تکلیف درد کو ہماری دستکاریوں سے بالکل خارج کر دیا ہے -
بیمار ان دستکاریوں کو خوشی سے کرتے ہیں جنکے وہ پہلے درد کے خوف سے اور جراح بیرحم کی وجہ سے جراحت
النیجہ - لٹو کا ترجمہ ہے - اس وحشیانہ طریق کے بجائے -

نہ کرتے تھے۔
انٹی سپٹک طریق علاج سے زخموں مین عفونت اور ریم کا بننا ہارجی احی مین عجائبات جنبال کیا جاتا ہی۔
یہی وجہ ہی کہ ہاتھہ پاؤنکا جدا کرنا۔ ابرجایالو رجا کا نھا لنا ہارسا منی کچھہ حقیقت نہین رکھتا۔
استیصال گردہ۔ وطحال ورحم و حنجرہ کی دستکاریان اس غضبناک ترقی کی شاہد ہین۔
جراحون نے نہ صرف معدہ۔ مثانہ۔ جگر امعا پر ہی ہاتھہ ڈالا بلکہ دماغ۔ حرام مغز۔ شش وقلب جو ہمارے ورثہ
انداز کے دایرہ سے باہر اور متبرک گنے جاتے تھے وہ اب ہمارے ممالک مقبوضہ وملحقہ مین شامل ہین۔
جب ہم اس غایت درجہ کی ترقی کو دیکھتے ہین تو خیال آتا ہی کہ انسان اسی بڑہکر اور کیا کر سکتا ہے۔
بڑکی آلوجی۔ لیرنگالوجی۔ مصنوعی تنفس۔ جنہ ہزارون دونکو قبر سے گھسیٹ کر زندہ کیا
ٹرلیفائن۔ گسٹرالوجی۔ گسٹرو انٹرالوجی۔ ارجنی فشیل اینیس۔ ۱۹ وین صدی کے اعجاز
مسیحائی نہین تو کیا ہین۔
یہہ سب ترقی وعروج جان نثار یکا نتیجہ ہی جس سے جان ہنٹر نے ابا فرنگ کی تحقیقات کیلئے اپنے آپکو قربان کیا
جس سے ڈاکٹر لوہی نے کوخ کے مسئلہ کی تردید کیلئے مرض مضیہ کے اسہال و براز کے پینے سی پرہیز نہ کیا۔ لیسٹو نہاہی
دیوانہ سے اپنے تئین کٹوایا۔
یہہ عالیشان عمارات بیت العلوم جو آج انگلنڈ کو علم کی کان وہنر کا منبع بنا رہی ہین انکے دریا دلی کے نمونہ
اور سخاوت کے یادگار ہین۔
ہنٹر نے ۴۰ برس کی عرق ریزی اور ۷ لاکھ کی لاگت سے ایک میوزیم طیار کیا اور مرتے
وقت رائل کالج آف سرجن کو دیگیا۔ ارسمس ولسن نے اسیطرح پندرہ لاکھہ کی جائداد دی۔
ہر اتوار ہفتہ کیدن دیکھو کوچہ وبازارون مین شریفون اور امیرونکی لڑکیان چندہ جمع کرتی پھرتی ہین
ہسپتالون مین نوکر بنکر بیمارونکی خدمت کرتی ہین دیکھو تو کتنے عزلت نشین لذات دنیوی سے منہہ موڑ
ناگوار اکو اپنے پر گوارہ کر کالجون اور تجربہ خانون مین بیٹھے علم کی تفتیش مین جستجو کر رہے ہین۔
انکے تجربون اور مشاہدون کے نتیجہ رسالون مین شایع ہوتے ہین۔ خاص و عام کی نظر سے گذرتے
ہین۔ انپر سخت نکتہ چینی ہوتی ہے بیشتر اسکے کہ کوئی بات تسلیم کیجائے ناظرین ان عالی ہمتونکی
عظمت اور اپنی لپستی کا مقابلہ کرین۔ ہندوستان کسی زمانہ مین علم کا بیت العلوم تھا

جہان بقراط وسولس[1] نے سبق پڑہا۔ آج اُسی ہندوستان کا یہہ حال ہی کہ عزت دتوقیر کھوکر وحشی کا لقب حاصل کیا ہی اور اُستادیکو پایہ سے گر کر شاگردی اختیار کی ہی۔ اسکے باشندے دربدر تلاش علم میں مارے پھرتے ہین۔

جو غور سے دیکھیے تو اس ذلت وتحقیر کا باعث یہہ ہی کہ ہمارے ملک کے رئیس اور صاحب ثروت لوگ جو علم کے ممد ومعاون تھے تھے اور فضول کامون مین روپیہ ضائع کرنا تو اپنا فرض سمجھتے ہین مگر صاحب علموں کی اشغال اور لڑکیون کی شادیون کیلیئے لاکھون روپیہ خوشی سے صرف کردینگے مگر کسی کار خیر مین ایک کوڑی نہین دینگے ہماری ملک کے وید وحکیم جو علم حکمت کے پشت پناہ اور ہمارے ملک کے باعث افتخار تھے خود غرضی اور خود پسندی کے پیچ مین اکثر پہنچے اور بیکسے ہمت کا در دکرتے ہین کرم خوردہ سدیدی ونفیسی وبوسیدہ جرک وسسرت کو خدا کی وحی سمجھکر ایسے غرور کے جامہ مین نہین سماتے۔

بزرگون کے نسخہ چھپا کر خلقت کے نظر سے بچا کر سینہ بسینہ چلاتے ہین۔ مگر ہم پوچھتے ہین کہ ان تصانیف کے مصنف آخر انسان تھے فرشتہ تو نتھے سہو ونسیان ہماری ترکیب مین ہی۔ خواہ ہم کتنے ہی عالم و فاضل کیون نہ بن جائین غلطی کے دایرہ امکان سے باہر نہین جاسکتے۔

ناظرین اگرچہ ایک عرصہ دراز سے اس غیر وطن مین پڑا ہون مگر شب و روز یہی دعا ہی کہ میرے عزیز وہموطنون کے دلین بھی وہ امنگین پیدا ہون جنہون نے انگلنڈ کو کل دنیا کے ممالک کا سرتاج بنایا ہی۔ سب حکیم و وید و ڈاکٹر صاحبان ملکر جسم وجان سے شکر سوسائٹیان قایم کرین سلسلے کلاس نعض خود پسندی کو چھوڑ اپنے کو معمولی آدمی سمجھکر مباحثون مین شریک ہون تو ہم مین سے جان ھنٹر وھچینس ورکیو اور ملر دکا پیدا ہونا کچھ بڑی بات نہین ۔

راقم

ملک کا خیر خواہ ایک غریب الوطن ہندوستانی

تمام شد

---

[1] دیکھو ڈاکٹر دالیز کی ہسٹری آف میڈیسین جلد اول۔

ضوابط

۱- الصحت کا مقصد یہ ہے۔ کہ علم طب قدیم (یونانی و ویدک) و جدید (مروجہ یورپ و امریکہ) کے ضروری معلومات صاف اور سلیس اردو کے ذریعہ پبلک کے سامنے پیش کرے ✤

۲- ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شایع ہوا کریگا ✤

۳- قیمت عہ سالانہ پیشگی وصول کیجائیگی۔ مابعد کا کوئی حساب نہیں

۴- تمام خط و کتابت متعلقہ نفس رسالہ بنام اڈیٹر ہونی چاہئے۔ اور خط و کتابت متعلق معاملات زر۔ و درخواست خریداری بنام منیجر بپتہ ذیل ہو

حکیم علی احمد وزیر آبادی منیجر الصحت۔ چوک متی۔ لاہور

اطلاع۔ جن اصحاب کے نام رسالہ بلا درخواست ارسال کیا جاتا ہے وہ براہ مہربانی منظوری خریداری سے ایک مہینہ کے اندر اطلاع دیدیوین بحالت خاموشی مستقل خریدار سمجھے جائینگے ✤

نمبر ۲ غلام محمد شاد محمد جلد اوّل

اَلاِحتماءُ اَشدُّ مِن الدّواء

Prevention is better than cure.

اَلصحّت

علومِ طبیّہ کا ماہوار رسالہ

مارچ ۱۸۹۴ء

ایڈیٹر۔ حافظ فضل احمد میڈیکل پریکٹیشنر امپیریل میڈیکل ہال انارکلی لاہور

مینیجر۔ حکیم علی احمد وزیرآبادی۔ چوک متی لاہور

خادم التعلیم پریس لاہور میں چھپا اور مینیجر نے شائع کیا

اسپیشل میڈیکل ہال لاہور کی مجرب دوائیں

ہربل آلٹریٹو

یعنی

مصفی خون مرکب نباتی

انسان کی زندگی کا انحصار خون پر ہے۔ اگر اس میں کسی طرح کمی ہو جاوے یا جو صفات اس میں ہونی چاہئیں زائل ہو جاویں۔ یا اس میں کسی قسم کا نقص عائد ہو جاوے تو اس کا اثر انسان کے ہر عضو پر پہنچتا ہے۔ معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔ جگر بھی اپنا کام ٹھیک نہیں کرتا۔ دماغ بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔ رگ پٹھے بھی سست ہو جاتے ہیں۔ غرضکہ کوئی عضو بھی ٹھیک حالت میں نہیں رہتا۔

ہم نے نہایت کوشش و محنت سے اس مرض کے واسطے "ہربل آلٹریٹو" تیار کیا ہے۔ یہ مرکب صرف نباتی اجزا سے بنا ہوا ہے اور خون کی کدورتیں رفع کرنے کے واسطے اور نیز خون صالح پیدا کرنے کے لئے تیر بہدف ہے۔ چند روز کے استعمال سے خون کا رنگ اصلی حالت پر آنے لگتا ہے۔ اور تمام اعضا میں قوت و توانائی معلوم ہوتی ہے۔ چہرہ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ زردی و سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ تمام جسم میں قوت و توانائی پیدا ہو جاتی ہے۔ معدہ صحیح حالت پر آجاتا ہے۔ قبض کی شکایت بالکل رفع ہو جاتی ہے۔ بدہضمی و درد شکم پاس نہیں پھٹکنے پاتے۔ گرانی سر۔ زردی چشم۔ ضعف اشتہا نزدیک نہیں آنے پاتیں۔ بواسیر کے واسطے بھی یہ مرکب از حد مفید ہے۔ ایک دفعہ آزما کر دیکھئے اور لطف زندگی اٹھائیے۔ قیمت صرف ع۲

استعمال کی ترکیب بوتل پر۔ منجملہ کثیر التعداد سرٹیفکیٹوں کے چند بطور تصدیق یہاں درج کئے جاتے ہیں:

(۱) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل آلٹریٹو تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب میڈیکل پریکٹیشنر لاہور نے خود بھی استعمال کیا اور نیز اپنے مریضوں کو استعمال کرایا ہے۔ جسے قبض دائمی۔ خلل جگر۔ تصفیہ خون اور سوء ہضمی میں نہایت مفید پایا۔ دستخط جناب ڈاکٹر سید امیر شاہ صاحب خان بہادر۔ اسسٹنٹ سرجن لاہور

(۲) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل آلٹریٹو (مصفی خون مرکب نباتی) تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب سوء ہضمی اور قبض مزمن کی بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ہے۔ اس کا ذائقہ بہت خوشگوار ہے اور اس کی خوشبو دلپسند ہے۔ خورد سال بچے اور نازک و نفیس طبع آدمی نہایت آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں:

دستخط ڈاکٹر بھگوان داس صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ANTIPYRINE AND ITS RIVALS.

اینٹی پائرین اور اُسکے رقیب

گذشتہ دس برس کے عرصہ میں جس قدر نئی ادویہ ایجاد ہوئی ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی ایسی مقبول عام نہیں ہوئی جس قدر اینٹی پائیرین اینٹی فائیبرین اور فی نےسٹین تینوں ادویہ گو بلحاظ ترکیب کیمیاوی ایسی متحد نہیں۔ مگر اپنے خواص و افعال میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اُن کی شہرت و رواج دن بدن بڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ اب ایسے اطبا نے بھی اُن کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ بلکہ بعض نو تعلیم یافتہ صاحبان نے اسے بطور خانگی دوائی کے اپنے گھروں میں بوقت ضرورت استعمال کرنے کی نیت سے رکھنا شروع کیا ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ یہ ادویہ اپنی سریع التاثیر فوائد کے سبب سے بہت جلدی مشہور عام اور مقبول انام ہو گئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ گو اُن کے مفید اور زود اثر ہونے میں کسی کو کلام نہیں مگر اِس بات کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئیے کہ اُن کا استعمال خطرے سے خالی بھی نہیں۔ اخبارات طبی میں کئی ایسے متوحش واقعات شایع ہو چکے ہیں جن سے اِن ادویہ کا خطرناک ہونا پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ ایک

اخبار میں شایع ہوا تھا کہ ایک لڑکی کو رفع درد کے لئے اینٹی پائیرین کھانے کی عادت تھی
ایک رات اُس نے مقدار سے زیادہ کھالی اور صبح کو مردہ پائی گئی۔ ایسی ہی اور بھی کئی
حوادث وقوع میں آئے چنانچہ اسی وجہ سے برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن نے اُس شاخ
کمیٹی کو جس کے ذمہ ادویہ کی تحقیقات کا کام ہے۔ اس کام پر مامور کیا کہ ان ادویہ کے
بارے میں خاص طور پر تحقیقات کرے۔ اس کمیٹی کے صدر انجمن مشہور و معروف فاضل
خواص الادویہ ڈاکٹر ڈے جی ایچ صاحب تھے۔ ایسوسی ایشن کی مختلف شاخوں نے
اس تحقیقات میں بڑی سرگرمی سے مدد دی۔ ۲۲۰ رپورٹیں کمیٹی کے روبرو پیش ہوئیں
ان رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ان ہر سہ ادویہ میں اینٹی پائیرین رفع درد کے لئے زیادہ
تر استعمال ہوتی ہے ✤

ان رپورٹوں سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اینٹی پائیرین اینٹی فیبرین سے زیادہ
بے ضرر شے ہے۔ گو عام طور پر اُس کے برعکس خیال ہے۔ مضار کے لحاظ سے یہ بات
یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ۷۳ فیصدی رپورٹ لکھنے والوں نے بیان کیا کہ ہم نے
اینٹی پائیرین سے کوئی ضرر مشاہدہ نہیں کیا۔ باقی جن لوگوں نے اینٹی پائیرین سے
ضرر مترتب ہوتے ہوئے دیکھا بھی ہے اُن کا بھی یہی خیال ہے کہ اندازہ معتاد کے بڑھ
جانے سے ضرر پیدا ہوا تھا۔ اگر مقدار خوراک میں احتیاط و اعتدال کام میں لایا جاتا تو
ضرر کا احتمال نہیں تھا۔ ان مضار کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ پانچ مریضوں کو
فی گھنٹہ ۸۰ گرین کے حساب سے اینٹی پائیرین دی گئی تو اُس سے پہلے غشی اور
بعدہ جلدی ہی موت واقع ہوئی اور ۳۰-۲۰ گرین دو مرتبہ دینے سے صرف غشی ہی ہوئی
۱۵-۱۵ گرین فی گھنٹہ دی گئی تو اُس سے ضعف دل۔ ضیق النفس۔ عارضی جنون۔

وغیرہ لاحق ہوتی۔ ایک خاص بات جو ان رپورٹوں سے واضح ہوتی ہے یہ ہے کہ انٹی پائیرین اگر نقصان پیدا کرتی بھی ہے تو اسی حالت میں جب کہ اس کی مقدار ۱۰ گرین سے زیادہ ہو۔ اس سے کم میں وہ ضرر نہیں کرتی۔ یہی حال انٹی فیبرین کا ہے۔ مگر خرابی یہ ہے کہ انٹی فیبرین ۱۰ گرین سے کم مقدار میں بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

ایڈیٹوریل نوٹ

ایک نو ایجاد مقیاس الحرارت

جرمنی میں ایک نئی قسم کا مقیاس الحرارت ایجاد ہوا ہے جس میں بجائے پارہ کے ٹولول سے کام لیا جاتا ہے۔ اس میں خوبی یہ ہے کہ ٹولول کو اینی لین سے رنگا جا سکتا ہے۔ اس سبب سے رنگدار کالم کے پڑھنے میں بہت سہولیت ہوجائیگی۔

دوا سازی بغداد میں

یورپ کے ایک طبی اخبار کو خبر ملی ہے۔ کہ بغداد میں دوا سازی کی حالت نہایت ابتر ہے۔ اگر نسخہ کسی دکان پر جاوے تو دوائی بنا کر کاڈ لور آئیل کی میلی کچیلی بوتل میں ڈال دیتے ہیں۔ اور کارک کی بجائے کاغذ اس کے منہ میں ٹھونس دیتے ہیں۔

اطبا کے عام اغلاط

ہم اطبا کے عام اغلاط آدہ سو میڈیکل جرنل سے نقل کرتے ہیں۔

(۱) مریض سے یہ وعدہ کرنا کہ ہم تم کو تندرست کر دینگے۔

(۲) یہ اقرار کرنا کہ مرض کبھی عود نہیں کریگا۔

(۳) یہ وعدہ کرنا کہ تم جملہ ہم پیشہ اصحاب سے بڑھ کر علاج کر سکتے ہو۔

(۴) یہ اقرار کرنا کہ تمہاری دوائی کا مزہ ناگوار نہیں ہوگا یا یہ کہ تمہارے ہاتھ سے چاقو درد نہیں دیگا۔

(۵) یہ اقرار کرنا کہ کل ایسا سخت بخار کبھی نہیں ہوگا جیسا کہ آج ہے۔

(۶) مریض کی رائے پر طریق علاج کا انحصار کرنا۔

(۷) تشخیص کے لئے صرف مریض کے بیان پر بھروسہ کرنا۔

تشخیص بذریعہ زبان

زبان کے امتحان سے تشخیص میں بہت کچھ مدد ملتی ہے۔ بعض لوگ ڈاکٹران پر ہنسی کرتے ہیں کہ زبان دیکھنے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک عبث فعل ہے۔ مگر یہ محض بے جا ہنسی ہے۔ زمانہ قدیم سے اطبائے نامدار تشخیص کرنے میں زبان کے معاینہ سے مدد لیتے آئے ہیں۔ طب قدیم کی کتابوں میں اِس کا ذکر جابجا موجود ہے۔ زبان حالت بدن کا ایک آئینہ ہے۔ زبان پر سفید رنگ کا مَیل جما ہوا ہو تو اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بخار موجود ہوتا ہے۔ اگر زبان تر ہو اور بھورے رنگ کی تو اُس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بدہضمی ہے اور قبض۔ اگر زبان کا رنگ بھورا ہو اور وہ خشک ہو تو اسکا یہ مطلب ہے کہ قوت حیوانی نہایت ضعیف ہے اور سخت کمزوری موجود ہے مثلاً ٹائفائڈ یا ٹائفس رحمی مطبقہ وبائے ہیضہ میں سرخ اور تر زبان کمزوری کا نشان ہے۔ سرخ اور خشک زبان ورم کے بخار کی علامت ہے۔ اگر زبان چلتی اور لرزان ہو تو یہ کثرت مے نوشی اور ڈیلیریم ٹرائمینس (ہذیان الخمر) کی علامت ہے اگر زبان کے باہر نکلنے میں رکاوٹ ہو تو اُس سے مراد ہوتا ہے ضعف دماغی۔

کانفرنس حفظان صحت بمقام پیرس

۷ ماہ گذشتہ کو اس کانفرنس کا اجلاس شہر پیرس میں ہوا۔ اس اجلاس میں اُن سوالات پر بحث ہوئی جو اجلاسہائے ماسبق منعقدہ وینس وڈریسڈن میں ہونے سے رہ گئے تھے۔ ان سوالات میں سب سے بڑا ضروری یہ سوال ہے کہ کیا طریقہ اختیار کیا جاوے جس سے ہیضہ ایشیا سے براہ بحیرہ قلزم وخلیج فارس یورپ میں نہ جا سکے۔ یورپ کے جملہ دول عظام نے اس ضروری مسئلہ پر غور کرنے کے لئے وکلا روانہ کئے ہیں۔ ٹرکی نے بھی بڑی دلچسپی سے اس میں حصہ لیا ہے۔ اور چار وکلا بھیجے ہیں جن میں سے ایک بکوسکی پاشا ہیں جو علم کیمیا کے ایک بڑے لائق عالم ہیں اور قسطنطنیہ کے سر رشتہ جنگی خانہ کے متعلق ہیں۔

خط وکتابت

ذیل میں ہم ایک مراسلت درج کرتے ہیں۔ جو امید ہے کہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو گی۔

کرمفرمائے بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الصحت۔

بعد از انتظار بسیار الصحت نکلا تو طب قدیم کے حق میں ایک قاتل بیدریغ اور ایک دشمن جانستاں ہو کر نکلا۔ وہ جسے دعوئے تھا کہ طب قدیم کا خادم ہو گا اور اُس کی ترقی کا حامی۔ جس کا اقرار تھا۔ کہ طب قدیم کا قدردان ہو گا اور ہمت افزا۔ اُس نے نکلتے کے ساتھ ہی بیچارے طب قدیم پر ایک نہایت سخت حملہ کیا اور تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔

وحشت دکھا رہی ہے بیاباں نئے نئے ؎ پیدا ہوئے ہیں جان کے خواہاں نئے نئے

اگر آپ کو انصاف کا - راستی کا - سائینس کا پاس نہ تھا تو بزرگوں کا ہی لحاظ کیا ہوتا - آپ جس مشہور خاندان اطبا کے باقیات میں سے ہیں - اگر اسی کی حمیت وغیرت پر آپ عمل کرتے تو ایسا بزدلانہ حملہ طب قدیم پر ہرگز نہ کرتے - + + + + + + + + + + +

راقم یکے از شائقین طب قدیم

جناب من - جو الفاظ عنایت شفقت آمیز جناب نے اس خاکسار کی نسبت لکھے ہیں اس کا جواب سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ نہایت سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کیا جاوے - بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی -
خوشی کی بات ہے کہ شائقین طب قدیم میں سے آپ جیسے سرگرم بزرگوار بھی موجود ہیں جو طب قدیم پر ذرا سی نکتہ چینی بھی گوارا نہیں کر سکتے - خواہ وہ کتنی ہی انصاف اور نیک نیتی سے کی گئی ہو - افسوس ہے کہ آپ نے خاکسار کو ایک مشہور خاندان اطبا کے باقیات میں سے سمجھکر بھی طب قدیم پر حملہ کرنے والا اور اس کا بیدریغ قاتل خیال کیا -
ہمکو نہایت خوشی ہے کہ پیروان طب قدیم میں ابھی سپرٹ باقی ہے - اور جوش قایم ہے مگر افسوس ہے کہ وہ اپنے سپرٹ کو راست جانب استعمال نہیں کرتے - سائینس کسی کی میراث نہیں - جو قوم اسکی خدمت کرے وہ اسی کے قبضہ میں چلا جاتا ہے - اِس میں کیا شبہ ہے کہ اسی آریہ ورت میں ایک زمانہ ہو گزرا ہے جبکہ یہاں بڑے بڑے فاضل - بید و پنڈت موجود تھے - جو اپنے زمانہ کے وحید العصر اور فرید الدہر

خیال کئے جاتے تھے جنکی تصنیفات کی قدر آجکل اگر ہندوستان نہیں تو جرمنی و انگلستان میں ضرور ہے۔ جن کے مخترعہ اصول علاج و نسخجات کے فدائی اس گئے گزرے زمانہ میں بھی لاکھوں آدمی ہیں۔ اسکے بعد طب عرب کا ستارہ چمکا۔ اہل عرب نے یونانیوں کی تحقیقات پر ہی بس نہیں کیا بلکہ خود اس کی خوب چھان بین کی اور جس عمارت کی بنیاد یونانی ڈال گئے تھے اس کو اس قدر بلند بالا اور رفیع الشان کو دیا کہ وہ سقف گردوں تک جا پہنچی۔ انہوں نے اس نعمت خداداد کا حصہ اہل یورپ بھی دیا۔

سلطنت اسلامیہ کے ساتھ اس کا قدم ہندوستان میں آیا۔ اور بوجہ اسکی ذاتی خوبیوں اور دلفریبیوں کے تھوڑے ہی عرصے میں یہ طب مقبول عام ہو گیا۔ مگر جیسے کہ سدا سے زمانے کی عادت چلی آئی ہے۔ ایک عرصے کے بعد ملک کی بے توجہی اور قوم کی بے پرواہی کے سبب سے اس میں زوال آنا شروع ہوا۔ اودھر یورپ والے برابر ترقی کرتے چلے گئے۔ انہوں نے جو سرمایہ اہل عرب سے لیا تھا اسے بہت کچھ بڑھا لیا۔ اور یہ شاگرد اپنے استادوں سے کہیں آگے بڑھ گئے۔ اور ابھی قدم ترقی آگے کو ہے۔ سائنس کی مختلف شاخوں میں سے اتنی ترقی کسی میں نہیں ہوئی جتنی کہ علوم طبیہ میں ہوئی ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں سو سے کسی قدر زیادہ ادویہ نئی دریافت ہوئی ہیں۔ اور ہر ہفتہ میں نئی نئی دوایاں نکلتی آتی ہیں۔ طب قدیم کی شبیہ بعینہ ایک تالاب کیسی ہے جس میں دور دراز چشموں سے نہایت خوشگوار و شیریں پانی آتا تھا۔ اس آب حیات کے تالاب پر چاروں طرف سے پیاسے آتے تھے۔ اور خوب سیراب ہو ہو کر بلکہ خم کے

خم بھر کر ساتھ سے جاتے تھے مگر کچھ عرصہ وہ چشمے خشک ہونے لگے ہیں - پانی کا آنا بند ہوگیا ہے - ڈر ہے کہ تالاب کے پانی میں تعفن نہ پیدا ہوجاوے اور اس پر کائی نہ جم جائے +

اُدھر علوم طبیہ مروجہ یورپ کا یہ نقشہ ہے کہ ایک بحر زخار ہے جو بہاؤ پر سے جوش زن اور موج افگن چلا آتا ہے - اور ایک صاف و شفاف چادر پانی کی بچھاتے ہوئے چلا جاتا ہے - چاروں طرف سے ندیاں آتی ہیں اور اس میں آنکر ملتی جاتی ہیں +

سینکڑوں محققین سرگرم تحقیقات ہیں - اُن کی کارروائیوں کے نتائج اخبارات میں چھپ رہے ہیں - اِن پر بحث کرنے اور عیب و صواب کے پرکھنے کے واسطے کمیٹیاں ہورہی ہیں - اور اسی طرح تحقیقات کی داد دیجا رہی ہے +

شائق طب قدیم ہم کو مورد الزام بنانے کی بجاے اگر پیروان طب قدیم کو ترقی کرنے کی طرف متوجہ کرتے تو زیادہ مفید ہوتا - اُن کو مناسب ہے کہ وہ ہم کو جو چاہیں کہلیں اور جس طرح چاہیں دل ٹھنڈا کرلیں - مگر ذرا اپنے ارباب ہم پیشہ کو جگادیں اور ہشیار کریں کہ اس تالاب کے منافذ کی خبرگیری کرو - سوکھے ہوئے چشموں کو درست کرو - اور اس دریا میں سے جو بڑی دل فریبی کے ساتھ سامنے بہہ رہا ہے - ایک نہر کاٹ کر اس تالاب میں ڈالدو +

ہمکو طب قدیم پر زوال آجانے کا جو رنج ہے اور اسکو ترقی کے زینہ پر چڑھتے ہوئے دیکھنے کا جو ارمان ہے وہ بیان نہیں ہوسکتا - ہمارے وہ فاضل دوست جن کا رنگین مضمون پچھلے نمبر میں شایع ہوا ہے - وہ خود طب قدیم کے جاننے والے اور

اُسکے ہوا خواہ ہیں اور یہی طلب ہے

ہم امید کرتے ہیں کہ شائقین طب قدیم صرف ہمکو بُرا بھلا کہنے پر ہی بس نہیں کرینگے ہم اُن سے بمنت درخواست کرتے ہیں کہ مردانہ وار میدان میں آئیں اور داد تحقیق دیں الصحت کے کالم ہر وقت اُن کے لئے کُھلے پڑے ہیں۔ اگر انہوں نے کچھ ہمت کی اور ہماری اِس درخواست پر کچھ توجہ کی تو ہم امید کرتے ہیں کہ طب قدیم بھی ایک روز آسمان ترقی پر نیر تاباں ہوکر چمکیگا۔ ؎ ذرے کا بھی چمکیگا ستارہ۔ قائم جو زمین و آسماں ہے۔ راقم خاکسار ایڈیٹر

مراسلات

وہمی جنون

اور

حواس کے دھوکھے

عنوان مندرجہ بالا سے علی العموم وہی مریض متعلق ہیں۔ جن کے قواے عقلی ضعیف ہو جاتے ہیں۔ مگر اِن کے حالات میں کچھ خصوصیت بھی ہوتی ہے جِن کی شناخت زیادہ تر ایک مبصر حکیم کر سکتا ہے۔ ایسے مریض اپنے آپ کو زیادہ تر ہوشیار ثابت کرتے ہیں۔ اور اپنی ضعیف العقلی کو حتی الوسع ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ اِنکا حافظہ اکثر اچھا ہوتا ہے۔ اپنی مرضی کے مالک ہوتے ہیں۔ اور اپنی خواہشوں پر قادر ہوتے ہیں۔ مگر اِن میں بمقابلہ صحیح الحواس آدمیوں کے فرق ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ اِن کے

دل میں کوئی معین خیال کسی حس کی نسبت پیدا ہو جاتا ہے۔ جسکی ماہیت ہم سمجھ نہیں سکتے۔ یہ خیال مراقی خیالات کی طرح محو نہیں ہو سکتا۔ اور جب ایسے مریض اپنے خیالات کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں دے سکتے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ خیال اونکو یقینی طور پر ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ جو اس میں سے کوئی ایک انکو دھوکھ میں ڈالدیتا ہے۔ اور وہ رفتہ رفتہ اسی طرح قائم ہو جاتا ہے۔ ایسے مریضوں میں اور بھی مختلف قسم کے علامات پائے جاتے ہیں۔ مگر عملی صورت میں صرف معدودے چند اور معین خیالات پائے جاتے ہیں +

اکثر اوقات ایسے خیالات براہ راست اپنی ذات یا سوسائٹی کی خیر خواہی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور شک وشبہ اور دُکھ اور حسد وغیرہ کے پیرایہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہاں پر حواس کے دھوکھوں کے متعلق صرف چند موٹی موٹی اقسام کا ذکر ہدیہ ناظرین ہو گا +

توہمات۔ بیرونی تحریک کے بغیر انسان کے دل میں اندر ہی اندر محسوس ہوتے ہیں مثلاً ایسے اوہام جو بصارت کے متعلق ہیں اور گھپ اندھیری میں یا کسی بے نور آنکھ میں واقع ہوتے ہیں یا آنکھ سماعت کے متعلق بالکل بہروں میں یا سنسان راتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ حواس میں سے کوئی ایک حس ایسے اوہام میں مبتلا ہو سکتی ہے یا جفت حواس میں انکا کوئی فرد مبتلا ہو سکتا ہے۔ امراض ذہنی میں طرح طرح کے توہمات پیدا ہوتے ہیں۔ آنکھ کے توہمات زیادہ تر شدتِ جنون یا ہذیان میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور جنون میں سارے حواس کے توہمات در اصل ایسے ہی ظاہر ہوتے ہیں جیسے ہذیان میں سماعت کی نسبت ہوا کرتے ہیں +

سماعت۔ کے اوہام عام ہیں۔ یہ غیبی آوازیں کبھی تو تھوڑے فاصلے پر کانا پھوسی کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ کبھی کان کے بیچ۔ کبھی بلند آوازیں اور کبھی چیخ کی طرح مسموع ہوتی ہیں۔ کبھی آسمان سے آتی ہیں۔ کبھی زمین سے پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ کبھی مکان کے چمنی سے اور کبھی فرش سے۔ کبھی یہ آوازیں مردوں کی معلوم ہوتی ہیں اور کبھی عورتوں کی سی۔ کبھی ان آوازوں سے محبت اور پیار کی بو آتی ہے۔ اور کبھی ضد اور عداوت مترشح ہوتی ہے۔ کبھی یہ ہاتف سُریلی آوازیں الاپتی ہیں۔ اور کبھی جنون کی طرح آواز بے ہنگام اُٹھاتے ہیں۔ کبھی یہ آوازیں لوہار کی ہتوڑے کی طرح دھڑا دھڑ سنائی دیتی ہیں۔ کبھی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح اور کبھی گاڑی کی گھوک اور سیٹی کی سی سنائی دیتی ہیں۔ کبھی گھنٹے کی آواز اور کبھی بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کی طرح سنائی دیتی ہے۔ ایسے مریض جب خوش قسمتی سے شفا پذیر ہونے لگتے ہیں تو یہ آوازیں رفتہ رفتہ کمزور ہوتی جاتی ہیں اور زیادہ زیادہ فاصلوں پر سنائی دینے لگتی ہیں۔ اور پھر بند ہو جاتی ہیں ؛

یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ جن لوگوں میں اس قسم کے اوہام پیدا ہوتے ہیں وہ بالکل مخبوط الحواس ہی ہوں۔ مگر اس میں دو باتیں تو ضرور نتیجہ خیز معلوم ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ جن مریضوں میں جنون بطور وراثت کے پہنچتا ہے۔ یا یہ کہ پہلے وہ جنون میں ان اوہام کی شدت کے ساتھ مبتلا رہ چکے ہیں۔ اُن میں ایسے توہمات کا پیدا ہونا۔ اُن کے خویش و اقارب کے تردد کا باعث ہو جاتا ہے۔

دویم یہ کہ اگر وہ پہلے صرف جنون میں مبتلا ہو چکے ہیں تو اُن کی شفایابی پر تا وقتیکہ یہ اوہام بالکل رفع ہو جاویں مطمئن نہ ہونا چاہیے۔ ایک عورت کو اپنے مکان کی

جھینی سے آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ سو وہ اپنے آپ کو اِن آوازوں سے بچنے کے واسطے کسی کام میں مصروف کر دیتے۔ جب تک کہ وہ عورت طاقتور رہی اِن آوازوں پر غالب ہوتی رہی۔ مگر آخر کار وہ کمزور ہو گئی۔ اور یہ آوازیں اُس پر غالب آگئیں۔

ایک اور عورت مالیخولیا میں مبتلا تھی۔ اُس کو اپنی سخت افلاس کا وہم ہو گیا۔ اور اُس پر اُس نے کسی کارخانہ میں کام کرنا شروع کیا۔ اِس وقت اُس کا مالیخولیا تو جاتا رہا مگر ایک نئی یہ شکایت قائم ہو گئی۔ کہ جس وقت وہ کوئی کتاب پڑھتی یا کسی امر پر سوچتی تو اُس کے یہی خیالات ایک سُریلی آواز میں اُس کے سر کے اوپر دو فیٹ کے فاصلے پر اُس کو سنائی دیتے۔ جو اُس کے توہمات جنون کے مختلف اقسام میں مختلف طور پر واقع ہوتے ہیں۔ اور مریضوں کو اِن سے سخت تکلیف عارض ہوتی ہے۔ ایک اور مریض تھا جسکی ایک عورت سے محبت تھی۔ اِس کو توہمات سماعت کے علاوہ چند اور وہم بھی تھے۔ اِس کے نرم نرم محبت آمیز الفاظ سننے کے علاوہ ایک خاص خوشبو بھی محسوس ہوا کرتی تھی۔ مگر کچھ عرصے کے بعد جب اُس کا مرض اور بھی ترقی کر گیا تو پھر اُس کو مکروہ آوازوں کے علاوہ سخت بدبو بھی محسوس ہونے لگی۔ کچھ عرصے کے بعد اُس کو یہ وہم ہو گیا کہ وہ عورت اُس کی روحانی منکوحہ ہے اور اس سے اُس کی ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ اور نیز یہ کہ اُس کی منکوحہ کو علم حاضرات اور مسمریزم میں ایک زبردست طاقت حاصل ہے۔

سماعت کے متعلق ایک اور وہم بھی ہوا کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ غیر لوگ ایسے مریضوں کے دل کے راز معلوم کر لیتے ہیں۔ اِس قسم کے مریض اکثر دیکھنے میں آتے ہیں جن کی یہ شکایت ہوتی ہے کہ لوگ اُن کے راز سے بہ نسبت اُن کے زیادہ واقف

ہیں۔ اور پھر ایسا وہم بھی ہو جاتا ہے کہ اُن کے دل کے راز بطور آواز کے نکلتے رہتے ہیں۔ اور اِس خیال سے وہ حتی الوسع لوگوں کے پاس نہیں پھٹکتے۔ اور اِس طرح پر وہ اپنے دل کے راز لوگوں سے چھپاتے ہیں۔ اِس طرح کا ایک مریض لوگوں پر خواہ مخواہ حملہ آور ہوتا تھا تا کہ وہ اُس کے راز نہ معلوم کرلیں اخیر کو تنگ آکر اس نے اپنی بستی کا رہنا چھوڑ دیا۔ اور کسی پہاڑ کے کھوہ میں رہنا شروع کیا۔ ایک اور مریض کو وہم ہو گیا کہ اس کے دل کی باتیں لوگوں پر کسی خاص ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں اور پھر وہ انکے جواب بھی سنتا ہے۔ اور یہ سلسلہ جواب و سوال کا اُس کے ساتھ خواہ وہ کہیں ہو جاری رہتا ہے۔ جن ملکوں میں علوم ترقی پر ہوتے ہیں وہاں کے اوہام بھی اعلےٰ ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔ یہ مریض زور دیکر کہتا تھا کہ یہ آوازیں اُسکو کسی خاص ٹیلیفون کے ذریعہ سے سنائی دیتی ہیں۔ اور یہ کہ نرم سے نرم آواز بھی بذریعہ ٹیلیفون یا مائی کروفون کے سنائی دے سکتی ہے۔ ایک رات اُسکو کسی نرم و دھیمی آواز نے سمجھایا کہ یہ آوازیں دماغ کی رگوں کی حرکت کے ذریعہ سے محسوس ہوتی ہیں۔ مگر بجائے اسکے کہ وہ اِس پر یقین کرلیتا اُس کو ایک نرالا وہم سوجھا۔ اور وہ یہ کہ جب وہ کسی امر پر زیادہ زور دیکر خیال کرتا ہے تو اُس کے اعضائے کلام میں مطابق اُسکے خیال کے جنبش پیدا ہوتی ہے جس سے اُس کے دل کی باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھپر ایک مریض ہمیشہ اِس لئے بدظن رہتا کہ میں اپنے پاس ایک اعلےٰ طاقت کا ٹیلیفون یا مائی کروفون رکھتا ہوں۔ جسکے ذریعہ سے اپنے مریضوں کے دل کی باتیں معلوم کرلیتا ہوں۔ کیا کہنا ہے۔ واہ رے اہل یورپ پاگل ہونے پر بھی تمہارے اختراع اور ایجاد کا مادہ اپنا کام کرتا رہتا ہے ممکن ہے کہ

کسی زمانہ میں ایسے آلات طیار ہو جاویں جن سے ڈاکٹر صاحبان اپنے مریضوں کے دل کی باتیں معلوم کر سکیں۔ ایک اور عورت ہے کہ وہ احکام نہی و اوامر کی آوازیں سنا کرتی ہے۔ ایسکے ساتھ ہی بعض خاص عورتوں کی نسبت اُس کی شکایت ہے کہ وہ جس وقت اُن کو دیکھتی ہے اس کو غش آجاتا ہے بلکہ حالت نیند یا تصور میں بھی اُن کی صورت دیکھنے سے اُس کو غش ہو جاتا ہے۔

بصارت کا وہم ایسا عام نہیں ہے جیسا سماعت کا۔ یہ زیادہ تر اُن حالات میں جبکہ ہذیان عارض ہو پایا جاتا ہے۔ اس میں اشیا یا شکلیں متحرک نظر آتی ہیں۔ اور جب مذہبی خیالات غالب ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت دوزخ اور دوزخ کے موکل خوفناک صورتوں میں نظر آتے ہیں۔ کبھی اپنے خویش و اقارب جو کچھ عرصہ پہلے مر چکے ہیں نظر آتے ہیں۔ ایسے مریض سمجھتے ہیں کہ اُن کو علم حاضرات کی طاقت ہو گئی ہے۔ کبھی غلاظت یا کسی متعدی مرض کا وہم پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک لیڈی ہمیشہ اپنے مونہ کے سامنے اپنا رومال ہلاتی رہتی۔ اور ہاتھوں کو اپنی پوشاک پر ملتی رہتی۔ اور پھر دفعتہً اگر روکا نہ جاتا تو رومال کو آگ میں ڈال دیتی اس خیال سے کہ اُس رومال میں کثرت کے ساتھ کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس قسم کے مریض بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اُن کو رات کے وقت فلیٹز میگوس یا دکھلا کر دُکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت ایک عورت زیر علاج ہے جسکی یہ شکایت ہے کہ اُس کے بدن سے کثرت کے ساتھ کیڑے نکلتے رہتے ہیں۔ اور وہ ہر وقت کیڑے کیڑے پکارتی رہتی ہے۔

ذایقہ کا وہم بھی اکثر پایا جاتا ہے۔ اس میں مریض کو اکثر زہر کے ملنے کا شبہ رہتا ہے

اکثر جوان عورتیں جب انکو دورہ میں خلل ہو جاتا ہے غذا چھوڑ دیتی ہیں اسلئے کہ اُس سے اُن کو بدبو آتی ہے۔ اور بسبب بدذائقہ ہونے کے اُن کو زہر کا شبہ ہو جاتا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ اُن کے ہلاک کرنے کے واسطے اُن کی غذا میں کوئی تلخ یا ترش زہر ملادی گئی ہے۔ یا اُس میں پاخانہ کی غلاظت ملادی گئی ہے۔ بعضوں کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ غذا میں انسان کا گوشت یا خون ملایا گیا ہے۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ منتر پڑھکر کسی نے انکو قوت ذائقہ سے محروم کردیا ہے۔ ایسی صورتیں اکثر مالیخولیا یا ضعف دماغ میں پائی جاتی ہیں ؁

شامہ یعنے سونگھنے کا وہم بھی ذائقہ کے وہم کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ کبھی تو شدت جنون میں یا عام ضعف اعصاب میں بالطبع مرغوب خوشبوئیں محسوس ہوتی ہیں کبھی نفرت آمیز بو اُن عورتوں کو محسوس ہوا کرتی ہے جو امراض رحم یا خصیۃ الرحم میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اور اُن کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ اُن کے مکان میں کوئی متعفن لاش پڑی ہوئی ہے یا خاص اُن کے جسم سے سڑی گوبر کی بو آتی ہے۔ بعضوں کو امونیا کی سی تیز بو محسوس ہوتی ہے۔ اور بعض جو اپنے آپ کو بڑھ کر گنہگار سمجھتے ہیں۔ دوزخ کی گندھک اور رال کی بدبو کی شکایت کرتے ہیں۔ جب دیوانوں میں عام جسمانی فالج کے علامات ظاہر ہوتے ہیں۔ تو وہ بو اور بدبو میں بہت کم تمیز کر سکتے ہیں ؁

لمس کا وہم بھی کچھ کم واقع نہیں ہوتا۔ اکثر مریضوں کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ لوگ اُنکے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور مخفی یا باطنی طور پر اُن کو دکھ دیتے رہتے ہیں حکیموں کے شاکی ہو جاتے ہیں کہ وہ اُن کو اس قسم کی دوا دیتے ہیں جس سے اُن کے تمام جسم

میں سوئیاں کھبوتے ہیں یا چھریاں مارتے ہیں۔ یا بعض مہذب پاگل یہ خیال کرتے ہیں کہ اُن کو بذریعہ قوت برقی یا مسمریزم کے ایذا دیجاتی ہے۔ بعض نوجوان کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ کسی نے کسی ذریعہ سے اُن کو قوت باہ سے محروم کر دیا ہے اور نامرد بنا دیا ہے۔ اس قسم کے وہم کے لوگ اکثر خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور نیز لوگوں کو بھی اُن سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کی قوت لامسہ حد سے زیادہ تجاوز کر جاتی ہے۔ اِس کی مثال اس طرح پر ہے کہ کسی کی اُنگلی پر ڈبلو یعنے چند رسی ہو گئی ہے۔ اب وہ ہر وقت اپنی اُنگلی کو بچائے رہنے کی کوشش کرتا ہے اور اُس کو یہ وہم ہی نہیں ہوتا بلکہ یقین ہوتا ہے کہ کسی چیز کے ذرا بھر چھونے سے بھی اُس کو سخت تکلیف ہو گی۔ یہی حال ان حواس کے وہمیوں کا ہے کہ ان کے سامنے ادنےٰ حرکات واقع ہونے سے بھی اُن کو سخت ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے۔

عام ظلینات قسم ق کے مختلف طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ بخوف طوالت صرف چند اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ بعض نا کتخدا یا بیوہ عورتوں کو وہم ہو جاتا ہے کہ اُن کے پیچھے کچھ مرد یا عورتیں پھرتی ہیں تا کہ اُن کو بہکاتے جاویں۔ اور اُن کی عصمت میں خلل انداز ہوں۔ اور یہ ہمیشہ اپنے بچاؤ کی فکر میں لگی رہتی ہیں۔ بعض کسی تنگ مکان کے کونے میں بیٹھ کر تنہا مطالعہ کرنے والے جو کھلے میدانوں میں ہوا خوری نہیں کرتے یا اُن کو یہ بات نصیب نہیں ہوتی اُن کا مزاج وہمی ہو جاتا ہے۔ اور عوام کی نسبت اُن کے طرح طرح کے خیالات ہو جاتے ہیں کبھی مریضوں کو اِس طرح کا وہم ہو جاتا ہے کہ اُن کے خورونوش کی چیزوں میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ وہ ہر ایک سے یہی شکایت کرتے ہیں۔ بلکہ عدالت تک چارہ جوئی کرتے ہیں۔ اور بعد امتحان کیمیاوی

جب از ہر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا تو اُن کو اپنے دعوے کا اور بھی پختہ یقین ہو جاتا ہے
کہ یہ سب کارکن اُسکے دشمنوں سے مل گئے ہیں اور اُسکو ضرور ہلاک کر دینگے۔ کبھی
عورتوں کو اپنے شوہروں پر بدظنی ہو جاتی ہے اور کبھی شوہروں کو اپنی عورتوں پر۔
بڑے بڑے شہروں میں بعض مریضوں کو یہ وہم سما جاتا ہے۔ کہ فرانسیسیوں نے اپنے
آدمی خفیہ طور پر چھوڑے ہوئے ہیں جو اُنکے دُکھ کو موقع پاکر پکڑ لے جاتے ہیں اور اُسپر
اپنا جادو چلاتے ہیں۔ کبھی یہ شکایت ہوتی ہے کہ مسمریزم کرنے والے اپنے ظلم کے زور
سے لوگوں کی صحت نکال لیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ ہر ایک امر جو
دنیا میں ہو رہا ہے اُس سے اُن کا تعلق ضرور ہے اور اس خیال پر وہ ہمیشہ دخل
در معقولات رہتے ہیں۔ اور لوگوں کی پرائیویٹ چٹھیاں لکھنے پڑھنے کے وقت
اپنی چونچ بھی گھسیڑ دیتے ہیں۔ اور باوجود سرزنش اور ملامت کے باز نہیں آتے
بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ کوئی خاص شخص اُن کی محبت کا دم بھرتا ہے یا یہ کہ اُنکو
کسی خاص آدمی سے اُنس ہے۔ اِسی دُھن میں اِس اُلفت اور محبت کے وہم
میں وہ سارا دن صلح و لڑائی میں لگی رہتی ہیں کبھی یہ وہم ہو جاتا ہے کہ کسی نے اُنکو
نظر بھر کر دیکھا ہے اور جادو کر کے تسخیر کر لیا ہے۔ پھر اِسے اوہام بڑھتے بڑھتے اُسکو
عوام سے بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی بیوہ عورتوں میں خوشبو یا بدبو کے محسوس
ہونے کا وہم ہو جاتا ہے۔ بعض اپنے آپ کو زیادہ وجیہ اور خوب صورت سمجھتے ہیں۔
اور پھر اپنے چہرے کو چھپاتے رہتے ہیں تاکہ اُن کے حسن کو نظر نہ لگ جاوے۔ یا
لوگ اُن کا حسن نہ چرالیں۔ اکثر لوگوں کو اپنی مذہبی شُست و شُو کی تکمیل پر
اطمینان نہیں ہوتا۔ اور وہ پہروں سے اُسی کا تکرار کرتے رہتے ہیں*

عظمت و افتخار کے اوہام بھی کچھ کم نہیں پائے جاتے۔ پاگل خانوں میں ضرور کوئی نہ کوئی راجا یا رانی ہوتی ہے۔ کوئی دلیپ سنگھ یا پرنس آف ویلز بن بیٹھتا ہے۔ کئی مذہبی سرگروہوں کے اوتار بن بیٹھتے ہیں۔ غالباً یہ وہم اس طرح پر پیدا ہوتے ہیں کہ ایسے آدمی اول اول اس وہمی فکر میں مصروف ہوتے ہیں کہ کاش وہ بھی بڑا آدمی بن جاتے رفتہ رفتہ یہ خیال اُن کی طبیعت پر غالب ہو جاتا ہے اور آخر الامر اپنے وہم میں وہ وہی بن جاتے ہیں جس کا اُنہوں نے تصور باندھا تھا۔ کسی پیر نے اپنے مرید کا تصور پختہ کرنے کے واسطے ہدائت کی کہ وہ ایک حجرے میں بیٹھکر بھینس کا تصور باندھے۔ چنانچہ مرید صاحب بھینس کا تصور باندھ کر حجرہ نشین ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد مرید صاحب کو یقین ہو گیا کہ وہ بذات خود بھینس بن گئے ہیں۔ اور بھینس بھی کیسی بڑے بڑے سینگوں والی چنانچہ ایک دن پیر صاحب تشریف لائے اور مرید کو آواز دی کہ باہر آؤ۔ مرید نے عرض کی کہ حضرت باہر حاضر ہونے سے مجبور ہوں کیونکہ سینگ بڑے ہو گئے ہیں۔ اور دروازہ حجرے کا بہت چھوٹا ہے؂

رشک۔ غیرت یا حمیت کا وہم بھی عجیب ہوتا ہے۔ اور اِس سے اکثر اوقات کئی جانیں تلف ہوتی ہیں۔ کبھی شوہر کو اپنی جورو کی نسبت یہ وہم ہو جاتا ہے کہ اُسکا چال چلن درست نہیں۔ یا یہ کہ عورت کو وہم ہو جاتا ہے کہ اُس کا شوہر کہیں باہر پھرتا ہے۔ ایسے وہم اکثر بہت بُرے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کبھی ایک ذرا اور خفیف سی بات پر ایسے وہم دور ہو جاویں۔ مگر وہمی جنون کے حواس کے دھوکھے اکثر اصلاح پذیر نہیں ہو سکتے۔ علاج کے واسطے صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہم کا دارو نہیں لقمان کے پاس ــــ

خاکسار کرم الٰہی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سپارہ دیتیٹ میڈیکل افسر پاگلخانہ

THE OPIUM QUESTION.

From medical point of view.

مسئلہ افیون پر طبی پہلو سے ایک نظر

(مرقومہ رائے بہادر ڈاکٹر رائے متر چیف میڈیکل افسر کشمیر)

لفظ افیون مشتق ہے اوپی فیا سے جسکے معنے ہیں سانپ کا لعاب دہن فارسی زبان میں اس لفظ کی شکل بدل کر افیون ہو گئی چینی زبان میں اسکا نام اوپئین یا اوفیان ہے ✤

کسطرح تیار ہوتی ہے   پوست کے ڈوڈے جبکہ پک جانے کے قریب ہوتے ہیں نیز چاقو سے چھوٹے چھوٹے شگاف کر دیتے ہیں ان میں سے رس نکلتا اور جم جاتا ہے۔ اس کو کھرچ کر اکٹھا کر لیتے ہیں ✤

ترکیب

افیون کے بڑے بڑے اجزا مفصلہ ذیل ہیں۔ اوّل۔ مارفین۔ دوم کوڈایا۔ سوم تھیبن ان کے علاوہ پندرہ اور جوہر ہیں جن میں سے ایک حامض ہے جسے حامض تریاقی کہتے ہیں اور کئی ایک مرکبات بناتی ہیں۔ مثلاً البیومن۔ چربی۔ نوشادر۔ چونا اور مگنیشیا کی نمک ان اجزا میں سے مارفیا سب سے زیادہ ضروری ہے اور اس سے دوسری اجزا مصنوعی ترکیب سے نکالے جا سکتے ہیں ✤

افعال و خواص، بدن انسانی پر — اس کا پہلا عمل دماغ اور نخاع پر ہوتا ہے تھوڑی

مقدار میں (½ گرین سے ایک گرین تک) پہلے دوران خون میں تیزی واقع ہوتی

ہے جس سے مرض میں تیزی اور جلد میں سرخی اور گرمی نمودار ہوتی ہے اور اگر الکوہل

تھوڑی مقدار میں پیا جاوے تو اس سے بھی یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ بسبب اسکے کہ

اس سے بھی دوران خون تیز ہوتا ہے۔ قوائے ذہنی تیز ہو جاتے ہیں خیالات

کا تلاطم ہوتا ہے۔ اور کام کرنے کی مستعدی بڑھ جاتی ہے۔ اگر نیند کی خواہش ہو تو

وہ بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ دوسرے خیالات موافق ہوں۔ اثر مابعدیہ

ہوتا ہے کہ تیزی دوران کے بعد دوران میں سستی واقع ہوتی ہے اور اسی لئے

بدن میں سستی اور الکسی سی معلوم ہوتی ہے؂

اوسط درجہ کی مقدار میں مثلاً جب ایک گرین سے دو گرین تک افیون دیجاوے

تو تحریک کچھ بہت زیادہ نہیں معلوم ہوتی۔ دماغ پر اثر ہوتا ہے۔ اور نیند آجاتی

ہے۔ نیند میں خون کی رگیں کسی قدر خالی نہیں ہیں۔ اور یہ نیند کے لئے ایک

امر ضروری ہے۔ اگر بڑی مقدار میں افیون دیجاوے (مثلاً ۳ گرین یا اس سے

زیادہ) پہلا درجہ یعنی درجہ جوش و تحریک بہت ہی جلدی آناً فاناً ختم ہو جاتا ہے۔

بہت گہری نیند فوراً مستولی ہو جاتی ہے جو بتدریج اس بے ہوشی کے درجہ تک

پہنچ جاتی ہے جسکو کما یعنی سبات کہتے ہیں سانس دھیما اور رک رک کر آتا ہے

جلد سرد اور رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے۔ جب موت واقع ہوتی ہے۔ تو دماغ کی اوعیہ

خون سے پر ہوتی ہیں۔ اور شش خون سے لبریز؂

افیون کا عمل خاص خاص اعضا پر) اعصاب کو پہلے تحریک ہوتی ہے۔ بعدہ

استرخا رقلب پر افیون کا بلا واسطہ کوئی عمل نہیں مردمک چشم اس سے سکڑ جاتی ہیں۔ تمام جسم کی رطوبات خشک ہو جاتی ہیں۔ سوائے بول و عرق کے آلات ہضم کے رطوبات خشک ہو جاتے ہیں۔ اور اس سبب سے بدہضمی اور قبض پیدا ہو جاتی ہے۔ افیون کا اس سلسلہ نظام پر خاص عمل ہے جسے ویسو موٹر کہتے ہیں اور اس وجہ سے وہ مفید اورام خیال کی جاتی ہے۔ سر رابرٹ کرسٹی سن کا قول ہے کہ تمام اورام خفیف سے خفیف کام سے لے کر شدید سے شدید ورم امعا تک روکے جا سکتی ہیں اگر افیون شروع میں اور بمقدار کثیر استعمال کرائی جاوے۔ اگر افیون بڑی مقدار میں وریدوں کے اندر بذریعہ پچکاری داخل کیجاوے تو سلسلہ ویسو موٹر کے عمل سے امعا میں ایک سخت قسم کی کشش واقع ہوتی ہے جس سے دست آنے لگتے ہیں۔

حالانکہ مؤثرہ بچوں میں چونکہ دماغ بدن کی نسبت سے بمقابلہ جوانوں کے بڑا ہوتا ہے۔ اس سبب سے ان پر افیون کا اثر بھی زیادہ آسانی اور تیزی سے ہوتا ہے۔ اس کا عمل مختلف افراد میں مختلف ہوتا ہے۔ بعضے ½ گرین کی بھی تاب نہیں لاسکتے۔ اگر مدت تک افیون کو استعمال کرتے رہیں تو امعا میں اسکے جذب کرنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ اور جب آدمی اس کا عادی ہو جاوے تو پھر بڑی بڑی مقدار کی باسانی برداشت ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر لاڈر برٹن کا قول ہے کہ افیونیوں کے بدن میں جا کر مارفیا میں نئی نئی کیمیاوی تبدیلیاں ہونے لگتی ہیں اور ان سے ایک ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے جو مارفیا کے عمل کے ضد اور مانع ہوتی ہے پہلے پہل افیون نیک نیتی سے شروع کی جاتی ہے یعنی کسی مرض

کے دفعیہ کے واسطے یا کسی مزمن بیماری کے ازالہ کے لئے مثلاً بخار۔ اسہال۔ زحیر۔ ذیابیطس۔ وجع المفاصل وغیرہ کے لئے تھوڑی سی افیون کھالینے سے مدعائے مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنی سرور سا آجاتا ہے۔ کسل و سستی دور ہو جاتی ہے۔ مریض سرور کی حالت میں خوش و مطمئن ہوتا ہے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد نشہ ٹوٹنے کی تکلیف عائد ہونے لگتی ہے۔ ضعف و سستی جسم پر مستولی ہو جاتی ہے جسکے رفع کرنے کے لئے دوبارہ افیون استعمال کرنی پڑتی ہے۔ ان کیفیات کو پیدا کرنے کے لئے دوسرے دن مقدار افیون بڑھانی پڑتی ہے اس سے عادت افیون کی بنیاد پڑتی ہے جو امتداد زمانہ سے راسخ ہو جاتی ہے ملک ہند میں یہ عام خیال ہے کہ جو آدمی ۴۰ سال کی عمر کے بعد افیون کھانے لگتا ہے۔ وہ پیرانہ سالی کی امراض سے محفوظ و مصئون رہتا ہے۔ چنانچہ اس خیال پر کاربند ہو کر بہت سے آدمی افیون خوار بن جاتے ہیں۔ بہت سے آدمی سرور و نشاط کے غرض سے پہلے پہل افیون کھاتے ہیں۔ پھر اس کی مقدار بڑھاتے بڑھاتے آخر کو عادی بن جاتے ہیں۔ اکثر لوگ اس کو بطور دوائی مقوی باہ استعمال کرتے ہیں (حالانکہ وہ مقوی باہ نہیں) بدیں غرض کہ امساک کرے اور یہ غرض اس سے حاصل بھی ہو سکتی ہے کیونکہ افیون کا کام ہے کہ اعصاب حس کو پہلے تحریک کرتی ہے اور پھر استرخا درد کی حالت میں بھی افیون زیادہ کھائی جا سکتی ہے۔ برائٹس ویزیز میں افیون نہایت قلیل مقدار میں بھی برداشت نہیں ہو سکتی ؛

استعمال دوائی میں ڈاکٹر گیرڈ نے افیون کو رحمت خدا کی لقب سے ملقب کیا ہے۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ محتاط طبع طبیب کے ہاتھ میں افیون ضرور ایسی ہی

چیز ثابت ہوئی ہے - مجھے افیون - کونین - اور سیماب دو مین جسم انسانی کے امرض
کے ثلث کو ان ادویہ سہ گانہ سے ازالہ کرنے کو مستعد ہوں - علم تداوی کی تمام
کتابیں ایک بڑی طول طویل فہرست اُن امراض و علامات کے بیان کرتی ہیں
جن کو افیون سے فائدہ ہوتا ہے مگر اس کے بڑے بڑے افعال و خواص حسب
ذیل ہیں +

ان تمام امراض میں جہاں مریض درد کے مارے سیماب وار بے قرار ہو اس سے
نہایت عجیب تسکین ہوتی ہے - اسہال - زحیر - اور بالخصوص اُن اسہالوں
کے روکنے میں اکسیر کا کام کرتی ہے جو ہیضہ کے آغاز میں آئے ہیں اور جن کو ہیضہ
کا پیش خیمہ کہا جاتا ہے تمام امراض اور اتتیہ میں خاصکر التہاب صفاق میں افیون
استعمال ہوتی ہے - یہ مسکن سرفہ ہے یہ خواب آور ہے اور اسی لئے اُن تکلیف دہ
حالتوں میں بکثرت استعمال ہوتی ہے جن سے خواب نوشین میں (رنج دہ
محنت تکان و کلفت کے دور کرنے کے لئے قدرت سے مامور ہے) خلل
واقع ہے - مرض ذیابیطس میں افیون بڑی بیش قیمت شئے ثابت ہوئی ہے -
میلیریا میں افیون بطور عارضی علاج کے کام آتی ہے کہ اس سے مرکز ویسوموٹر
کے جوش کا اختفا ہوتا ہے جو سردی یا بدہضمی کی وجہ سے تحریک میں آیا ہو +
بدن انسان پر جو اثرات کہ افیون اور الکحول شراب کی قلیل مقدار کے پینے سے
سے مترتب ہوتے ہیں ان کا مقابلہ   جسم انسان پر وہی اثرات
مترتب ہوتے ہیں جو تھوڑی سی مقدار میں افیون کھانے سے ہوتے ہیں یعنی دوران
خون میں تیزی سی واقع ہوتی ہے دوران خون میں تیزی پیدا ہونے سے تمام مرکز آت

ضوابط

(۱) الصحت کا مقصد یہ ہے کہ علم طب قدیم (یونانی۔ ویدک) و جدید (مروجہ یورپ و امریکہ) کی ضروری معلومات صاف اور سلیس اردو کے ذریعہ پبلک کے سامنے پیش کرے۔

(۲) ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شائع ہوا کریگا۔

(۳) قیمت عہ سالانہ پیشگی وصول کیجائیگی۔ ماہوار آنے کا حساب نہیں ہے۔

(۴) تمام خط و کتابت متعلقہ مضامین رسالہ بنام ایڈیٹر ہونی چاہئے۔ اور خط و کتابت متعلق معاملات زر و درخواست خریداری بنام مینیجر ہونی چاہئے۔

حکیم علی احمد نیر آبادی۔ مینیجر الصحت چوک متی۔ لاہور

اطلاع: جن صاحبان کے نام رسالہ بلا درخواست ارسال کیا جاتا ہے وہ براہ مہربانی منظوری خریداری سے ایک مہینے کے اندر اطلاع دیدیں۔ بحالت خاموشی مستقل خریدار سمجھے جائینگے۔

اطلاع

مشہور و معروف فاضل ٹامس کارلائل صاحب کے لیکچر ہیرو ورشپ متعلق پیغمبر صاحب جو انہوں نے بڑی بے تعصبی سے آنحضرت کی لائف لکھی ہے اس کا اردو ترجمہ چھپ کر کارخانہ میں موجود ہے جس کو شوق ہو ۳ر قیمت سے ایڈیٹر رسالہ ہذا سے طلب کرسکتا ہے۔

الصحت

جلدِ اول | بابت ماہ [illegible] | نمبر ۳

ایک طبی ماہوار رسالہ جس میں علوم طب قدیم و
طب جدید دونوں سے بحث ہے

حسبِ منشاء

ڈاکٹر حافظ فضل احمد صاحب مالک امپیریل
میڈیکل ہال انارکلی لاہور

مطبوعہ مطبع جامع التعلیم لاہور

اسپیشل میڈیکل ہال لاہور کی مجرب ڈائمن ہربل آلٹریٹو

یعنی

مصفی خون مرکب نباتی

انسان کی زندگی کا انحصار خون پر ہے۔ اگر اس میں کسی جہت سے کمی ہو جاوے۔ یا جو صفات اس میں ہونی چاہییں۔ وہ زائل ہو جاویں۔ یا اس میں کسی قسم کا نقص عاید ہو جاوے۔ تو اس کا اثر انسان کے ہر عضو پر پہنچتا ہے معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔ جگر بھی اپنا کام ٹھیک نہیں کرتا۔ دماغ بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔ رگ و پٹھے بھی سست ہو جاتے ہیں۔ غرضکہ کوئی عضو بھی ٹھیک حالت میں نہیں رہتا۔

ہم نے نہایت کوشش و محنت سے اس مرض کیواسطے "ہربل آلٹریٹو" تیار کیا ہے یہ مرکب صرف نباتی اجزا سے بنا ہوا ہے۔ اور خون کی کدورتیں رفع کرنیکے واسطے اور نیز خون صالح پیدا کرنیکے لئے تیر بہدف ہے۔ چند روز کے استعمال سے خون کا رنگ اصلی حالت پر آ جاتا ہے اور تمام اعضا میں قوت و توانائی معلوم ہوتی ہے۔ چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ زردی و سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ تمام جسم میں قوت و توانائی پیدا ہو جاتی ہے معدہ صحیح حالت پر آ جاتا ہے قبض کی شکایت بالکل رفع ہو جاتی ہے۔ بدہضمی اور درد شکم پاس نہیں پھٹکنے پاتے۔ گرانی سر۔ زردی چشم ضعف اشتہا نزدیک نہیں آنے پاتے۔ بواسیر کے واسطے بھی یہ مرکب از حد مفید ہے۔ ایک دفعہ آزما دیکھئے اور لطف زندگی اٹھائیے قیمت صرف ۲ روپیہ استعمال کی ترکیب بوتل پر ہے۔ منجملہ کثیر التعداد سرٹیفکیٹوں کے چند بطور تصدیق یہاں پر درج کئے جاتے ہیں +

(۱) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل آلٹریٹو تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب میڈیکل پریکٹیشنر لاہور میں نے خود بھی استعمال کیا اور نیز اپنے مریضوں کو استعمال کرایا ہے۔ اپنی قبض دائمی جس میں جگر تصفیہ خون اور سوء ہضمی میں نہایت مفید پایا۔ دستخط جناب ڈاکٹر سید امیر شاہ صاحب خان بہادر۔ اسسٹنٹ سرجن لاہور

(۲) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل آلٹریٹو (مصفی خون مرکب نباتی) تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب سوء ہضمی اور قبض مزمن کی بیماریوں کیواسطے نہایت مفید ہے اس کا ذائقہ خوشگوار ہے اور اس کی خوشبو دلپسند ہے۔ خورد سال بچے اور نازک و نفیس طبع آدمی نہایت آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔

دستخط ڈاکٹر بھگوان داس صاحب ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصحۃ

ہمارے چھپے ہوئے دوست اور دشمن

نمبر (۲)

یہہ اجرام نہ صرف صفائی کی خدمت بجالاتے ہیں۔ بلکہ شب و روز سرگرم محنت ہیں کہ انسان وحیوانات کے لئے روزی کے سامان مہیا کریں۔ بظاہر یہہ بڑی حیرت انگیز بات معلوم ہوتی ہے کہ ایسے پست قامت اجرام کی کیا بساط ہے۔ کہ وہ حیوانات کی خورش کی بہم رسانی کے متعلق کچھہ مدد کرسکیں۔ مگر ہم آگے چلکر ثابت کردینگے کہ یہہ حقیقت واقعہ ہے اور اس میں ذرا بھی مبالغہ نہین۔

جو بڑے بڑے تغیرات ان اجرام کے ذریعہ سے واقع ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ حیرت افزا وہ تبدیلیاں ہیں۔ جو ایسے نباتات اور حیوانات میں ظہور پذیر ہوتی ہیں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ نباتی اور حیوانی اشیا ایک عرصہ کے بعد گل سڑجاتی ہیں۔ جنکو علم طور پر خراب ہوجانا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پہلے یہ خیال تہا کہ ان اشیا ذی حیات کا خراب ہوجانا انکے خواص ذاتی میں سے ہے۔ مگر اب تحقیقات جدید سے ثابت ہوا ہے کہ خراب ہوجانیکا اصلی سبب یہی اجرام ہیں۔ یہانتک کہ اگر کافی احتیاطیں عمل میں لائی جاویں اور ان کو اجرام کی دستبرد سے محفوظ رکہا جاوے تو وہ کبھی خراب نہیں ہوتے۔ اور ہمیشہ درست رہتی ہیں۔ پس اس سے خیال ہوسکتا ہے کہ اگر اجرام نہ ہوتے تو سطح زمین حیوانات

ونباتات کے اجزائے افسردہ اور پژمردہ سے کس طرح مستور ہوتا۔ اور اُن میں تغیرات محض
برائے نام ہوتے جیسے کہ زمین کے اجزاء معدنی کا حال ہے اگر صورت حال اس طرح پر ہوتی۔
تو روئے زمین پر زندگی محالات سے ہوتی۔ کیونکہ جدید تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے
کہ ان اجزائے مردہ وافسردہ کے سڑنے اور گلنے ہی پر زمین کی سرسبزی اور شادابی کا
انحصار ہے۔ اور اگر ان اجرام کے ذریعہ سے مادہ ذی حیات کے اجزاء میں حل
وعقد واقع ہو کر تعفن ظاہر نہ ہوتا تو نہایت زرخیز سے زرخیز اراضیات زمین شور ہو کر
رہ جاتیں۔ نباتات کا خاتمہ ہو جاتا اور ان کے ساتھ ہی حیوانات کا بھی۔

بیان مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ حیوانات کا مدار حیات نباتات پر ہے اور نباتات
کی روئیدگی اور ترقی وشادابی کا انحصار بوسیدہ وناکارہ اجزائے نباتی وحیوانی کے
گلنے اور سڑنے پر اور ان کا گلنا اور سڑنا موقوف ہے اجرام کی کارگذاری پر۔ ساری کائنات میں
کیا عجیب ایک سلسلہ پایا جاتا ہے۔ کیا عجیب زنجیر ہے جس کی ایک کڑی ٹوٹے تو سارا
کارخانہ درہم برہم ہو کر رہ جاوے۔

فن زراعت کے فضلا اب اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ زمین میں نباتات کی پرورش
کے لئے نہایت ہی ضروری جزو جو پودوں کی پرورش کرتا ہے ایک قسم کا تیزاب ہے
جس کو نائٹرک ایسڈ یا حامض شورجی کہتے ہیں۔ ان کی رائے میں اگر یہ جزو زمین کے
اندر موجود نہ ہو تو خواہ کتنی ہی کثرت کے ساتھ دیگر اجزائے پرورش کنندہ موجود ہوں اور کیسی
ہی اعلیٰ ساخت زمین کی ہو کبھی ممکن نہیں کہ اس زمین میں کوئی فصل ہو سکے اور کوئی
روئیدگی خواہ از قسم گیاہ ہو خواہ از جنس جذور نشوونما پا سکے گویا پودوں کی غذا کا
سب سے زیادہ ضروری حصہ یہی حامض شورجی ہے اور اب اس میں کچھ شبہ نہیں رہا۔
کہ زمین میں یہ حامض بغیر موجودگی اجرام کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ باقی آئندہ

مخزن صحت ... و تندرستی

نمبر (۲)

ہمارا دلی منشا ہے کہ الصحت ادنیٰ و اعلیٰ عوام و خواص کے لئے مفید بنایا جاوے ۔ مگر ضروری ہدایت سمجھا جاوے کہ اسکی مضامین ان لوگوں تک ہی محدود ہیں جو طبابت پیشہ ہیں بلکہ ایسا فائدہ رسان ہو سکے کہ مقبول عام اور مفید انام ہو۔ ہم نے خاص اسی غرض سے یہ ارادہ کیا ہے کہ آئندہ ہر نمبر میں اون امراض کا جو موسم موجودہ کے متعلق ہوں۔ کسی قدر تفصیل کے ساتھہ بیان کریں اور اُن تدابیر کو درج کریں ۔ جن پر کاربند ہونے سے اُن امراض سے مصئون اور محفوظ رہ سکتے ہیں۔

موسم گرما کی آمد آمد ہے اس لئے ہم سب سے پہلے مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن امراض کا ذکر کریں جو اس موسم میں عام ہوتی ہیں۔ پھر اس کے بعد لباس طریق زندگی اور غذا وغیرہ پر بحث کریں گے ۔ اور بتلا دیں گے کہ موسم گرما با آرام بسر کرنیکے لئے کن کن امور کی پابندی ضروری ہے جہانتک ممکن ہے ہم اپنے سلسلہ مضامین میں اصطلاحی الفاظ سے گریز کرینگے اور طرز بیان ایسا سلیس اور عامیانہ ہوگا کہ غیر طبابت پیشہ ناظرین کو بھی اُس کے سمجھنے میں دقت نہ ہوگی۔

گرمی کے موسم میں سب سے زیادہ مفصلہ ذیل بیماریاں ہوتی ہیں۔ بدہضمی۔ بخار۔ اسہال پیچش ہیضہ ہم اِن امراض کو نہایت اختصار کے ساتھ نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں درج کرینگے۔ اِن امراض میں سے بدہضمی کا مرض بہت عام ہے اور جیسے جیسے سولیزیشن ترقی ہوتی جاتی ہے اِس کو بھی ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ گرمی ہو سردی ہو یہ مرض برابر بڑھتا جاتا ہے اِس لیے ہم اِس نمبر میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ اسکی نسبت گفتگو کرینگے۔

آدمی کے معدہ میں جب غذا جاتی ہے تو اُس وقت معدہ کی سطح پر جو بیشمار غدود ہیں اُنمیں سے ایک قسم کی رطوبت نکلتی رہتی ہے جو معدہ کے اندر جمع ہوکر غذا پر اپنا عمل شروع کرتی ہے۔ اب اس وقت معدہ کی حرکت سے غذا کو چکر پر چکر آنے لگتا ہے جس سے رطوبت مذکور غذا میں خوب مل جاتی ہے اور اس پر اپنا عمل کرتی ہیں اب کسی صورت سے اگر معدہ میں رطوبت کے پیدا ہونے میں کوئی نقص ہو۔ رطوبت کم پیدا ہو۔ یا اس کے اجزا ناقص ہوں یا معدہ کی حرکت میں کوئی نقص ہو۔ تو فعل ہضم میں فتور پیدا ہو جائیگا۔ ان نقصوں کے پیدا ہونیکے اسباب مفصلہ ذیل ہوسکتے ہیں۔

غذا غیر مناسب ہو۔ یا زائد از مقدار مناسب۔ دماغ یا اعصاب کا ضعف ہو۔ غم و رنج فکر و تردد۔ ایسے اسباب ہوسکتے ہیں جو قوت معدہ کو بالکل زائل کردیں۔ کہانے کے وقتوں کی بیقاعدگی بھی بدہضمی کا ایک بڑا سبب ہوسکتی ہے۔ یہہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جو آدمی کھلی ہوا میں کام کرتا ہے وہ اُس آدمی کی نسبت زیادہ کھا اور ہضم کرسکتا ہے جو دن بھر بیٹھے بیٹھے زندگی بسر کرتا ہے۔

بدہضمی سے انسان کے خیال اور چال ڈھال میں فرق آجاتا ہے مزاج میں اس قدر تبدیلی واقع ہوسکتی ہے کہ نہایت بردبار اور صلح جو آدمی تُند خو اور سخت گیر ہوجاتے ہیں محبت کی جگہ غصہ اور غصہ میں سختی آجاتی ہے۔ نہایت نشاش طبع آدمی غمگین و حزین نظر آتے ہیں

پیٹ کا نفخ سے پھول جانا ایک عام شکایت ہے۔ جو آجکل دیکھنے میں آتی ہے۔ یہ نفخ معدہ و معاء میں غذائے منہضم کے سڑنے اور متعفن ہونیسے پیدا ہوتا ہے جب کوئی شے خواہ از قسم نباتات ہو یا حیوانات جب کسی مرطوب جگہ میں رکھی جاوے اور حرارت بھی اُسکو لگتی رہے تو کچھہ عرصہ کے بعد وہ سڑنے اور سڑنے لگتی ہے اسی طرح سے جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ بھی یا تو نباتات کے قسم سے ہوتی ہے یا حیوانات میں سے جب وہ معدہ و معا

میں پہنچتی ہے تو وہاں کی رطوبات اس پر اپنا عمل شروع کرتی ہیں تو نتیجہ انکی جو ہضم کے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تعفن کو روکتے ہیں اور جب نکلنے نہیں پاتی مگر رکی رہتی ہیں جس سے غذا میں تغیر پیدا ہوتا غذا مقدار میں زیادہ ہو یا خاصیت میں خراب ہو تو وہ رطوبات اس کے تعفن کو روکنے کو کافی نہیں ہو سکتیں یا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ رطوبات معدہ کی یا تو ردی یا مقدار میں کم ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں بھی تعفن شروع ہو جاتا ہے جب غذائیں سڑی ہوئی گلی سڑی ہو تو صریح ظاہر ہے کہ وہ خراش کریگی۔ اور امعا میں درد بھی ظاہر ہوگا۔

بدہضمی کا علاج کریں سے پہلے اس امر کو دریافت کرنا چاہیئے کہ قوائے وافعال جسمانی کے بحال و برقرار رکھنے میں کم سے کم کس قدر غذا درکار ہے اور دوسرا یہ کہ کس قدر زیادہ سے زیادہ غذا بغیر دقت کے ہضم ہو سکتی ہے۔ اب موافق حالات مریض مقدار غذا مقرر کرنیمیں کچھ بہت مشکل نہ ہوگی۔

مزید براں یہہ بھی ضروری امر ہے کہ غذا جب معدہ میں جاوے تو ایسی صورت میں جاوے کہ معدہ اُسے بآسانی اور جلدی ہضم کر سکے۔ سیال غذائیں گو زود ہضم ہوتے ہیں۔ مگر اگر بمقدار کثیر استعمال کی جاویں تو چونکہ رطوبت معدہ کو رقیق اور کمزور کر دیتے ہیں۔ اس سبب سے اُن سے بھی بدہضمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر بدہضمی عام ضعف اور عصباتی کمزوری سے پیدا ہوئی ہو۔ تو اس وقت کھانا بہت تھوڑا تھوڑا کھانا چاہیئے۔ دن میں کئی مرتبہ کھا سکتے ہیں اور اُس کے ساتھ ساتھ محرکات اور مقویات کا استعمال کرنا بھی ضروری ہے محرکات اور مقویات سے ایسے ادویہ مُراد ہیں۔ جیسے دارچینی۔ الائچی۔ سپرٹ امونیا ارومیٹک وغیرہ ہیں۔ بقولات کی قسم کی جتنی چیزیں کھائی جاویں۔ اون کو پہلے پکا لینا چاہیئے۔ کچی کوئی نہ کھائی جاوے۔ چھوٹی چھوٹی ہوں اور نرم تازہ اور خوب اُبلی ہوئی۔

مقدار غذا بھی نہایت ضروری امر ہے۔ شیخ سعدی کا قول آب زر سے

[illegible] ہے جو [illegible] نہیں

[illegible]

ڈاکٹر [illegible] صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ امراض [illegible] معدہ و [illegible] ہضم کا سبب [illegible]

اکثر [illegible] اور ہوا خوری ہے۔

غذا کی نسبت اگر کوئی ایسا قاعدہ ہو سکتا ہے کہ جس پر کل اطبا کا اتفاق ہو تو وہ اوقات غذا کی پابندی ہے۔ ممکن ہے کہ نوعیت غذا پر اختلاف رائے ہو جاوے۔ ممکن ہو کہ ایک گروہ طبیب گوشت کو پسند کرے اور دوسرا نباتات کو ترجیح دے۔ یا ایک خاص جماعت میوہ جات کی حامی ہو اور دوسری مخالف۔ مگر یہہ تو کبھی ممکن نہیں کہ کوئی اس بات کے اجازت دے کہ کھانے کے اوقات کی پابندی نہ کرو۔ وقت بیوقت جیسا چاہو کھالیا کرو۔ آج دن بھر میں دو دفعہ کھانا کھاؤ تو کچھہ مضایقہ نہیں کہ کل پانچ مرتبہ کھالو۔ آج ایک بجے کھانا کھاؤ۔ کل تین بجے اور پرسوں پانچ بجے۔ دن میں تین مرتبہ غذا کھانی نہایت مناسب ہوگی۔ وقت کی تقسیم ہر ایک آدمی اپنی ضروریات کے لحاظ سے کرسکتا ہے۔ زیادہ دیر کرکے غذا کھانا ویسا ہی مضر ہے جیسی کہ کھانے کے وقفوں کا مختصر ہونا۔ غذا کے بعد چاء کا پینا اور بالخصوص چاء نوشی بعد الطعام کی عادت کرنا نامناسب امر ہے۔ ریاضت۔ ہوا خوری سے ہضم کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور معدہ و امعا کو طاقت ملتی ہے۔

ہضم کے بارہ میں یہہ بات بطور اصول کے یاد رکھنی چاہیئے کہ طبیعت کی صلاح کے بغیر کوئی دوائی استعمال کی جاوے۔ ڈاکٹر مل کا قول خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ دوائی سے رطوبت معدہ پیدا نہیں ہوسکتی جو فعل ہضم کی عین اصل ہے۔ رطوبت مذکور بدل مایتحلل کی غرض کے لئے پیدا ہوتی ہے یعنے جو اجزائے کہ بدن میں سے گھس پس کر کم ہوگئے ہیں اُن کا جبر نقصان و درستی کے لئے جو وسائل ہیں اُن میں سے ایک

رطوبت معدہ کا ترشح بھی ہو۔ اب صحت بدن کی ضرورت تو اس وقت ہو جب کہ اجزائے بدن تحلیل ہوں اور اجزائے بدن تو جب ہی تحلیل ہونگے جب عضلات میں حرکت واقع ہو جسکو دوسرے لفظوں میں ریاضت کرنا کہتے ہیں۔ پس یہہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ورزش سے رطوبت معدہ پیدا ہوتی ہے لہذا بدہضمی کے علاج کا اصل اصول ریاضت ہے۔ باقی آیندہ۔

عطریات کے فوائد

نمبر (۳)

عام لوگوں کا یہی خیال ہے کہ عطریات محض لاحاصل چیزیں ہیں اور اُن سے سوائے حظ نفس اور سامان عیش کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے مشام جان کو معطر اور روح و روان کو معنبر کر دیتے ہیں۔ مگر ان سے آگے بڑھکر اُن کو کوئی عملی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا مگر یہہ رائے انصاف کے پایہ سے گری ہوئی نظر آتی ہے۔ یہہ خیال کرنا کہ وہ امرا کی عیش و عشرت کے لئے بنائی گئی ہیں۔ دیگر ہیچ کسی طرح سے قرین قیاس نہیں۔ کیونکہ عموماً مانا گیا ہے کہ بعض عطریات امراض کے دفعیہ کے لئے اور امراض متعدی کے انسداد کیلئے ویسے ہی مفید ہیں جیسے کہ دوسری اینٹی سپٹک ہتیار۔ پس الاحتماء اشد من الدواء کے اصول پر کاربند ہو کر عطریات کو علاج وغیرہ میں کوشش کرنی چاہیئے۔ عطریات کا جزو موثر ایک قسم کا تیل ہوتا ہے۔ جو اُن سب میں پایا جاتا ہے۔ یہہ تیل عموماً مانع تعفن اور مقوی ہوتا ہے۔

ایم جمبرلینڈ جو مشہور معروف پاسٹر کا ایک ممتاز شاگرد ہے۔ لکھتا ہے کہ منجملہ ان عطریات کے دارچینی کا تیل ایسا دافع عفونت ہے کہ اجرام جو عموماً امراض کا باعث ہوتے ہیں خواہ کسی ہی مرض کے ہوں چند گھنٹوں سے زیادہ اس کے عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی تیل ہیں۔ جو ان خواص کے لئے مشہور ہیں۔ مثلاً پتنانوں کے دور کرنے کے لئے لیمن گراس کا تیل مشہور ہے۔ یوکلپٹس کا تیل اسکارلٹ فیور میں

کلورآیڈ آو لائیم سے بھی زیادہ مفید خیال کیا جاتا ہے اور امراض تشنج میں بھی بہت نفع بخش پایا گیا ہے۔

پروفیسر ٹنڈل کی تجارب سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مختلف عطریات میں سے سفید رنگ کے پھولوں کے جواہر زیادہ تر مفید و موثر ہوتے ہیں۔ اسی اصول پر یاسمن سفید گلاب۔ اور موتیا کے پھول زیادہ تر کارآمد چیزیں ہیں۔

ایڈیٹوریل نوٹ

سانحہ ہوش رُبا

گل تو دو دن کو بہار جانفزا دکھلا گئے ۔۔۔ حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

موسم بہار ات کے نہایت دردانگیز واقعات سے شروع ہوا۔ لاہور منڈ میو ہسپتال میں دو نہایت ہی حسرتناک موتیں واقع ہوئیں۔ ماہ فروری میں پوسٹ مارٹم (لاش چیرتے) کرتے کرتے ایک زخم ایک ہونہار نوجوان طالب علم مسمی سالگ رام کی انگلی پر آیا۔ اور لاش کا زہر سرایت کر گیا۔ سپٹی سیمیا کی بیماری پیدا ہو گئی کالج کے پروفیسروں نے جو اپنے وقت کے وحید العصر طبیب ہیں۔ بڑی ہی توجہ کی۔ خود طلبا نے بڑی ہمدردی اور جانکاہی سے خدمت کی مگر افسوس ہے کہ پنجاب کے سرحدی ضلع کے رہنے والا لائق طالب علم جانبر نہ ہو سکا اور تمام اپنے ہم جماعت دوستوں اور ہم سبق طالب علموں کو داغ مفارقت دیکر راہگرائے عالم باقی ہوا۔

جنازہ کے ساتھ تمام طلبا میڈیکل کالج موجود تھے اور غم و رنج کی مجسم صورتیں نظر آتے تھے۔ جوش ہمدردی اور وفور غم نے قوم و ذات کے سب تفرقے یکسو کھدیئے تھے

ہندو مسلمان عیسائی سب اپنی ہمجماعت - ہم درس مرحوم دوست کے غم میں بے حواس
ہو رہے تھے اور باری باری سرکنڈا دیتے جاتے تھے - وہ دلخراش سین بھی اپنی قسم
کا انوکھا سین تھا - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ؎ این خیلی را آسمان نیز دیگر است -

ابھی اس واقعہ کو گذرے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ ایک اور جگر خراش
سانحہ ظہور پذیر ہوا - دل پھٹا جاتا ہے اور قلم و زبان نالاں - کس طرح لکھے

؎ ہر دم زمانہ داغ دگرگونہ مے نہد　　یک داغ نیک نہ شدہ داغ دگر نہد

یہ واقعہ رائے زادہ درگا داس سہگل اسسٹنٹ سرجن جونیر ہوس سرجن میو
ہسپتال کی وفات حسرت آیات ہے -

موت کے دو ہفتہ پیشتر بیچارہ بخار میں مبتلا ہوا بخار جو پہلے معمولی معلوم ہوتا تھا -
شدید ہو گیا - اور آخر وہی مرض سیپٹی سیمیا ثابت ہوا - ہرچند کہ کالج کے فاضل ڈاکٹروں
نے معالجہ میں پوری توجہ مبذول رکھی - مگر مرض بڑھتا ہی گیا اور آخرکار موت کا
باعث ہوا -

درگا داس مرحوم حسن صورت حسن سیرت میں اپنا نظیر آپ تھا - خوش خلق -
خوش وضع - ملنسار - ہونہار - آثار شرافت و مروت اس کی پیشانی سے عیاں
تھے - ایام طالب علمی میں ہر امتحان میں اعلیٰ نمبر پائے - گذشتہ سال امتحان اسسٹنٹ
سرجنی (ایل - ایم - ایس) میں سب سے اول نمبر پر پاس ہوا اور اسی امتیاز
کے سبب سے عہدہ ہوس سرجن حاصل کیا - جس لیاقت اور تندہی سے اپنی خدمات
مفوضہ کو پورا کیا اور جس حسن سلوک سے وہ اپنے مریضوں سے پیش آیا - وہ
واجب التقلید ہے - سچ تو یہ ہے کہ ابھی طالب علمی کی محنت و کلفت بھی دور
نہیں ہونے پائی تھی - ابھی امتحان کی سردردی کا تکان رفع نہیں ہوا تھا کہ بیچارہ کو
سفر آخرت پیش آگیا -

درین حدیقہ بہار و خزاں ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

ایک دلچسپ بحث

بہرہ مراسلات میں ہمارے ایک لائق کرمفرما نے ایک نہایت دلکش بحث شروع کی ہے سوال یہ ہے کہ ہمیں گوشت کھانا چاہیئے یا نباتات۔ ہماری اس بحث کو دینیات سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ ایک حکیمانہ اور عالمانہ بحث ہے اس سے نہ ہمیں گوشت خوری کی تحسین مراد ہے اور نہ نباتات خواری کے حامیوں کی مخالفت۔ ہم کو ہمارے فاضل نامہ نگار کو عالمانہ ولا تحقیق دینا منظور ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوسرے مہربان جو اس بحث میں حصہ لیں گے وہ بھی یہی امر ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

قسطنطنیہ کا دار التجارت

قسطنطنیہ میں ایک نیا دار التجارت بنایا گیا ہے۔ اسمیں اجرام امراض کے متعلق تحقیقات کیجاویگی۔ عمارت قریب اختتام کے پہونچگئی ہے۔ وزیر اعظم نے ان آلات و اسباب کی خرید کا حکم دیا ہے۔ جو ڈاکٹر نکل ناظم دار التجارت نے تجویز کئے تھے

تین ہزار سال کی مرہم

ڈیوک آف نارتھمبر لینڈ کے عجائب خانہ میں جو جو عجائبات مصر ہیں منجملہ ان کے ایک مرہم کا مرتبان ہے، جو تین ہزار سال سے زیادہ پرانا ہے اس قدر پرانا ہونے پر بھی اس میں ادویات کی بو نہایت صفائی کے ساتھ بدستور قایم ہے۔

کھینگا کا علاج

بقول ڈاکٹر ای تھیزل کھینگا کے دفعیہ کیلئے سب سے زیادہ مفید علاج یہ ہے کہ داخلاً ڈیجیٹیلس استعمال کرایا جاوے اور خارجاً پوٹاسیم آیوڈائیڈ کی مرہم۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کا خیال ہے کہ ان ہر دو علاجوں کے باہم استعمال کرنیسے اس قدر جلدی کامیابی ہوئی کہ تنہا پوٹاسیم آیوڈائیڈ کے استعمال سے کبھی اتنی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔

روغن ہیدانجیر میں کوکین

آنکھ میں درد و خراش رفع کرنے کے لئے اگر کوکین ڈالنا مطلوب ہو تو روغن ہیدانجیر سے اچھا اور کوئی ذریعہ محلول بنالنے کا ہو نہیں سکتا۔ کوکین روغن مذکور میں اچھی طرح سے حل ہو جاتی ہے اور جو محلول کہ اس ترکیب سے تیار ہوتا ہے وہ بگڑتا نہیں ہے۔

مراسلات

ہم گوشت کھائیں یا گھاس پھونس[۱]

قریب تیرہ سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے ایک کتاب بنام گلیورز ٹریولز پڑھی تھی اس کتاب کا مصنف

---

[۱] لفظ گھاس پھونس پر شاید اعتراض ہو اور ناظرین یہ سمجھیں کہ یہ لفظ مضحکہ کے لئے لکھا گیا ہے مگر یہ گمان ان کا صحیح نہ ہوگا اس لفظ کے استعمال سے غرض صرف یہ ہے کہ مضمون عام فہم ہو۔ لہذا بجائے اس کے کہ عربی یا سنسکرت لغت میں سے کوئی ثقیل یا حلق خراش لفظ لیا جاتا یہ روزمرہ کا لفظ لکھا گیا ہے۔

دیکھیں میں سنتے کا جنون جب لاہور میں شروع ہوا تھا۔ تو یہ جوش پہلے میرے دوست ماسٹر درگا پرشاد صاحب کو ہوا تھا (جو میں افسوس کرتا ہوں کہ ابھی اس میں مبتلا ہیں) تو وہ جوش میں آکر نہایت شدومد سے لکچر دیا کرتے تھے مگر باوجود

ڈین سوفٹ ایک انگریز ہے۔

اسمیں عجیب عجیب واقعات پڑھنے میں آئے۔ چنانچہ اسمیں ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت سوفٹ کا سفر کرتے کرتے ایک جزیرہ میں گذر ہوا جسکا نام للی پٹ تھا۔ وہاں یہ کیفیت دیکھی کہ باشندے دو دو تین تین انچ قامت میں ہیں۔ مگر باوجود پست قامت ہونیکے نہایت قلیل اور بلند ہمت ہیں۔ گویا پست ہمت یہ نہ تھے پست قامت ہو تو ہو کا مسئلہ اُن پر بالکل صادق آتا تھا۔

ان لوگوں میں دو فریق یا قبیلے تھے۔ ایک وہ جو انڈے کو چپٹے کونے سے توڑتی اور کھاتی تھی۔ دوسری وہ جو نکیلی طرف سے توڑتی تھی اس اختلاف رائے پر اُنکی آپسمیں بہت سی لڑائیاں اور معرکے ہوا کرتے تھے ہزاروں جانیں تلف ہوتی تھیں۔

جب میں نے پڑھا تو خیال کیا کہ یہہ بالکل گپ اور خیالی پلاؤ ہے کیونکہ اوّل نہ تو کسی سیاح۔ یا جغرافیہ دان نے اس قسم کی قوم کا کہیں ذکر لکھا ہے۔ دوئم اگر ایسے لوگ صفحہ ہستی پر موجود بھی ہیں تو اتنے عقلمند اور دانا ہو کر ایسی اتنی سی بات پر لڑنا اور کشت و خون کرنا دور از قیاس اور ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

قریب ڈیڑھ مہینہ گذرتا ہے جب سے میں ہندوستان واپس آیا ہوں اور جنید کا نمایاں لاہور آریا سماج والوں کے سفینے میں آئی ہیں تب سے میرے خیالات اس کتاب کے بارہ میں بالکل بدل گئے ہیں۔

اب میں سوچتا ہوں کہ اگر اس زمانہ میں جب کہ علم و تہذیب گھر گھر۔ گھر کر رہی ہے۔ نئی روشنی ہمارے خود غرض اور متعصب لوگوں کو منور کر رہی ہے۔ جبکہ سوچنے اور کرنے کی آزادی ہر ایک کو ملتی جاتی ہے۔ انیسویں صدی فرتوت نود سالہ نہ صرف ہوئی جاتی ہے بلکہ ہو گئی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ طغیانی جوش کے انکو پھیری لن کیلئے خاطر خواہ کوئی لفظ نہیں ملا چلنگ پیشنگ۔ ٹنی وریدنگ کوسٹ وغیرہ بنایا مگر کام نہ نکلا۔ آخر اس حالت یاس میں گورو دت صاحب ایم اے کی دستگیری کی ہو لفظ گھڑ کر مونس پیدا کیا چنانچہ اسکے استعمال میں اگر کوئی تحسین آفرین کا سزاوار ہے تو پنڈت گورو دت صاحب ہے۔ آمین بہاؤ کا خاتمہ

اور ہم میں جو اُن سے قد و قامت میں کئی درجہ بزرگ ہیں اور اگر حصہ بر وزن جثہ صحیح ہے تو عقل میں اُن سے کئی گز لمبے اور کئی من بھاری ہیں۔ ہم میں جو نہ صرف انسانی بلکہ الہامی علوم کے ماہر ہیں۔ اگر ایسی ادنےٰ سی بات پر اختلاف رائے ممکن ہے کہ ہم گوشت کھائیں یا گھانس پھونس اور اگر یہہ ممکن ہے کہ نہ صرف اختلاف رائے ہی ہو۔ بلکہ بڑھ کر نوبت جنگ و جدال بھی ہو جائیں تو کیا ممکن نہیں کہ اس قسم کی ستیزہ آویز جنسی بلکہ خورد بینی لوگوں میں بھی ہو۔

الغرض میرے دل میں کسی طرح کا شک نہیں کہ گلیور نے لونڈیکا نقشہ صحیح کہا۔ دوسرے یوں کہو کہ وہ اعتراض جنکی وجہ سے میرے دل میں اسکی سچائی ہونیکا یقین نہیں آتا تھا سالم نہیں!

مگر ہمیں اس سے غرض نہیں کہ ڈین سوفٹ کا سفرنامہ حقیقی ہے یا خیالی۔ اسے موقعہ پر ایک دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ سوال نہایت درد زنی اور قابل غور ہے۔ وجہ یہہ ہے کہ چند اصحاب تعلیم یافتہ معزز۔ خیرخواہ قوم و ملک۔ حب الہی کا دم بھرتے ہیں۔ وحش اور ہم آغوش ہو ایک سوسائٹی قایم کرتے ہیں۔ اس کے ذریعہ رفاہ عام کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ دن رات خدمت قوم و ملک میں کمربستہ ساعی ہیں۔ کہ دفعتاً کسی کے دماغ میں جنون اُٹھتا ہے وہ سوال کر بیٹھتا ہے کہ "ہم گوشت کھائیں یا گھانس پھونس" اسی آواز پر سب چونک پڑتے ہیں اور یہہ مستقل مزاجوں کا گروہ یکایک اپنی جان نثاری و حب قوم کے فرایض کو بھلا کر اسی سوال میں غلطاں پیچاں ہو جاتا ہے ایک گوشت کا حامی دوسرا گھانس پھونس کا مددگار بنجاتا ہے اور نوبت نہ صرف زبانی مباحثہ و مناظرہ پر رہتی ہے بلکہ اس سے گذر کر ریش و گریبان تک پہونچتی ہے۔ کوئی موچھوں کو تاؤ دے عقل و خرد کو بالائے طاق رکھدیتا ہے۔ کوئی کسی کی گردن یا کسی کی ناک کی تاک میں لگ جاتا ہے۔ اس ہنگامہ کو دیکھ ہم سوچتے ہیں کہ ہم تو "ہم گوشت کھائیں یا گھانس پھونس"

دوسری حالت میں دعویٰ ہے کہ گھانس پھونس کی غذا نا قابل ثبوت ہو اس کے ذمہ ہے۔

اگر مضمون کی بنا اس ڈھنگ پر ڈالی جاوے تو بہت طویل ہو جاتا ہے بلکہ دو مضمون بنجاتے ہیں جس سے بنظر اختصار و آسانی ہم احتیاطاً مطابق انتفاع کرتے ہیں۔

پیشتر اس کے کہ دلائل کا سلسلہ چھیڑا جاوے ہمیں گوشت کھانیوالے اور گھانس پھونس کھانیوالے کی تعریف کر لینی چاہیئے کیونکہ مباحثوں میں بسا اوقات بہت سی سخت غلطیاں وقوع میں آئی ہیں۔ اکثر حالتوں میں فریقین متفق الرائے ہوتے ہیں مگر ان کا طول صرف اس وجہ سے کھینچتا ہے کہ الفاظ کے معنوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ ایک فریق ایک لفظ کے معنی کچھ کرتا ہے۔ دوسرا کچھ اور یہ اسے غلط سمجھتا ہے اور وہ اسے۔ لفظ گوشت کھانیوالے سے دو معنی نکلتے ہیں۔ ایک وہ جس کی غذا بالکل گوشت ہو اور سوائے گوشت کے اور کچھ نہ کھاتا ہو مثل شیر، بھیڑیا وغیرہ درندہ۔ دوسرا وہ جس کی غذا مرکب ہو اور گوشت اس کی ایک جزو ہو۔

ہم مضمون ذیل میں گوشت کھانیوالے کے لفظ کو بلحاظ ثانی الذکر معنی میں استعمال کرینگے۔

اسیطرح بعض گھانس پھونس کھانیوالے کے بھی دو معنی ہو سکتے ہیں ایک وہ جو صرف نباتی غذا پر ہی گذران کرتے اور سوائے نباتات کے اور کچھ نہ کھاتے ہوں مثل گائے بکری وغیرہ چرند۔ دوئم وہ جنکی غذا مرکب ہو حیوانی اور نباتی اغذیہ سے مگر حیوانی غذاؤں میں سے دودھ۔ دہی۔ مکھن وغیرہ سب ہوں ایک گوشت کی جزو نہ ہو اور ہم اپنے مضمون میں لفظ گھانس پھونس کھانیوالے کو موخر الذکر معنی میں لینگے۔

تو مفصلہ بالا تعریفوں کو پہلو بہ پہلو رکھنے سے ظاہر ہے کہ گوشت کھانیوالے اور گھانس پھونس کھانیوالے حیوانی اور نباتی اغذیہ یکساں استعمال کرتے ہیں

فرق صرف اتنا ہے کہ گوشت کھانیوالے اپنی مرکب غذا میں ایک ایسی جزو استعمال کرتے ہیں جس پر گھاس پھونس کھانیوالوں کو اعتراض ہے۔

اب سوال یہ اسطرح قایم ہونا چاہیئے کہ ہماری مرکب غذا میں گوشت کی جزو ہونی چاہیئے یا نہیں۔ یا اور نہ کہ ہم گوشت کھائیں یا گھاس پھونس۔

ہم بہ ثبوت مضمون ذیل میں گوشت کھانیوالی فریق پر ڈالتے ہیں۔

اس سوال کا جواب شروع کرنے سے پہلے ہمیں غور سے دیکھنا چاہیئے کہ اس میں دو جزو شامل ہیں۔ ایک غذا اور دوسرا غذا کا کھانیوالا چنانچہ اسکے جواب میں دونوں کو ملحوظ رکھنا پڑیگا اور دونوں پہ علیحدہ علیحدہ بحث کرنی پڑیگی۔

غذا سے بحث کرتے وقت ہمیں یہہ ثابت کرنا پڑیگا کہ مرکب غذا جس میں گوشت کی جزو ہو۔ ہمارے جسم کو (جیسا کہ آجکل موجود ہے) پرورش کر سکتی ہے۔ مگر ممکن ہے کہ دو مختلف غذائیں جسم کی یکساں پرورش کر سکیں۔ لہذا فیصلہ کلیہ اور ثبوت دعوی کیلئے یہہ ثابت کرنا بھی ضروری ہوگا کہ جیسا عمدگی سے یہہ غذا جسم کی پرورش کر سکتی ہے اور دوسری کوئی غذا نہیں کر سکتی۔

غذا کے کھانیوالے پہ بحث کرتے وقت ہمیں یہہ دیکھنا ہوگا کہ آیا یہہ جسم اس مرکب غذا کے انہضام کے قابل ہے یا نہیں۔ اس میں جسم کی تشریح اور افعال دونو کا خیال رکھنا ہوگا۔ باقی آئیندہ۔

راقم بھولاناتھ۔ آئی۔ ایم۔ ایس

ابن سینا کی سوانح عمری

[illegible]

تاریخ ولادت ۳۷۰ھ — تاریخ وفات [illegible]

۹۸۰ء — [illegible]

وہ شیخ رئیس جو اعظم فلسفہ عالم [illegible]
ارسطو اور بقراط [illegible] ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا [illegible]
فرانسیسی زبان میں اسکا نام [illegible]
واقع شمال افغانستان کا تھا۔ بادشاہ نوح بن منصور کے عہد میں بخارا میں [illegible]
ہوا اور اسکی سلطنت میں ایک بڑا گاؤں جس کا نام خرمیثن تھا وہ [illegible] کیا گیا۔
اور اسی جگہ اس کا بیٹا حسین [illegible] پیدا ہوا
اور اسکی والدہ کا نام ستارہ تھا اور وہ افشنہ گاؤں کی رہنے والی تھی۔ جو خرمیثن
کے قریب جوار میں تھا۔ حسین اپنے بچپن ہی میں ذہانت اور فطانت میں بڑا یکتا
تھا۔ اس کی ولادت کے تھوڑے عرصہ بعد اس کا والد شہر بخارا میں چلا گیا اور
حسین علم پڑھنے لگ گیا اور اس کی عمر کے دس سال ختم نہ ہونے پائے تھے کہ وہ
قرآن شریف کا حافظ ہوگیا۔ اور بہت سی کتابیں پڑھ لیں۔ فقہ شیخ اسماعیل زاہد
کے پاس پڑھی۔ پھر بخارا میں حکیم عبداللہ ناتلی تشریف لائے اور اُن کے گھر آکر
اترے اور حسین نے کتاب ایساغوجی جو علم منطق میں ہے اور نیز علم ہندسہ کی
کتاب اقلیدس اور مجسطی اُن کے پاس پڑھنی شروع کردیں۔ جب ناتلی بخارا سے
چلے گئے اور ابن سینا نے سیلف سٹڈی شروع کردی۔ حتیٰ کہ منطق ہندسہ

علم طب بھی — علم طب کوئی مشکل علم نہیں ہے اس لئے تھوڑے ہی عرصے میں اس میں ماہر ہو گیا
طب پڑھنی شروع کر دی اور بیماروں کا علاج معالجہ بھی شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ مشہور طبیب
ہوگیا درحالیکہ اس کی عمر اس وقت سولہ برس کی ہی تھی۔

پھر اس نے فراغت پا کر دوبارہ منطق کی طرف توجہ کیا اور ساتھ ہی فلسفہ کی طرف اور
کوشش کی حل مشکلات میں ان کے سولہ برس کی عمر میں اور وہ بہت اشتغال والا آدمی تھا۔
رات کو بحث اور مطالعہ میں مشغول رہتا اور سوتا کم تھا۔ لازم کیا علم کو میں نے ڈیڑھ برس
تک اور اس عرصے میں ایک رات بھی پوری نہیں سویا اور دن کے وقت میں علم کے سوا میرا
کوئی اور شغل ہی نہیں رہتا تھا اور جب کوئی مسئلہ اپنے پاس کئی طومار اور جوابات
میں لکھ کر رکھتا۔ اور پھر غور کرتا اور پھر اس کے مقدمات کی شرائط پر غور
کرتا تھا اور اگر پھر بھی سمجھ میں نہیں آتا تو نماز پڑھتا اور سجدہ میں دعائیں مانگتا
کہ اے خدا میری مشکلات کو حل کر حتیٰ کہ حل ہو جاتیں اور رات کو گھر پر پڑھنے لکھنے
کے کام میں مشغول رہتا تو جب نیند آجاتی اور کچھ ضعف معلوم ہوتا تو پانی پیتا تاکہ کچھ قوت
آجاوے۔ پھر پڑھنے لگ جاتا اگر پھر نیند غالب آجاتی تو سو جاتا اور نیند میں کئی
مسائل کو حل کر لیتا جنکو میں جاگتے وقت نہیں کر سکتا تھا۔

اور اسی طرح سے کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ منطق۔ طبعیات۔ ریاضیات۔ الٰہیات
میں ماہر ہو گیا۔ ایسا اتفاق پڑا کہ نوح ابن منصور سامانی بیمار ہوا۔ تو اس کا (ابن سینا)
ذکر لوگوں نے اس کے پاس کیا پس بلایا گیا اور اس کا علاج کیا حتیٰ کہ وہ اچھا ہو گیا
ابن سینا نے اُس سے اسکی لائبریری کی کتابیں پڑھنے کی اجازت مانگی اور اس کی
کتابیں بے مثال تھیں جو کسی اور جگہ پر مشکل سے مل سکتی تھیں اور اس میں اس نے
ایسی کتابیں بھی دیکھیں جو اور لوگوں کو کم مل سکتی تھیں پس اس نے انہیں
پڑھا اور اُن سے مستفید ہوا۔ اور اتفاقاً اس کے بعد وہ کتب خانہ جل گیا۔ پس

[illegible] پر حملہ دیا
[illegible] جب وہ [illegible]
[illegible]
[illegible] محمود [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور پھر دہستان کو جو کہ بحر خزر کے قریب ہے۔ وہاں جاکر وہ بیمار ہو گیا اور پھر واپس
آکر یہیں چلا گیا جہاں اس نے کتاب مسمی بہ المختصر الاوسط تصنیف کی اور اسی واسطے
ہم اس کا نام اوسط جرجانی پکارتے ہیں۔ وہاں اس کو ابو محمد شیرازی اور ابو عبید جوزجانی ملے۔
اور یہ دونوں اللہ کی بڑا علم دوست تھے۔ اس نے ابو سینا کیلئے ایک حویلی خریدی اور
اس کو طلبہ کے لئے کھول دیا اور اس کے واسطے کتاب مسمی المبداء والمعاد اور ارصاد
لکھیں۔ پھر رے کو چلا گیا۔ وہاں کے ملک اور کی خدمت کی اور اس کی مدد کا وعدہ کیا۔
وہاں کچھ مدت ٹھیر کر پھر قزوین کو چلا گیا۔ پھر ہمدان کو گیا جہاں اس نے شمس الدولہ کا
قولنج کا دوا کیا۔ پس اس نے خلعت مصاحب بنا لیا اور پھر بعد میں وزیر۔ پھر سپاہی
لشکر کے اوپر چڑھ آئے اور بادشاہ سے اس کے قتل کا حکم طلب کیا۔ لیکن بادشاہ نے
اس کو منع کیا۔ پھر شیخ ابی سعید کے گھر میں وہ چالیس دن رہا۔ پھر شمس الدولہ
کو قولنج ہوگیا۔ ابی سینا چلا گیا۔ اور اس کے آگے بادشاہ نے عذر و معذرت کی۔
اور اس کو وزیر بنا دیا۔ اسی اثناء میں ابو عبید جوزجانی نے استدعا کی کہ وہ شرح کرے
ارسطو کی کتاب کی۔ پس اس نے جواب دیا مجھے فراغت نہیں ہے لیکن اگر تو چاہے مجھ سے
کوئی تصنیف تو میں اُن علوم سے جس کو میں اچھا سمجھوں ایک کتاب لکھوں گا۔
اگر مناظرہ اور رد نہ ہو پھر وہ راضی ہوگیا پس اس نے شروع کی۔ علم طبیعات میں ایک

[illegible] کام تمام ہو گئے تھے جب اس کو فارغ ہوتا تو مطربان [illegible] مشغول

[illegible] مشغول رہتا۔

[illegible] اچھی طرح واقف نہ تھا اور یہی سبب بعض لوگ اسپر [illegible]

[illegible] لغت عربی میں اچھی طرح سے کوشش کی حتی کہ وہ ماہر ہوگیا ایک

[illegible] شمس الدولہ مرگیا اور اسکا بیٹا تاج الدولہ اسکا جانشین ہوا انہوں نے

[illegible] مگر اس نے انکار کردیا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ معزول کیا گیا اور [illegible]

[illegible] سے خفیہ طور پر طلب کیا کرتا تھا ابن سینا اس کتاب [illegible]

[illegible] کتاب الشفا کے لکھا کرتا تھا حتی کہ ساری کتاب لکھ

[illegible] کتابیں لکھنے کا عزم کیا اور اس کو بلوا بھیجا پس وہ پکڑا گیا

[illegible] قید کیا گیا اور اس نے ایک قصیدہ لکھا جس میں ایک شعر یہ ہے -

[illegible] قید خانہ ہو چکا ہوں اور یہ بیان شک سے [illegible] -

[illegible] پھر آگیا پس گیا ہمدان کو اور اس کے بعد [illegible] اصفہان جانیکا ارادہ کیا

اور علاؤ الدولہ نے اسکی بڑی عزت کی اور اس کو اپنے خواص میں سے بنا لیا۔

ابن سینا [illegible] عقلمند تھا لیکن اسکی قوائے شہوانی اس پر بڑے غالب تھے پس وہ اکثر بعض
باتوں میں [illegible] اور اس کے مزاج پر اثر ہوا حتی کہ وہ قولنج میں گرفتار ہوگیا اور بعض اس کے
دوستوں [illegible] علاؤ الدولہ کے ساتھ ایذج گیا وہاں پھر مریض ہوگیا اور اپنا آپ علاج
کیا پھر ایک طبیب جو اسکے پاس آیا کرتا تھا کہا کہ تخم کرفس دو دانگ لا دو اور حقنہ کرو طبیب نے
پانچ درہم ڈالی اور اسکا مرض اور بھی بڑھ گیا اور وہ نیز مثرودیطوس کھایا کرتا تھا مرد و کیلئے اس کے
غلاموں نے بہت سی اس میں افیون ڈالدی اور اس کو کھلا دی اور اسی طرح سے غلام اسکا بہت سامال
چورا کر بھاگ گئے اور یہ اس کیلئے یہ آرزو کرتے تھے کہ وہ مرجاوے - پھر اصبہان کو چلا گیا اور
اس کا ضعف بڑھ گیا پھر خود علاج کرنا شروع کیا حتی کہ اس میں اٹھنے کی طاقت آگئی اور اوس نے

[illegible] مشہور [illegible] تھا [illegible] تصنیف [illegible] کیا گیا ۔

[illegible] ابن سینا [illegible] [illegible]

[illegible] نہیں کرسکتی [illegible] علاج [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] کیا گیا [illegible] [illegible] ۔

[illegible] اور ہمدان کی فصیل کے نیچے دفن کیا گیا اور بعض کہتے ہیں

کہ اصفہان میں دفن کیا گیا ۔

ابن سینا [illegible] تصانیف [illegible] نہیں کتنا [illegible]

کی [illegible] تصنیف کیں مگر اکثر ان میں سے محفوظ ہیں اور بعض زبان فرانسیسی میں ترجمہ

کی گئی ہیں اور خصوصاً قانون جو یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہوا اور اس کی مشہور کتابوں کی فہرست

بخوف طول طویل [illegible] مشہور عام ہے ۔

اور جو شخص ابن سینا کی تصنیف کردہ کتابوں کا مطالعہ کریگا تو وہ فلسفہ ارسطو کو اُن میں پائیگا ۔
کیونکہ ابن سینا نے اسی سے اخذ کیا ہے اور بحقیقت وہی پہلا شخص جس نے فلسفہ ارسطو کو عرب میں پھیلایا ۔
لیکن اس نے اپنی رائے بھی اسمیں ملا دی منطق میں کلام فارابی کے لئے وہ ایک بڑی مدد ہے ۔ اس نے
کتاب الشفاء میں علم کی تین قسمیں کی ہیں ۔ (۱) علم اعلیٰ یا معرفۃ الاشیاء جو عقل سے ہم نہیں سمجھ
سکتے اس کا دوسرا نام علم الٰہی ہے (۲) علم ادنیٰ جس کو آدمی عقل سے سمجھ سکتا ہے اور اس کا دوسرا
نام علم طبعی ہے (۳) علم الاوسط جو پہلی اور دوسری قسم کے درمیان ہے اور وہ علم ریاضیات ہے
طب میں ۔ اسکی شہرت کی تعریف کی ضرورت نہیں جو شخص قانون پڑھے اس پر یہ ثابت ہو جاتا
ہے کہ یہ کتاب ایک ایسی چراغ کی مانند ہے جس سے چھٹی صدی تک یورپ اور ایشیا کے بڑے
بڑے طبیب اس سے مستفید ہوتے رہے ہیں ۔ ابن سینا کی کئی خاص اصطلاحات ہیں اور وہ پہلا
شخص ہے جس نے خیار شنبر ۔ راوند ۔ تمر ہندی ۔ اہلیج ۔ ہندبا وغیرہ الفاظ استعمال کئے طبعیات
میں اسکی دو رائیں ہیں وہ کہتا ہے وجود جبال کے دو سبب ہیں ۔ اوّل سخت زلزلوں سے

نہیں کیا جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے ... اور ابن رشد نے ... بہت اچھا لکھا ہے وہ بہشت

دوزخ کو ... عقلی ... معاد روحانی کی بابت میں ہم پر روشن ہیں اور ... عقل نہیں سکتے -

(۲) وجود ممکن ... اسکی علت اسکی ذات سے غیر ہے ... طبعی

اور ... وجود ممکن ... جیسے کہ دنیا ... تغیر کرتی ہے

کر دیا ہے وجود کی تین قسمیں ہیں (۱) وجود ممکن بسیط یعنی وہ چیزیں جو پیدا

ہوتی ہیں اور ... (۲) وجود ممکن بذاتہ واجب بغیرہ جیسے خارجیہ

(۳) وجود واجب بنفسہ - ابن رشد ... ابن سینا نے اس تقسیم کو ترک کیا ہے اپنی بہت

سی کتابوں میں - ابن سینا کے معلومات ... ابن رشد ... کیونکہ ابن سینا نے اپنی کتابوں میں

فلسفہ کی آراء کا حوالہ دیا ہے دوسرے لکھا ہے ... نفوس دائمیہ ہیں - اجسام سے جدا ہونیکے بعد

موجود رہتی ہیں اور کتاب المبدء والمعاد میں جس نے لکھا ہے معاد روحانی اور انکا حال دلائل عقلیہ سے

ہم جان سکتے کیونکہ وہ سب ایک ہی ہوتے ہیں -

معاد جسمانی - انکا حال ہم براہین عقلیہ سے ہم نہیں سمجھ سکتے - کیونکہ وہ سب ایک سے نہیں ہوتے

اور شریعت محمدیہ نے ہماری واسطے تشریح کر دی ہے - چاہئیے کہ ہم اسمیں بحث نہ کریں اور اسی کیطرف

رجوع کریں باوجود اسکے علمائے اسلام نے اسکو فتویٰ کفر سے نہ چھوڑا اور خصوصاً غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے

ابن سینا کی یہہ رائے تھی کہ دنیا میں ایسی چیزیں ہیں کہ جن کو ہماری عقل درک نہیں کر سکتی اور ہمکو

چاہیئے کہ شریعہ محمدیہ جو کچھہ ہمیں بتلائے اس پر اعتقاد کریں -

مترجمہ عبد العلی طالب علم مدرستہ العلوم علیگڈہ - ۱۳ اپریل سنہ ۹۴ء

بیماری رشتہ

(گنی ورم)

ایسے علمی رسالہ میں اس مضمون کے شائع کرنیکی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی ہے کہ یہہ بیماری جسکی نسبت میں

کچھہ لکھنا چاہتا ہوں بہت کم دیکھنے میں آتی ہے ہماری جدید ڈاکٹری کتابوں میں اسکا ذکر و علاج

بہت نامکمل [illegible] پہچان ہوتی ہے ہمارا علم [illegible] تحقیقات [illegible] مرض کبھی

ابھی تک کمال کو نہیں پہونچا ہے [illegible] جسم سے علامات پیدا ہوتی

ہیں جہاں جہاں [illegible] مرض کے تفصیلی

حالات انگریزی طب کی کتابوں میں [illegible]

اسباب - مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے کہ [illegible] چھوٹے کیڑے جانوروں کے [illegible] سے پیدا ہوتی

ہے - اُن پہاڑی علاقوں میں جہاں [illegible] جہاں جھونپڑے [illegible] پانی -

جو ہڑوں پر اور آب باران کے نالا ہونے پر [illegible] یہ مرض عام ہوتا ہے -

محل وقوع - واضح ہے کہ یہ بیماری [illegible] شروع ہوتی ہے خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا لیکن لحاظ

محل وقوع بیماری کی ترتیب مفصلہ ذیل ہے جس کا اصل بیماری بہت اعم ہے اُنکو ترتیب

میں پہلے رکھا گیا ہے اور پھر بہ ترتیب [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

[illegible] (۴) [illegible] مفصل

المرفق -

علامات - ابتدا میں جسم پر کھجلی سی شروع ہوتی ہے تمام جسم سرخ ہو جاتا ہے اور لوگ اسکو

پتّی کا خیال کرتے ہیں اس کے دو یا تین روز بعد جسم کے اوسی حصہ پر جہاں سے کہ گنی ورم نے نکلنا ہے

ایک آبلہ پیدا ہو جاتا ہے یہ آبلہ بعینہٖ اُس آبلہ کی مانند ہوتا ہے جو کہ آبلہ اُنگیر مکھی کے چھونے سے اٹھتا ہے

اس آبلہ کے ارد گرد جلد کے نیچے ایک تار سی سخت چیز اُنگلی سے بآسانی محسوس ہو سکتی ہے - آبلہ کے

پیدا ہونے کے ساتھ ہی جسم کا وہی مقام جہاں کہ گنی ورم نے ہونا ہوتا ہے سوجنا شروع

ہو جاتا ہے اور تمام علامات ورم کی پائی جاتی ہیں دو یا تین روز کے بعد یہ آبلہ پھٹ

جاتا ہے اور اس مقام سے ایک سفید سی تار نمودار ہوتی ہے یہی گنی ورم ہے عموماً

ایک گنی ورم صرف ایک ہی جوڑ میں سے نکلتا ہے مگر بعض حالتوں میں دیکھا گیا ہے کہ ایک

ہی بیمار کے جسم کے مختلف مقامات سے چار یا پانچ گنی ورم نکلتے ہیں مریض درد کی

سخت تکلیف کرتا ہے جو اوقات بدنی حالت سخت سستہ پڑ جاتی ہے اور جسم کا وہ حصہ جس میں
گنی ورم تھا ہو ناکارہ ہو جاتا ہے۔ گنی ورم کی ابتدائی قریب نصف انگریزی کے ہوتی ہے۔

علاج - علاج سے زیادہ پرہیز چاہیے کیونکہ دیکھا گیا ہے اگر گنی ورم ... خارج
ہو مریض کو سخت تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ بہ علاج میں طبیب کا خیال ہمیشہ یہ ہو کہ
گنی ورم کو جسم سے جلدی خارج کرو اور نہایت ہی احتیاط کے ساتھ تاکہ اس کا کوئی حصہ جسم
میں باقی رہ جاوے اور جس وقت گنی ورم جسم سے خارج ہوتا ہو تو تار کا صرف وہی حصہ کھینچنا چاہیے
جو باسانی نکل آوے اور جوں جوں گنی ورم جسم سے خارج ہوتا جاوے اس کو کسی پتلی اور سخت
چیز سے مثلاً مرغی کے پر یا کسی اور شے پر لپیٹتے جانا چاہیے تاوقتیکہ سارا گنی ورم خارج ہو جاوے
گنی ورم کو جسم سے خارج کرنے کے واسطے میں ادویہ ذیل استعمال کرتا ہوں۔ مریض کو دوا کے
کھانے کے واسطے اس وقت دی جاتی ہے جب کہ آبلہ پھٹ جاتا ہے اور گنی ورم خارج ہونا شروع
ہوتا ہے ہاں اگر آبلہ خود بخود نہ پھٹے تو ایک شگاف دینا ضروری امر ہے۔

(۱) تاترٹ اور پوٹاش یعنی قلمی شورہ ۴ گرین یا ۳۰ سرخ قریباً ایک چھٹانک پانی
میں حل کر کے آٹھ آٹھ گھنٹے کے بعد دینا چاہیے۔ تین چار دن میں سارا گنی ورم باسانی
خارج ہو جاوے گا۔

(۲) الیسفی ٹیڈا - یعنی ہینگ خورد ۵ سے ۵ گرین تک دن میں تین دفعہ اس سے
گنی ورم قریباً ایک ہفتہ میں خارج ہو جاتا ہے۔

(۳) اگر نیلے خوشبودار پھول گنی ورم پر باندھ دیئے جاویں تو بھی آسانی نکل آتا ہے۔
اس نواح کے لوگ بھیکڑے کے پھول باندھا کرتے ہیں۔

راقم - دیوان علی - ایل - ایم - ایس
اسسٹنٹ سرجن - میڈیکل افسر دنڈوت

منجن مرواريد

محصول ذمہ خریدار | محصول ذمہ خریدار

زندگی کا مزا اسی وقت ہے کہ دانت مضبوط اور کام کے لائق ہوں جب وہ کمزور و نکمے ہوگئے تو پھر جسم کی پرورش جیسی چاہیے ہو سکتی ہے نہ کھانے پینے میں مزہ آتا ہے نہ ہضم بخوبی ہوتا ہے صورت شکل ایسی عجیب بیگانہ ہو جاتی ہے کہ بعض وقت یاران قدیم و دوستان صمیم بھی پہچاننے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔

دانتوں مسوڑوں اور منہ میں کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا علاج مشکل ہو سکتا ہے زمانہ حال کے دقیقہ رس محققین نے ثابت کیا ہے کہ ان امراض کا اصلی سبب جراثیم ہیں اور جب تک وہ تباہ نہ کیے جاویں بیماری کا استیصال ناممکن ہے اس جدید تحقیقات کے اصولوں کے موافق کاربند ہو کر ہم نے ایک دوا تیار کی ہے جس کے ذریعہ سے نہ صرف دانتوں کی جلا و آب و تاب حاصل ہوتی ہے بلکہ دانتوں مسوڑوں اور منہ کی تمام بیماریوں میں مفید ہے بیماروں کو جو عرصہ سے مبتلائے امراض تھے شفائے کلی حاصل ہوئی ہے ہدایات ہر بوتل پر موجود ہیں قیمت فی بوتل عہ

میں نے آپکا نہایت عمدہ منجن مروارید استعمال کیا ہے واسطے دانتوں کے لئے نہایت مجرب بالمرض ہے دانتوں کو فائدہ بخشنے کے علاوہ یہ دانتوں کو صاف کرنے اور آب و تاب بخشنے میں بھی نہایت عمدہ اثر رکھتی ہے دانتوں اور مسوڑوں پر ایک نہایت عمدہ مانع فساد (انٹی سیپٹک) دوا کا عمل کرتی ہے میں امراض دشوار مثلاً مسوڑوں کے زخم اسکروی کیلئے اسکی خاص سفارش کرتا ہوں درد دندان میں کمزور مسوڑوں میں جو اکثر پھول جاتے ہیں اور جن سے خون نکلتا رہتا ہو یہ دوائی نہایت مفید ہے دانتوں میں کیڑا لگنے کا عارضہ بھی اس سے تدارک پذیر ہو جاتا ہے + دستخط مولوی خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ممالک مغربی و شمالی۔

اکسیر کبیر

محصول ذمہ خریدار | محصول ذمہ خریدار

یہ دوا بہت محنت و جانفشانی سے تیار کی گئی ہے اور امراض ذیل کے واسطے حکماً شفائے کلی بخشتی ہے ضعف باہ ضعف دماغ ضعف اعضاء ضعف قلب نسیان۔ اس دوا کے استعمال سے چند ہی روز میں طبیعت میں جولانی پیدا ہونے لگتی ہے محنت و جفاکشی سے دل نہیں اکتاتا طبیعت شگفتہ معلوم ہوتی ہے حزن و ملال کے آثار مفقود ہو جاتے ہیں رقت منی جو عموماً تولید نسل کے موانعات میں سے ہے بہت جلد رفع ہو جاتی ہے۔ دماغ کو وہ قوت حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر دن رات بھی آدمی دماغی محنت میں مصروف رہے تو مطلق تکان نہیں ہوتا۔ اعصاب میں ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ باید و شاید۔ غرضکہ یہ دوا اعضائے رئیسہ کی زائل شدہ قوتوں کو از سر نو تازہ کر دیتی ہے۔ عمر بھر کے مایوسوں کو بھی پورا فائدہ دیتی ہے۔ بڈھوں کے واسطے مایہ نشاط ہے اور جوانوں کے لئے معجون انبساط۔ قیمت فی بکس عہ

اشتہار

یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شایع ہوتا ہے - اس کے مقاصد ذیل ہیں -

اوّل - طب یونانی و طب انگریزی کے اصول پر مدلل گفتگو کرنا اور خاص خاص مسایل میں محاکمہ کرنا -

دوم - کتب طبی نو تصنیف پر تقریظات کرنا -

سوم - اس زمانے کے نامور طبیبوں کے تجربوں کو شائع کرنا وغیرہ وغیرہ -

(۲) ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شایع ہوا کریگا -

(۳) قیمت عہ سالانہ پیشگی وصول کی جائیگی - مابعد کا کوئی حساب نہیں

(۴) تمام خط و کتابت متعلقہ نفس رسالہ بنام ایڈیٹر ہونی چاہیئے اور خط و کتابت متعلق معاملات زر و درخواست خریداری بنام مینیجر بپتہ ذیل ہو -

حکیم علی احمد وزیرآبادی - مینیجر الصحت چوک متی - لاہور

اطلاع - جن صاحب کے نام رسالہ بلا درخواست ارسال کیا جاتا ہے وہ براہ مہربانی منظوری خریداری سے ایک مہینے کے اندر اطلاع دیدیوین بحالت خاموشی مستقل خریدار سمجھے جاوینگے -

اطلاع

مشہور و معروف فاضل ٹامس کارلائل صاحب کے لکچر ہیرو بحیثیت پیغمبر (جس میں انہوں نے نہایت بے تعصبی سے آنحضرت کی لائف لکھی ہے) کا اردو ترجمہ چھپ کر کارخانے میں موجود ہے - جس کو شوق ہو - ۳ قیمت سے ایڈیٹر رسالہ ہذا سے طلب کرے -

الحکیم

جلد اوّل | بابت مئی [illegible] | نمبر [illegible]

ایک طبی ماہوار رسالہ جس میں علوم طب قدیمہ و جدیدہ پر

بحث ہے

مرتبہ

ڈاکٹر حافظ فضل احمد صاحب مالک امپیریل

میڈیکل ہال انارکلی لاہور

مطبوعہ مطبع خادم التعلیم لاہور

امپیریل میڈیکل ہال لاہور کی مجرب دوائیں ہربل الٹرٹو

یعنی

مصفی خون مرکب نباتی

محصول ذمہ خریدار — قیمت فی شیشی

انسان کی زندگی کا انحصار خون پر ہے اگر اس میں کسی وجہ سے کمی ہو جاوے یا جو صفات اس میں ہونی چاہیے وہ زائل ہو جاویں یا اس میں کسی قسم کا نقص عائد ہو جاوے تو اس کا اثر انسان کے ہر عضو پر پہنچتا ہے معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے جگر بھی اپنا کام ٹھیک نہیں کرتا دماغ بھی ضعیف ہو جاتا ہے رگ پٹھے بھی سست ہو جاتے ہیں غرضکہ کوئی عضو بھی ٹھیک حالت میں نہیں رہتا۔

ہم نے نہایت کوشش محنت سے اس مرض کے واسطے ہربل الٹرٹو تیار کیا ہے یہ مرکب نباتی اجزا سے بنا ہوا ہے اور خون کی کدورتیں دور کرنے کے واسطے اور نیز خون صالح پیدا کرنے کے لئے تیر بہدف ہے چند روز کے استعمال سے خون کا رنگ اصلی حالت پر آنے لگتا ہے اور تمام اعضا میں طاقت توانائی معلوم ہوتی ہے چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے زردی و سیاہی دور ہو جاتی ہے تمام جسم میں قوت توانائی پیدا ہو جاتی ہے معدہ صحیح حالت پر آجاتا ہے قبض کی شکایت بالکل رفع ہو جاتی ہے۔ بدہضمی دردسر و دل پاس نہیں پھٹکنے پاتی بلکہ اونی سر درد بھی چشم ضعف اشتہا نزدیک نہیں آنے پاتیں۔ بواسیر کے واسطے بھی یہ مرکب از حد مفید ہے ایک دفعہ آزما دیکھئے اور لطف زندگی اٹھائیے قیمت صرف عمہ استعمال کی ترکیب بوتل پر۔ منجملہ کثیر التعداد سرٹیفکیٹوں کے چند بطور تصدیق یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل الٹرٹو تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب میڈیکل پریکٹیشنر لاہور میں نے خود بھی استعمال کیا اور نیز اپنے مریضوں کو استعمال کرایا یہ قبض دائمی خلل جگر تصفیہ خون اور سوہضمی میں نہایت مفید پایا۔ دستخط جناب ڈاکٹر سید امیر شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن ہاؤس

(۲) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل الٹرٹو مصفی خون مرکب نباتی تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب سوہضمی اور قبض مزمن کی بیماریوں کے واسطے نہایت مفید ہے اس کا بہت مزہ خوشگوار ہے اور اس کی خوشبو پسند ہے خرد سال بچے اور نازک نفیس طبع آدمی نہایت آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔

دستخط ڈاکٹر بھگوان داس صاحب ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصحۃ

قرابادین حیوانی

فن قرابادین کی کتابیں عموماً نباتات سے لبریز ہیں نیز مروجہ مفردات بوٹیاں اسی قسم کی ہیں جن کی بیخ و شاخ گل و ثمر بطور ادویہ کے برتے جاتے ہیں یہ نباتات سے اکثر کر معدنیات کا نمبر آتا ہے ان کا بھی ایک معتدبہ شمار زینت تحسین اوراق کتب فن مذکور ہوتا ہے مگر حیوانات سے جو ادویہ اخذ کئے ہیں آجکل کی قرابادین بہت کچھ مضایقہ کرتا ہے بمقابلہ ان ہر دو جماعت کے سلسلہ ادویہ معدنیات کے حیوانات سے بہت کم ادویہ لی گئی ہیں۔ مگر زمانہ قدیم میں یہ حال نہ تھا بزرگان باستان کسی خاص وجہ سے میلان دلی نہیں رکھتے تھے۔ اور بلا کسی طرح کی تفریق کے ہر جگہ اور ہر مقام سے ادویہ حاصل کرتے تھے پیروان طب قدیم اب بھی کئی حیوانی ادویہ برتتے ہیں۔ مگر انگریزی فارماکوپیا نے تو اس دورہ میں حد سے زیادہ تنزل روا رکھا ہے حالانکہ کچھ بہت عرصہ نہیں گذرا ہے کہ ہر ایک فارماکوپیا انگریزی کی جلدات اشیائے حیوانی سے ایسی بھری ہوتی تھی کہ جسے دیکھ کر جنگل کی چڑیلوں کو بھی نفرت آتی ہے اطبا کے نسخے زہر مہرہ مرغ خون بوم چشم شپرہ وغیرہ ذالک کے قسم سے مملو ہوتے تھے چنانچہ اب بھی ان نسخوں میں جو اسرار خفی اور راز ہائے سینہ کے نام سے مشہور ہیں یا بالخصوص جن نسخوں میں جو طلسمات کے عنوان کے نیچے آتے ہیں ان اشیاء کا پتہ ملتا ہے۔

اسی طرح جسم حیوانی کے اجزا کیطرف خواص عجیبہ کا منسوب کرنا اور اُن سے ایسے ایسے فوائد کی امید رکھنا یہ ایک عام خیال تھا جو یورپ و ایشیا دونوں ملکوں میں پایا جاتا تھا طلسمات کے نسخے صرف ایشیا میں ہی مروج نہیں تھے بلکہ یورپ بھی اسی خبط میں مبتلا تھا شیکسپیر نے میکبتھ میں ایک چڑیل کی زبان سے ایک اسی قسم کا نسخہ لکھا ہے جس کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ نمونہ دکھانے کے لیے ہم اُس نسخہ کے چند اجزا یہاں نقل کرتے ہیں ؞

"دلدل میں رہنے والے سانپ کے گوشت کے ٹکڑے۔ ایک دیکھی ہیں اُبالو مینڈک کے پاؤں کی انگلی۔ چمگادڑ کے نرم بال کتے کی زبان چھپکلی کے اور اُلو کے پر۔ ان سب کو جوش دو۔ اژدہا کے چھلکے۔ بھیڑیئے کے دانت خوفناک مگرمچھ کے جبڑے اور نگلا زہریلی بوٹی کی جڑ جس کو اندھیری جگہ سے کھودا گیا ہے ایک کافر یہودی کا جگر۔ ایک تاتاری کی لب۔ اور ایک ایسے بچے کی انگلی جسے کسی فاحشہ نے پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ کر کسی گڑھے میں پھینک دیا ہو۔ ان اشیا سے ایک گاڑھا شوربا بناؤ پھر اُس میں شیر کی انتڑیاں ڈالدو اور سب کو بوزنیہ کے خون سے ٹھنڈا کرو۔ وغیرہ وغیرہ اس نسخے کے اجزا ابھی بہت سے باقی ہیں اور اُس کے تیار کرنیکی ترکیب ایسی مشکل ہے کہ ہم سے اور دوسرے سمجھدار آدمیوں سے تیار ہو ہی نہیں سکتا ؞

اس طرح کے عجیب و غریب نسخے زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتے تھے جوں جوں لوگوں میں تحقیقات کا شوق پیدا ہوتا گیا جوں جوں دماغوں میں خیالات عالی جمع ہوتے گئے جوں جوں طبایع میں جولانی آتی گئی اس قسم کے نسخے جو اکثر توہمات پر مبنی تھے اہل علم کی نظروں سے گرتے گئے اور چند دنوں میں بالکل معدوم ہو گئے۔ مگر حال میں زمانہ نے پھر پلٹا کھایا ہے۔ حیوانی اجزا کیطرف پھر میلان طبایع ہو چلا ہے۔ چنانچہ کئی ایک مرکبات حیوانی شفاخانوں میں بیشک آج تجربہ کے بخوبی رائج ہو گئے ہیں ؞

دو تین سال سے اب پھر حیوانی مٹیریا میڈیکا کی طرف محققین کا خیال رجوع ہوا ہے جو تحقیقات اب تک ہو چکی ہے اُس سے گو ابھی کوئی بڑی بڑی امیدیں پیدا نہیں ہوئیں

مگر کم سے کم ایک مرض یعنے مکسوڈیما کا قطعی علاج منکشف ہوگیا ہے تھائیرائیڈ گلینڈ یعنے غدہ درقیہ کا رُب طیار کیا گیا اور اس مرض کے بیماروں کو دیا گیا تو اس سے مرض مذکور بالکل زائل ہوگیا اس کے علاوہ اُن فاتر العقل بچوں کو جنکا سر چھوٹا تھا جیسا کہ اس ملک میں شاہ دولہ کے چوہے ہوتے ہیں اس غدہ کے رُب سے فائدہ کثیر پہونچا۔ ان ہر دو امراض مذکورہ بالا میں غدہ مذکور کا رب ایسا مفید اور شافی وکافی ثابت ہوا ہے کہ وہ لوگ جو اس تمام تحقیقات کو ایک لغو حرکت سمجھتے تھے اور محققین پر ٹھٹھا استہزا کرتے تھے وہ بھی دم بخود اور حیران و پشیمان ہیں اور سر تسلیم خم کرنیکے سوا اور کوئی چارہ نہیں پاتے ہیں

اسقدر کامیابی دیکھنے کے بعد اب چاروں طرف سے لوگوں نے غدود کا امتحان کرنے پر زور دیدیا ہے جسم کے مختلف غدودوں کے مرکبات بننے شروع ہوگئے ہیں۔ اور جیدھر دیکھو انہیں کا چرچا ہے گویا ایک طرح کا غدودی مانیا اصحاب طبابت پیشہ میں پھیل گیا ہے ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی نیا مرکب ان غدود کا بنکر آجاتا ہے غرض تحقیقات کے لئے ایک نیا رستہ کھلا ہے اور کون بتلا سکتا ہے کہ کن نتائج تک راہنمائی کریگا۔

جس اصول پر غدود کے رب مفید خیال کئے گئے ہیں وہ یہ ہے کہ جسم انسانی میں کوئی غدہ ہو اُس کا کام یہی ہوگا کہ وہ جسم میں کچھ نہ کچھ حل عقد کرکے چند اشیا پیدا کرتا ہے اس عمل کو اندرونی رطوبت کہتے ہیں اگر یہ رطوبت ایک جزو ضروری ہو۔ اور جسم کو مہیا نہ ہو سکے تو ضرور کوئی نہ کوئی مرض لاحق ہوجاتا ہے۔ اس مرض کا دفعیہ یوں ہو سکتا ہے کہ وہی رطوبت مصنوعی طور پر تیار کرکے استعمال کرائی جاوے یہ اصول ہے جس کو مدنظر رکھکر حامیان رُب غدہ نے کام شروع کیا ہے۔

کس قسم کے غدودوں کا رُب بنانا چاہیئے۔ اس لحاظ سے ہم جسم انسانی کے غدود کو دو جماعتوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک وہ جن کے مجاری ہیں دوم وہ جن کے مجاری نہیں پسینہ کے، لعاب دہن غدہ معدہ و امعا کے یہ مثالیں ہیں مجاری والی

کے ہضم کرنے کی قابلیت کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اس سے بدہضمی کی بنیاد پڑتی ہے۔

اگر دانت سب کے سب گر چکے ہوں۔ تو آدمی مسوڑوں کے ذریعہ سے غذا کو چبا سکتا ہے۔ اور اگر کچھ گرے ہوں۔ اور کچھ موجود ہوں تو بڑی وقت ہوتی ہے کہ نہ تو مسوڑوں سے کام لیا جا سکتا ہے اور نہ دانت کفایت کرتے ہیں۔

دانت خراب اس طرح ہوتے ہیں کہ منہ میں جو غذا کے اجزا رہ جاتے ہیں اُن میں تعفن پیدا ہو کر حموضات بنتے ہیں اور یہ حموضات دانتوں کے اُس جزو پر عمل کرنے لگتے ہیں جس کو ڈینٹین کہتے ہیں۔ اس تعفن کے پیدا ہونے کا سبب منہ میں اجرام کی موجودگی ہے لیس اینٹی سپٹک یعنے مانع عفونت اشیاء سے یہ وقت رفع ہو سکتی ہے۔

اگر سونے سے پیشتر نرم برش یا دانتن سے دانتوں کو صفا کر دیا جاوے تو وہ چھوٹے چھوٹے اجزائے غذا جو اُن میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں دور ہو جاتے ہیں اور دانتوں پر عمل تاخت و تاراج ہونے نہیں پاتا۔ کھریا مٹی سنون کا جزو اعظم خیال کی جاتی ہے اس سبب سے کہ اِس سے دانت صاف ہو جاتے ہیں۔ اُن کی آب میں فرق نہیں آتا۔ اور جو حموضات موجود ہوتے ہیں وہ کھریا کے ساتھ ملکر معدوم ہو جاتے ہیں۔ کوئلہ بھی دانتوں کو صفا کر دیتا ہے بلکہ اس منصب کو کھریا سے کہیں اچھی طرح پورا کرتا ہے مگر اس میں خرابی یہ ہے کہ وہ دانت کے لئے ستے مل کو کھرچ ڈالتا ہے۔

دانتوں کے صفا کرنے کے لئے مفصلہ ذیل انٹی سپٹک استعمال کئے جاتے ہیں۔ کونین۔ سہاگہ۔ کاربالک ایسڈ۔ پرمینگانیٹ آف پوٹاش کے کمزور سلوشن بھی دانتوں کے صفا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں پر اُن کا ذائقہ نہایت ہی ناگوار ہوتا ہے اگر مسوڑے نرم ہو گئے ہوں اور ملائم مثل اسفنج کے ہو جاویں اور دانتوں کی جڑ میں نظر آنے لگی ہوں تو اُس وقت نباتاتی قابضات مثل کتھا۔ کرکس مصطگی وغیرہ کے مفید پڑتے ہیں۔ جب حموضات معدی کسی مرض کے ازالہ کے لئے پئے جاتے ہیں تو

اُن سے ایک نہایت بدمزہ اثر پیدا ہوتا ہے جسے عرف عام میں دانت کھٹے ہو جانا کہتے ہیں
دانتوں کی ساخت پر حموضات مذکورہ بالا بہت خراب اثر ڈالتے ہیں اسی لئے اُن کو عام
طور پر پیا نہیں کرتے بلکہ شیشے کی نلکی یا پر کی قلم کے ذریعہ چوستے ہیں مگر حموضات مذکورہ بالا
حلق کی بیماریوں میں بطور غرغرہ استعمال کرنے منظور ہوں تو دانتوں کی حفاظت کی غرض سے
ضرور ہے کہ پہلے ایک برش کے ساتھ دانتوں پر تیل چربی یا مکھن کی مالش کر دی جائے اور غرغرہ
کر لینے کے بعد سوڈا کے لوشن سے دانتوں کو دھو ڈالا جاوے۔ فولاد کے وہ مرکبات جو حل ہو جانے
کی قابلیت رکھتے ہیں دانتوں کو رنگ دیتے ہیں اور اسی واسطے اُنکا استعمال بھی بذریعہ
شیشے کی نلکی کے نسبتاً اولیٰ ہے پوٹاشیم کلوریٹ بھی دانتوں کو بہت ضرر دیتی ہے۔ اسلئے مناسب نہیں
کہ اُسے ایک عرصہ دراز تک برابر استعمال کرتے رہیں اور اس کے غرغروں میں بھی وہی احتیاطیں
ضروری ہیں جو حامضات کے غرغروں کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔

جب مسوڑے دانتوں سے پیچھے ہٹنے لگے ہوں دانتوں میں درد اور جلن محسوس ہونے لگتی
ہے۔ گو کوئی مرض بظاہر موجود نہیں ہوتا۔ اس درد کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ منہ کے اندر ترش رطوبات
دانتوں کی سطح زیرین پر خراش کرتے ہیں۔ دانتوں کو سوڈا بائی کاربونیٹ کے سلوشن سے دھو ڈالا
جائے۔ یا کھریا مٹی یا مگنیشیا سے رگڑ دیا جاوے تو یہ درد و خراش فوراً رفع ہو جاتی ہیں۔ جب دانت
کا درد بسبب کیرا لگنے (کیریز آف دی ٹوتھ) کے ہو تو منہ میں برانڈی رکھنے سے فوراً آرام آ جاتا
ہے۔ یا روئی کا ایک پھویہ لیکر سوڈا بائی کاربونیٹ اور ٹنکچر اوپیم میں تر کیا جاوے اور پھر اُسے دانت
کے جوف میں رکھا جائے تو درد سے تسکین ہو جاتی ہے۔ کریوزوٹ اور لونگ کا تیل بھی اس قسم
کی درد کو فائدہ کرتا ہے۔ ایک نہایت ہی عمدہ طریقہ علاج یہ ہے کہ روئی کا ایک پھویہ لو۔ اور
اُسے کاربالک ایسڈ میں تر کر دو۔ کاربالک ایسڈ خالص ہو جو آگ پر گرم کر کے پگھلایا گیا ہو۔ اس
پھویہ کو دانت کے جوف میں رکھ دو۔ ایک صاف ستھرا روئی کا پھویہ اس پھویہ کے اوپر رکھ دو
تاکہ وہ نیچے والے پھویہ کو چھپائے رکھے اور زبان اور منہ کو جلنے نہ دے۔ کلوریٹ آف پوٹاش

بھی بعض حالتوں میں درد دنداں کو مفید پڑتا ہے۔ خاصیت آہن لازم ورد دندان میں جو ایام رضاعت میں ہوتا ہے نہایت مفید ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات اُس درد کو بھی تسکین دیتا ہے جو ان دونوں اسباب میں سے کسی سے بھی تعلق نہ رکھتا ہو۔

دودھ پلاتے وقت بچہ کو کس طرح رکھنا چاہئے

اس امر پر بہت کم توجہ کیجاتی ہے کہ بچہ کو دودھ پلانے کیواسطے سب سے زیادہ موزون وضع کونسی ہے۔ نہایت بے پروائی سے جس طرح چاہا بچہ کو ڈالدیا اور دودھ پلانا شروع کر دیا عموماً قاعدہ یہ ہے کہ بچہ کو گود میں چیت لٹا دیا جاتا ہے اور پستان اُس کے منہ میں دیکر دودھ پلایا جاتا ہے۔ یہ وضع نہایت خراب ہے اور اس سے حتی الوسع احتراز لازم ہے کیونکہ اس میں اندیشہ ہوتا ہے کہ دودھ آلات تنفس میں نہ چلا جاوے اور احتباس تنفس پیدا کرے۔

مناسب یہ ہے کہ بچہ کا سر بلند کیا جاوے۔ کہ سر دایہ کے بازو پر پڑا رہے۔ یہی وضع مناسب اور نیچرل معلوم ہوتی ہے اس وضع میں بچہ زیادہ تر آسانی سے دودھ نگل سکتا ہے اور دودھ کے غلط جانب چلے جانیکا خطرہ بھی نہیں رہتا دودھ پی چکنے کے بعد یا تو بچہ کو چپ چاپ گہوارہ میں ڈالدیا جاتا ہے یا دایہ کی گود میں چپ چاپ پڑا رہے کھانا کھا لینے کے بعد ہی ہلنا جُلنا اور ٹانگیں پھیلانا مضر ہے اور اسی واسطے اسکی اجازت دینا نہیں چاہئے۔

کیا بالوں میں موت کے بعد بھی نشو و نما ہوتا ہے

لوگوں کا خیال ہے کہ بعد از مرگ بھی بال بڑھتے رہتے ہیں بعض فرانسیسی مصنفین نے بھی اس خیال کی تائید کی ہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ بال موت کے بعد نہیں بڑھتے ہیں

مگر اُن کے لنبے ہونے سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ بڑھتے ہیں۔ بلکہ اُن کے لنبے ہونے کا باعث یہ ہے کہ اُس کی جڑ ہڈیوں کی جانب جلد سکڑتی جاتی ہے +

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسم کے مختلف حصّوں کے بالوں کی عمر بھی مقرر ہے اُس مدّت کے ختم ہونے پر پہونچکر وہ گر پڑتے ہیں اور اُن کی بجائے نئے پیدا ہوتے ہیں جسم کے کسی حصہ کے بالوں کا شمار کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ ۲۵ برس کے ایک جوان آدمی کے سر پر فی مربع انچ سات سو چوالیس مسامات ہیں جن سے بال نکلتے ہیں اگر فی مسام ایک بال نکلتا ہوا فرض کریں تو سارے سر پر جس کی سطح ایک سو بیس انچ ہے ۹۰ ہزار بال ہونگے مگر چونکہ ایک ایک مسام سے ۲ ۲ - تین تین اور اس سے زیادہ بال بھی نکلتے ہیں اسی سبب کل بالوں کا جو ایک آدمی کے سر پر ہیں تخمینہ ۱۲۰۰۰۰ کے اندازہ کیا گیا ہے +

ایڈیٹوریل نوٹ

بچے کی تیمارداری کا حال

اب اے نرس (دونا) یاد رہے کہ میں بیمار کو تمہارے حوالے کئے جاتا ہوں۔ میں نے گھر کے تمام لوگوں سے کہدیا ہے کہ وہ تمہارے انتظام میں دست اندازی نہ کریں۔ مریضہ کی حالت بہت نازک ہے۔ ایک لمحہ بھی اس سے جدا نہ ہونا۔ نرس نے جواب دیا "ہاں ڈاکٹر صاحب میں اس کو خوب سمجھتی ہوں میں حتی الامکان پوری نگرانی کروں گی۔" "کتنی دیر مجھے نگرانی کرنی چاہئے" ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ افسوس۔ بیشک ہر وقت" اور گوڈ مارننگ: - نا بولی "ڈاکٹر صاحب ایک لحظہ ٹھہر جائیے۔ اور فرمائیے کہ کیا کوئی دوسری اتا بھی مدد کو آویگی۔ زیادہ سے زیادہ

چودہ یا سولہ گھنٹہ کے بعد مجھے خود خوب آرام کرنا چاہیے تب میں کار آمد ہو سکوں گی" یہ سنکر ڈاکٹر متحیر سا
نظر آیا۔ اور بولا عزیزمن غریب لوگوں کے امکان سے بعید ہے کہ دوسری نرس بہم پہنچا سکیں پس جو کچھ تم سے
ہو سکے مجتمعین ہی کرنا ہوگا خالہ جو ایک قسم کی ذی شعور عورت ہے وہ گھر میں موجود ہے کل چند
گھنٹوں کے لئے وہ تمہارا ہاتھ بٹا لینگے"۔ اٹھارہ گھنٹہ کے بعد عقیلہ نے آنکر نرس کو سبکدوش کیا
اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے گمان ہے کہ تم شام سے پہلے ہی پہلے واپس آجاؤ گے۔ اور یہ سنکر
میں ڈرتی ہوں کہ چھ گھنٹہ کی پوری نیند کے بغیر میں حاضر نہ ہو سکوں۔ اس کے چہرہ سے آثار
تبسم اور بشاشت زایل سے ہو گئے" ناچار پانچ گھنٹہ کی اجازت دی گئی اور اس کے بعد
متواتر چھتیس گھنٹہ اس سخت مریض کی تیمارداری میں گذرے چوتھے دن ڈاکٹر صاحب نے
فرمایا کہ وہ تمہاری اس تیمارداری کی ثنا خوان ہے خادمہ جو سامنے کا دروازہ اس وقت
بند کر رہی تھی نرس کے چہرہ کی طرف دیکھکر زیر لب بولی کہ کیا تم اس وقت کو اور بھی زیادہ
بڑھاتی ہو۔ میں معمولی خادمہ عام ہوں لیکن میں باقاعدہ سوتی ہوں وقت پر کھانا کھاتی ہوں ۔

لیڈی ڈاکٹر

ہمارے ایک امریکن ہمعصر نے حساب لگایا ہے کہ فی الحال ملک روس میں اُن عورات کی تعداد
جنہوں نے علم طب کا امتحان پاس کر کے ڈاکٹری کی سند حاصل کی ہوئی ہے اور علاج معالجہ کرتے
ہیں۔ تقریباً سات سو ہے۔ اکثر ان میں سے شفاخانوں اور کارخانوں میں عہدہائے پر مامور
ہیں بعض محکمہ تعلیم کی اعلیٰ اسامیوں کو زینت بخش رہے ہیں اور بعض مختلف قسم کے ورک
شاپوں میں متعین ہیں بعض سرکاری ملازم ہیں اور باقی جملہ میونسپل کمیٹیوں کی ملازمت
میں ہیں جن اسامیوں پر وہ مامور ہیں اُن کی آمدنی دو سو پونڈ زیادہ سے زیادہ ہے
جو بطور نجی علاج معالجہ کرتے ہیں اُن میں سے ایک کی سالانہ آمدنی ۲۰۰۰ پونڈ یعنے ۳۰۰۰۰ روپیہ
ہے جو ایک نہایت تعجب خیز رقم ہے۔ لیکن اوسط آمدنی ان میم صاحبان کی جو یومیہ طبابت
کرتے ہیں کسیقدر تین سو پونڈ سالانہ سے کم ہے ۔

نیویارک کے ایک نوجوان ڈاکٹر ٹراس صاحب نے جو اس نے افیون یا مارفیا کا تریاق دریافت
کر لیا ہے اس شہر کے اطباء میں بڑا جوش پھیل رہا ہے۔ اور مزید بیان اس نے یہ خواہش کی ہے کہ مجلس
عامہ میں بھی اس کا ثبوت پیش کرے جس سے ہر جماعت کو تسلی ہو جائے چنانچہ ایک کمیٹی قائم ہوئی اور باوصف
حاضرین کی ممانعت کے اس نوجوان نے تین گرین مارفیا پانی میں ملا کر پی لیا اور فوراً اس کے بعد
ایک خوراک پرمینگنیٹ آف پوٹاش کی کھالی جس سے کسی قسم کا برا نتیجہ پیدا نہیں ہوا
بیان کیا گیا ہے کہ یہ نسخہ اتفاقی طور پر دریافت ہوا ہے۔ اگر اور امتحانات کا ایسا ہی
نتیجہ نکلے جیسا کہ اس نوجوان موجد ڈاکٹر مور نے بڑی دلیری سے ثابت کر دکھایا ہے
تو فی الواقع ایک نہایت گران قدر چیز ظہور پذیر ہوگی +

علم الاجرام

ممالک امریکہ اور یورپ میں امراض چشم کی بابت علم الاجرام کی ہدایات کا پابند ہونے کی طرف
بڑی توجہ مبذول ہو رہی ہے۔ اہل امریکہ کے تجربہ کے رو سے اس ملک میں ۲۵ سے چالیس فیصدی
مریضان کور چشمی کا سبب ایک نہایت چھوٹے قامت جرم کا اثر مضر ہے جس کو آنکھوں کے ڈاکٹر
ایک قسم کا کس خیال کرتے ہیں جو بعض کے نزدیک نباتی چیز ہے اور بعض کے نزدیک حیوانی ہے۔
اکثر آنکھ کے پردہ ملتحمہ پر بچہ کی پیدائش کے چند روز بعد پیدا ہوتا ہے ہمارے علم کے مطابق اگر
اس کا نمودار ہوتے ہی علاج کیا جاوے تو بغیر وقت کے اس کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور وہ
بیمار جس کا اگر علم طب کے رو سے معالجہ نہ کیا جاتا تو ہمیشہ کے واسطے مایوس العلاج ہو کر اندھا
ہو جاتا ہے۔ اور بصورت علاج اپنی بینائی قائم رکھ سکتا ہے ریاست نیویارک میں ایک قانون جدید
کے رو سے تمام دائیوں پر فرض کیا گیا اور بصورت خلاف ورزی سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں
کہ اگر کبھی نوزائیدہ بچہ کی پلکوں پر سرخی نظر آوے یعنی اس کو آشوب چشم ہو تو وہ فوراً اس کی رپورٹ کریں
ایسے مریض بچوں کا علاج فوراً وہ عہدہ دار کرتے ہیں جو محکمہ حفظان صحت کی طرف سے اس
کام پر مامور ہیں اس موثر علاج معالجہ سے صرف امریکن کی وبائی اثر کی روک تمام ہو گئی ہے

بلکہ علم تمدن کی ام کفایت شعاری کے لحاظ سے بھی بہت کچھ مفید ثابت ہوا ہے کیونکہ غریب بچہ کی بنیادی قائم رکھنے کیلئے آغاز مرض میں علاج کی بہ نسبت کم خرچ ہوتا ہے اگر بعد ازان اُس انہ ہے کو تمام عمر سرکار سے (اندھے) خانوں میں رکھا جاوے تو خرچ بہت آتا ہے ٭

ہم گوشت کھائیں یا گھاس بھوس

ہمارے جادو بیان نامہ نگار صاحب نے اس مضمون پر ایک نہایت لطیف رسالہ لکھا ہے جس کو اسی نام سے معنون کیا ہے ٭

عنوان مذکورہ بالا کے ذیل میں ہمارے عذب البیان اور شیرین بیان نامہ نگار ڈاکٹر مہر ولا تا تھ صاحب آئی ایم۔ ایس نے ایک نہایت دلچسپ بحث شروع کی ہے اُن کے مضمون کا ابتدائی حصہ گذشتہ نمبر میں درج ہو چکا ہے دوسرا حصہ اس نمبر میں شائع کیا جاتا ہے اس مضمون نے اہل الرائے اور با مذاق لوگوں میں ایک بڑی تحریک پیدا کی ہے کئی تحریرین اُس کے موافق اور مخالف ہمارے پاس آ چکی ہیں۔ افسوس ہے کہ بوجہ عدم گنجایش ہم اس نمبر میں اُن کو جگہ نہیں دے سکتے۔ ہمارے احباب جنہوں نے بڑے شوق سے اس مضمون پر طبع آزمائی کی ہے ہم اُن سے معافی مانگتے ہیں اور دوسرے نمبر میں ہم اُن مضامین کو ترتیب وار درج کر دینگے اسی اثنا میں ہم اُن سلیم الطبع سلامت رو اصحاب سے جو اس علمی مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بلا خوف لومۃ لائم اس مضمون پر خامہ فرسائی فرماویں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

مراسلات

اہل چین کی طبابت

چینی ایک قدیمی قوم ہے۔ ان کی تاریخ چار ہزار سال سنہ مسیح سے پہلے تک پہونچتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم میں پیشہ طبابت قدیم زمانہ سے چلا آیا ہے چنانچہ ایک کتاب علم طب میں بنام نائی کن مشہور ہے کہتے ہیں کہ یہ کتاب قیصر ہوانگ ٹی نے یا اس کے زمانہ میں کسی اور نے ۲۶۳۷ برس قبل سنہ عیسوی تصنیف کی اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب بہت پرانی ہے مگر غالباً اتنی پرانی نہیں جتنا چینی لوگ دعوی کرتے ہیں کس سے کہ ۲۱۲ قبل عیسوی قیصر شنگ انگ سے کے حکم سے کل تصانیف حکماے سلف کی تباہ کر دیگئی تھین اور سوائے علم زراعت کے کسی علم کی کتاب باقی نہ چھوڑی گئی تھی۔

اور مشرقی اقوام کی طرح اہل چین کی طبی معلومات بھی ویسی ہی دقیانوسی حالت میں ہیں جیسے اُن کے باقی علوم و فنون پر ہم جو ہادیگرے نسبت محق قلم سے لکھا ہے بس زعم اس تعصب کی وجہ سے کسی قسم کی ترقی دیکھنے میں نہین آتی علم طب جس حال پر مصنف نائی کن نے چھوڑا تھا وہیں پر موجود ہے۔

چین میں دستور ہے جسکا جی چاہے حکیم بن بیٹھے کسی قسم کی روک ٹوک یا بندش نہیں۔ ہاں اطبار شاہی کو امتحان دینا پڑتا ہے ورنہ حکیمون کے خاندان مقرر ہیں جن میں طبابت پشتہا پشت سے چلی آتی ہے اور نسخے سینہ بسینہ آتے ہین۔

بعض اوقات یہ لوگ سوسائٹیان بناکر طبابت کرتے ہین اور جن میں

سیہ شی اسی سست مثل حکیم امراض و دندان چنانچہ امراض ذات دخیرہ پائے جاتے تھے ہیں یہ
پنساریوں و عطاروں کی دکانوں میں معمولی سبیلے بغیر سند اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے سمیات مثل افیون سنکھیا وغیرہ نہیں بیچتے
جراحی جس کو چینی زبان میں وائی کلک کہتے ہیں بہت ابتدائی حالت میں ہے اس میں
شک نہیں کہ سنہ ۱۰۰۰ء میں چینی حکیم گیا بیش نے اناکیولیشن چیچک سے بچانے
کے لئے دریافت کیا تھا اور اغلب معلوم ہوتا ہے - کہ یہ عمل ہندوستان
اور ترکی میں سے گذر کر یورپ میں داخل ہوا - اور اسی اناکیولیشن
نے بعدہٗ ولیم جینر کی ویکسی نیشن کے اختراع میں رہنمائی کی ہورنہ علم و عمل جراحی عالم
طفولیت میں ہے - اکو پنکچر - کاٹری اپریشن یعنی سیٹہن یا فصد کی سوائے اور کسی قسم کا عمل چینی
حکمت میں نہیں پایا جاتا - ہر قسم کے زخم کا علاج تیل و موم سے اور ہر طرح کے ذخیرہ کا اتصال
بالشں سے چاہا جاتا ہے - حقنہ کا رواج اہل چین میں بباعث حیا و شرم ممنوع ہے +

مڈوفری - عورتوں کے سپرد ہے جن کا کل دارومدار افیون پر ہے +

ہتہالوجی - شانگ ہانگ

انسان کا جسم چار اشیا سے مرکب ہے روح ہوا - سردی - گرمی - ان چاروں
کے لئے مقام موجود ہیں +

چنانچہ جگر مقام ہے روح کا
ششش " ہوا کا
آلات ہضم " حرارت کا
دل - گردہ سردی کا

ان کی کمی و بیشی سے امراض یا موت واقع ہوتی ہے دوران خون دن میں پندرہ مرتبہ
ہوتا ہے خون ششش سے روانہ ہو کر جگر میں جا کر جذب ہو جاتا ہے خاص خاص مقامات
جسم پر خاص خاص فعل پائے جاتے ہیں مثلاً گال بلیڈر میں تہور ششش میں آواز

شمال میں اسے دو انگشت دل میں تحلیل ہ

تشخیص امراض میں زبان آنکھ نبض کا امتحان کیا جاتا ہے امراض دل کی تشخیص میں ہاتھ بائیں کی نبض دیکھنی چاہیے اور حکیم کا منہ شمال کی جانب ہونا چاہیے امراض جگر میں دائیں نبض کا امتحان کرنا چاہیے اور حکیم کا منہ مشرق کی طرف ہونا چاہیے نبض کے امتحان کے لئے کم از کم تین گھنٹہ صرف کرنے چاہیے ہ

میٹریا میڈیکا - لای نائگ

چینی قرابادین نباتی معدنی وحیوانی ادویات سے مالامال ہے اور ان کے علاج کا اصول زیادہ تر ضدین یعنے (کونٹر ایکشن) کے استعمال پر ہے فیل عنکبوت خشک - کھٹمل میڈک چھپکلی - سانپ وغیرہ موذیات کی صفرا ناخن - کان دل زبان وغیرہ کا استعمال بہت کثرت سے ہے کمزوری کے لئے شیر کا خون وگوشت بہت مفید ہے کتب طب چینی جن کا غربی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے ہ

چنگ جی چن چنگ فٹ شالونگ	علم وعمل طب ۴۰ جلد
ٹس ایو سنو زنگ شوکا	قرابادین قیصری
ینداوکان مو	قرابادین

راقم بہولاناتھ

تغذیۃ الصبیان

منجملہ بہت سے ضروری اور اہم کاموں کے جو عورتوں کے سپرد کئے گئے ہیں سب سے ضروری کام اولاد کی پرورش ہے خصوصاً اسوقت جبکہ بچہ نادان اور بے سمجھ اور اس قابل بھی نہیں ہوتا کہ اپنی ان سے ایک مکھی بھی دور کر سکے اور چہ جائے کہ اپنے آپ کو بچا

اور کام کرنے کے لایق ہو اور الیسا بے زبان کہ اپنی کسی حاجت کسی خواہش کو زبان سے ظاہر
کر سکے ہی ایک رونا اس کی زبان اور اسی سے وہ اپنے تن زار کا حال ظاہر کرتا ہے اور
یہی اس کی شیبی لینگیج (بولی) ہے جس کا کہ والدہ شفقہ ہی ترجمہ کر سکتی ہے اور فردوسی
نے جو کسی ایسی زبان سے کہا ہے کہ بیچارہ بودی بہ پہلوے من - بالکل صحیح ہے - کیا
مشکل یہ کام ہے اور کتنی لیاقت اس کام کے پورا کرنے کے لئے درکار ہے محتاج بیان نہیں - اگر
کوئی بڑے سی بڑی دلیل تعلیم نسوان کے بارے میں دی جا سکتی ہے تو یہی ہے کہ عورتیں جہالت
سے نکل اس لایق ہو جائیں کہ تربیت اولاد کے اہم کام کو خوش اسلوبی سے پورا کر سکیں اور
بچوں کی بیماریوں کو دیو - جن - پری و آسیب وغیرہ کا سایہ نہ خیال کریں بلکہ ان کو بیماری
سمجھکر اس کا علاج کریں نہ کہ دوا کے عوض گنڈا اور غذا کے بدلے تعویذ کریں ‎+
میں ہندوستانی مادران مہربان کو باوجود ان کی بے علمی کے سوبلا زڈ ماؤں کی
نسبت زیادہ عزت سے دیکھتا ہوں مگر میں تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر ہندوستانی عورتوں میں
تعلیم کا رواج کیا جائے تو بہت سی عزیز جانیں جو معمولی حفظ صحت کی پابندی وغیرہ
وغیرہ سے بچ سکتے ہیں ضایع نہ ہوا کریں اور اولاد میں تاب و طاقت بھی پہلے سے زیادہ ہو
خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا مطلب عنوان بالا کے ضمن میں اس بات کیلئے بحث
کرتا ہے کہ بچہ کو کیا غذا دینی چاہیے بچہ کی غذا کن وسایل سے بہم پہونچائی جاتی ہے -

اول - شیر مادر -

دوم - دایہ کا دودھ -

سوم - مصنوعی غذا -

شیر مادر - قدرت نے ہر بچہ کے حسب حال غذا تجویز کی ہے یعنے ما کا دودھ اُس سے برتر
اور بہتر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہندوستان میں خوش قسمتی سے ابھی اتنی سولیزیشن
نہیں ہوئی (اور خدا کرے کہ کبھی نہ ہو) کہ بچہ معصوم اور بے زبان تو گھر میں پڑا ہے اور

والدہ کسی دفتر یا کارخانہ میں کام کررہی ہیں یا کسی بال روم میں ناچ میں مصروف ہیں اور یا کسی اتوار کی رات میں کسی شرابخانہ کی گلی میں تمام رات بدست پڑے ہیں اور بچہ بڑک بڑک کر جاں بحق ہوگیا - ناظرین آپ کو یہ باتیں عجیب معلوم ہوتی ہونگی مگر یورپ کی سوسائیٹی میں یہ روزمرہ کے مشاہدہ کی باتیں ہیں)

اکثر اوقات جو امیر ہیں اپنی امارت کے نشہ میں بچہ کو دودھ پلانا گوارا نہیں کرتیں اور یا شاذونادر کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے بچہ کو دودھ پلانے کے ناقابل ہوجاتی ہیں تو ان کی صورت میں

دایہ کا دودھ پلایا جاتا ہے دایہ تجویز کرنیکے لیے چند باتیں قابل ذکر ہیں ؛

(۱) دایہ کے بچہ کی عمر تقریباً اتنی ہو جتنی کہ اس بچہ کی ہے جس کو دودھ پلوانا منظور ہے ؛

(۲) دایہ بیمار نہ ہو اور نہ کبھی اس کو ایسی بیماری ہوئی ہو جو متعدی جیسا کہ آتشک اور سل وغیرہ ؛

(۳) دایہ سیاہ رنگ کی ہو اور جوان ہو (۳۰ - ۲۵) اور یا بچہ کے ہمرنگ ہو ؛

مثلاً (۱۶ - ۱۷) برس نہ بہت جوان ہو نہ بہت بڑھیا (۵۰ ؛ ۱) برس

اور اگر دایہ کا ملنا مشکل ہو کیونکہ مفلسی سدراہ ہے اور ہندوستان میں یہ عام بات ہے اور دایہ کا خرچ بہت ہے لوگ برداشت نہیں کرسکتے ہیں تو ایسی حالت میں مصنوعی غذا ہی ہونی چاہیے اور اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عام غلط فہمی جو مصنوعی غذا کے بارے میں دیسی عورتوں لاعلمی کی وجہ سے ہے اس کو رفع کیا جائے اس امر کا ذکر کرنا تو چنداں ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ وہی مصنوعی غذا عمدہ ہوگی کہ جس کے اجزا وہی اور اسی مناسبت سے ہوں جیسا کہ ماں کے دودھ کے ہیں اسلیے مناسب ہے کہ ماں کے دودھ کے اجزا ہم لکھ دیں

نائٹروجنی اور انسالوبل سالٹس	بٹر	لیکٹین اور سالوبل سالٹس	پانی
۲٫۲۵	۳٫۲۴	۳٫۷۷	۸۹٫۵۴

ظاہر ہے کہ مویشیوں کا دودھ بلکہ عمدہ غذا کے دودھ کے عوض ہوسکتے ہیں اور اسلیے نامناسب نہ ہوگا کہ ہم چند مویشیوں کے دودھ کے اجزا لکھدیں جنکا دودھ آسانی سے ملسکتا ہے ؛

گائے	۴٫۵۵	۳٫۶۵	۵٫۳۵	۸۵٫۴۵
بکری	۴٫۵۵	۴٫۱۵	۵٫۸۵	۸۵٫۶۰
بہیڑ	۸٫۶۰	۶٫۵۰	۴٫۵۰	۸۲٫۰۰
گدہی	۱٫۶۵	۱٫۴۵	۶٫۴۵	۹۰٫۰۵

مرقومہ بالا کو عورت کے دودہ سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گدہی کا دودہ ایک عمدہ قایم مقام ماں کے دودہ کا ہے مگر اس کی دگنی مقدار کی ضرورت ہوگی اور یہ دودہ بھی بہت کمیاب ہے +

گائے کا دودہ بہت عام ہے اس کے استعمال مین خیال ہے کہ کبھی بغیر دو یا تین حصہ پانی ملانیکے بچہ کو دینا نہین چاہئے اور اس کو شیرین کرنے کے لیے تہوڑی سی شکر سفید اور اسکی طاقت بڑہانے کیلئے رصیٹ جوس (عرق گوشت) اور یہ بھی یاد رہے کہ کچے دودہ کے استعمال سے پرہیز رکھنی چاہیئے اور ہمیشہ ایک جوش دیکر (شیر گرم) اسکا استعمال کرنا چاہیئے اور اس احتیاط سے بہت بیماریوں کا مادہ مرجاتا ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بچہ گائے کا دودہ ہضم نہین کرسکتا تو اس صورت مین پانی کی بجائے (جو آش) ملانا چاہیئے اگر ایسے احتیاط اور پابندیسے گائے کا دودہ استعمال کیا جائے تو بچہ کیلئے ماں کے دودہ کا ایک عمدہ نعم البدل ہوسکتا ہے +

بہینس اور بکری کا دودہ بھی قریباً اسی احتیاط اور پابندی سے استعمال کرنا چاہیئے جیسا کہ گائے کا اگر دودہ کا استعمال موافق نہ آئے۔ تو ڈاکٹر کے مشورہ سے ورکسی مصنوعی غذا کا استعمال کرنا چاہیئے اور بہت سی پیٹینٹ غذائین بچوں کے لئے طیار کی گئی ہین جن کا ذکر اس چھوٹے سے مضمون کی حدود سے باہر ہے عام پر بہتیرے کہ بچوں کو جبکہ وہ کچھ ملانیکے لائق ہوجاتے ہین تو اول چاول آلو اور روٹی کا گدا اور شارچی چیزین کھلائی جاتی ہین یہ چیزین بچے کو تکلیف دیتی ہین اور بچہ ہضم نہین کرسکتا کیونکہ ٹاٹے لین

نوٹ مصنوعی غذا کیلئے مزید واقفیت کیلئے حکیم محمد کرم الٰہی صاحب کی کتاب تغذیۃ الصبیان دیکہین +

(لعاب دہن کا ایکٹو پرنسپل) اور ٹرپسین (لبلبہ کا ایکٹو پرنسپل) بچہ میں نہیں ہوتے ۔ اول الذکر
اسوقت ظاہر ہوگا جبکہ بچہ کے دانت نکلتے ہیں اور آخر الذکر اُس وقت ظاہر ہونے لگتا ہے
جبکہ بچہ کی عمر ایک سال سے تجاوز کرتی ہے اور یہ دونوں چیزیں اسٹارچی چیزون کے ہضم کرنے
کے لئے ضروری ہیں اور جتنا زیادہ بچہ کو یہ چیزیں کھلائی جاتی ہیں اُتنا ہی زیادہ بچہ ناتوان
اور مختلف قسم کی امراض میں گرفتار ہوتا ہے اور بیچاری ماں سخت عذاب مین مبتلا ہو جاتی ہے
اور نہیں جانتی کہ از ماست کہ بر ماست ✣

سب سے ضروری احتیاط جو بچہ کی پرورش میں ماں پر یا دایہ پر فرض ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کو
مناسب مقدار اور مناسب وقتوں پر غذا دیجائے جتنی یہ احتیاط ضروری ہے اتنی ہی اس کی پابندی
میں تساہل کیا جاتا ہے اول تو یہ غلط خیال ہے کہ جتنی زیادہ غذا بچہ کو دیجائیگی اتنا ہی زیادہ بچہ موٹا اور
طاقتور ہوگا۔ اور اس لئے جتنی دفعہ زیادہ غذا دیجائیگی بہتر ہوگا - اور یہ تو معمولی بات ہے کہ بچہ کا
رونا خواہ وہ کسی سبب سے ہو سوال غذا ہی سمجھا جاتا ہے جتنا وہ روتا ہے اتنا ہی زیادہ اُس کو دودھ
دیا جاتا ہے اور جتنا زیادہ دودھ دیا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ روتا ہے اور اس طرح سے زندگی وبال
ہوجاتی ہے اور اس بےقاعدگی سے ماں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور بچہ تو جامع امراض ہوتا
ہی ہے بچہ کو ہمیشہ وقت مقررہ پر غذا دینی چاہئے بعض بچے شروع شروع میں اس پابندی کو ناپسند کرتے ہیں
اور رونے پر زور دیتے ہیں اور آخر تھک کر خاموش ہوجاتے ہیں اور سو جاتے ہیں اور اس دنیا کی سخت
زندگی کا پہلا سبق سیکھتے ہیں ~ درد دل کیواسطے پیدا کیا انسان کو ~ دو چار ہی دن میں بچہ
اس پابندی کا عادی ہوجاتا ہے اور ہمیشہ وقت مقررہ پر اپنی غذا کی خواہش کرتا اور کسیطرح سے تکلیف
دہ نہیں ہوتا سچ ہے ~ چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ ـ نشود خشک جز بہ آتش راست ۔
شروع میں پانچ یا چھ ہفتوں میں صبح کے چھ بجے سے لیکر شام کے ۱۰ بجے تک ہر دو گھنٹہ کے بعد
دودھ پلایا جاتا ہے اور آہستہ ہر دو گھنٹہ کی بجائے ہر تیسرے گھنٹہ کے بعد دودھ پلانا چاہئے اور اگر ایک آدھ
بار رات کو بھی دودھ دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ پہلے ۶ ہفتوں میں کیونکہ اسمیں ہاضمہ تیز ہوتا ہے

نقشہ تقسیم اوقات غذا

عمر	وقت جسکے بعد غذا دیجائے	چوبیس گھنٹہ میں غذا کی تعداد	ہر غذا کی مقدار	کل غذا کا مجموعہ چوبیس گھنٹہ میں
پہلا ہفتہ	دو گھنٹہ	۱۱	۱-۱½ اونس	۱۶-۱۸-۲۰ اونس
دوسرا و تیسرا ہفتہ	دو گھنٹہ	۱۰	۲-۲½-۳ اونس	۲۰-۲۵-۳۰ اونس
چوتھا ہفتہ	دو گھنٹہ	۱۰	۲½-۳ اونس	۲۵-۳۰ اونس
پانچواں "	آڑہائی گھنٹہ	۸	۴ اونس	۳۲ اونس
چھٹا "	اڑہائی گھنٹہ	۸	۴½ اونس	۳۶ "
ساتواں و آٹھواں ہفتہ	اڑہائی گھنٹہ	۸	۵ اونس	۴۰ اونس
تیسرا چوتھا و پانچواں مہینہ	تین گھنٹہ	۶ یا ۷	۶ یا ۷ اونس	۴۲ اونس
چھٹا مہینہ و اسکے بعد	(۳ سے ۴) گھنٹہ	۵ یا ۶	۸ یا ۷ اونس	۴۲ اونس

جب بچہ چھ مہینہ کا ہوتا ہے پہلے ایک ہفتہ اور پھر دو دفعہ دن میں گاے کا دودھ بقدر چھوٹی چا کے پیالہ کے علاوہ ماں کے دودھ کے پینا چاہیے اور اگر اسے کسی قسم کا خلل واقع ہو تو ایک چوتھائی سے قریب پانی دودھ میں ملا دینا چاہیے۔

بچہ کا دودھ کب چھڑانا چاہیے - عام اصول یہ ہے کہ بچہ کا دودھ اسوقت چھڑانا چاہیے جبکہ دانت اچھی طرح سے نکل آئیں کیونکہ دانتوں کا نکلنا اس بات کا اعلان ہے کہ قدرت نے بچہ کو ٹھوس غذا کے قابل کر دیا ہے مگر دانت اکثر اوقات بے ترتیب نکلتے ہیں اسلئے خیال ہے کہ جبتک ۶ ماہ دانت نہ نکلیں بچہ کی غذا کا بڑا حصہ ماں کا دودھ ہونا چاہیے۔ جب بچہ ۶ یا ۷ مہینہ کا ہو تو مصنوعی غذا دینی شروع کر دیں اور پھر اسیطرح مقدار غذا کی بڑھائیں اور بچہ کو اس طرح سے اس بڑے تغیر کے لئے تیار کریں اور اگر اسطرح آہستگی اور قاعدہ کے مطابق عمل کیا جائیگا تو دودھ چھڑانے میں بڑی تکالیف میں سے کسی کا سامنا ہوگا نہ بچہ کو اور نہ ماں کو۔ دودھ چھڑانے کے وقت کے لئے بچہ کی حالت صحت اور نیز ماں کی حالت کا حالت خیال رکھنا چاہیے بڑے بچوں کی غذا کی نسبت صرف یہی کہ دینا

کافی ہے کہ اُنہیں وہی چیز کھلائیں جو وہ خوش ہو کر کھائیں ۔ اور جوان باپ اپنی اوقات کے موافق کھلا سکیں مقدار خوراک کی نسبت صرف یہی کافی ہے کہ بچہ کو زیر نظر کھانا کھلائیں تاکہ وہ چبا کر کھائے ۔ اور آرام سے کھائے تو سطح سے کبھی ضروری خوراک سے زیادہ نہیں کھائیگا ۔ بچے اکثر چرب چیزوں کو ناپسند کیا کرتے ہیں جیسے کہ گھی وغیرہ اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ ایسی چیزیں بچے کے ہاضمہ کو خراب کر دیتی ہیں ۔ اور اس لئے ان کو زبردستی سے ایسی چیزیں کھلانیکی ضرورت نہیں جب ہو تو وہ ان کو خود پسند کرنے لگینگے ٭

اور ایسا ہی بچہ میٹھی کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ میٹھی کا کثرت سے بچہ کا استعمال خراب ہے اور اس کا باقاعدہ استعمال بہت مفید ہے یہ نہ ہو کہ بچہ ہر وقت میٹھا کھاتا ہے ۔ اگر مناسب استعمال کیا جاوے تو بچوں میں یہ چرب چیزوں کے قائم مقام ہے کہتے ہیں کہ میٹھی سے دانت خراب ہو جاتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ میٹھا اُسیوقت خراب ہے جب یہ بدہضمی پیدا کرتا ہے اور اپنا برا اثر سلیوی اور بل سکریشن پر کرتا ہے ٭

راقم شیخ عبدالرحمن میڈیکل سکوڈنٹ

حصہ اوّل

علمی دلائل ۔ مثل ۱ + ۱ + ۱ = ۳

سوال اوّل پر بحث

آیا مرکب غذا جس میں گوشت کی جزو ہو ہمارے جسم کی پرورش کر سکتی ہے یا نہیں ؟

اس سوال کا جواب دینے میں حسب کل مباحثہ کا لفظ پرورش پر ہے پرورش سے کیا مراد ہے غذا کا کیا فعل ہے ؟

ہمارے ناظرین سٹیم انجن سے واقف ہونگے ایک لوہے یا تانبے کا بنا ہوا ڈھانچہ ہوتا ہے جس میں آگ جلا کر پانی گرم کیا جاتا ہے جب بھاپ بنتی ہے تو اس کے ذریعہ سے انجن یا ڈبوائلر انجن میں

حرکت پیدا کرتا ہے گاہ گاہ آگ بجھ جاتی ہے اور اس کو سلگانے و اُکسانے کی ضرورت ہوتی ہے کبھی کوئی پہیہ یا پرزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اُسکی ترمیم مرمت کرنی پڑتی ہے +

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انجن میں حرکت بالارادی نہیں جسکی وجہ سے وہ خود نہ تو لکڑی جلا سکتا ہے نہ ترمیم و مرمت کر سکتا ہے بلکہ اُن کل افعال کے انصرام کے لئے اُسے بیرونی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں تجربہ سے یہ بھی معلوم ہے کہ مختلف قسم کی لکڑی مختلف درجہ کی حرارت پیدا کرتی ہے۔ مختلف قسم کے پانی مختلف درجہ حرارت پر اُبلتے ہیں و سٹیم بنتی ہیں چنانچہ لکڑی اور پانی مہیا کرتے وقت ہم اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں کہ لکڑی اس قسم کی ہو جس سے حرارت زیادہ پیدا ہو اور پانی وہ لیں جو جلد جوش کھائے +

ترمیم کے وقت ہمیں اس بات کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے کہ ہم لوہے کی شکست کو لوہے سے مرمت کریں اور تانبے کو تانبے سے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو جوڑ ٹھیک نہیں بیٹھتا اور اگر بیٹھ بھی جاتا ہے تو اکھڑ جانے کا اندیشہ رہتا ہے تو انجن اور اسکی تحریک میں اُن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے

(۱) انجن (۲) لکڑی و پانی	حرارت پیدا کرنے کے لئے
(۳) لوہا و تانبا	مرمت کے لئے
(۴) بیرونی طاقت	آگ جلانے۔ تحریک دینے مرمت کرنے کے لئے

اب ہم ان چار چیزوں کو بلحاظ غذا یا اوجی دو میں تقسیم کر سکتے ہیں +

اوّل۔ غذا جس میں شامل ہے +

(۱) لکڑی و پانی۔ پوٹینشیل[۱] انرجی مہیا کرنیکو +

---

[۱] پوٹینشیل انرجی کیواسطے اردو زبان میں کوئی لفظ نہیں اور اگر کوئی ہو تو مجھے معلوم نہیں مگر اُسکی مثال یوں سمجھنی چاہیے فرض کرو ایک من لکڑی جلانے سے سٹیم انجن میں اتنی طاقت پیدا کی جا سکتی ہے کہ وہ پانچ سو من بوجھ پچیس فٹ (بقیہ صفحہ

(۱) ابوہا وتانبا بتر میم و مرمت کے لئے

(۲) بیرونی طاقت آگ سلگانے اور لکڑی جلانے کو۔

دوئم - غذا کا کھانیوالا جس میں شامل ہے +

(۱) انجن -

(۲) بیرونی طاقت - تحریک دینے اور مرمت کرنے کو۔

ان اشارات سے ناظرین کو ہمارے تشبیہہ کا پہلو معلوم ہو گیا ہوگا مگر چونکہ ہمارے جسم اور انجن کی ساخت میں بڑا فرق ہے - لہذا اس تشبیہہ کو زیادہ طول دینا مناسب نہوگا +

راقم بھولا ناتھ

نسخجات

مقوی اعصاب و دماغ

لائکوار اسٹرکنینا - ۵ بوند	لائکوار آرسنکیلس ۳ بوند
ٹنکچر آرنشیای ۲۰ بوند	ٹنکچر زنجبیرس ۱۰۰ بوند -
سپرٹ کلوروفارم ۱۰ بوند	ڈسٹلڈ واٹر - ایک اونس

لے ایک خوراک صبح شام غذا کھاتے ہی پینا چاہیے +

سردی سے زکام ہو کر کھانسی لگجائے تو اس نسخے سے نہایت عجیب فائدہ ہوتا ہے

وائنم ایپی کاک - ۲ ڈرام	ٹنکچر کیمفر کمپونڈ - ۲ ڈرام
سپرٹ کلوروفارم - ۲ ڈرام -	سرپ سلا ملاکر ۲ اونس

اس میں ایک چھوٹا چمچہ چار پینے کا ۴-۴ گھنٹے کے بعد

کی بلندی پر پہنچا سکے تو کل طاقت جو اس فعل میں صرف ہوگی = ۵۰۰ × ۵۰ = ۲۵۰۰۰ فٹ من یعنے اتنی طاقت جو ۲۵۰۰۰ من کو ایک فٹ اونچا لے جا سکے یا ایک من کو ۲۵۰۰۰ فٹ بلندی پر لے جا سکے تو ظاہر ہے کہ اتنی طاقت ایک من لکڑی کے اندر پوشیدہ یا پوٹینشل حالت میں تھی +

اعتذار

ناگزیر وقعات پیش آجانیکی وجہ سے خاکسار عرصہ دو ماہ سے سفر میں ہے اسیواسطے نہایت افسوس سے عرض کیا جاتا ہے کہ نہ رسالہ وقت پر نکل سکا اور نہ اس کی صحت پر کامل توجہ مبذول ہو سکے گذشتہ نمبر بہت ہی غلط چھپا ہے یہانتک کہ اس کا ٹائٹل پیج بھی غلط ہو گیا ماہ اپریل کا نمبر تھا اور مئی اسپر لکھا گیا ناظرین با تمکین فروگذاشتوں کو معاف کریں آیندہ ہم اس کی تلافی کر دینگے +

راقم خاکسار مینیجر

دیسی خالص ادویہ کی ایجنسی

ہماری کارخانہ میں ہر ایک قسم کی انگریزی ادویہ کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے نہایت اعلیٰ قسم کی ادویہ منگاتے ہیں اور فائدہ عام کی خاطر ہر ایک قسم کی تکلیف اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں عمدہ و تازہ ادویات بڑی احتیاط اور صفائی سے خاص اصول فن فارمیسی (دوا سازی) کے مطابق تیار کر کے بہت اچھی قیمت پر بیچی جاتی ہیں ڈاکٹروں کے نسخے تیار کرنیکو ایک سند یافتہ اپاتھیکری مقرر ہے رفیقوں کو بھی مشورہ دیا جاتا ہے و حضرت غالب کے شعر سرمہ مفت نظر ہوں میری قیمت یہ ہے + کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا پر عمل کیا جاتا ہے

اب ہمنے طب قدیم کی خدمت بجا لانیکی غرض سے یہ انتظام کیا ہے کہ دیسی ادویہ عمدہ اور خالص یقین کیلیے مہیا ادویہ تاکہ طب قدیم کے چہرہ پر سے یہ داغ بدنامی اٹھ جاوے کسی ایک لائق طبیب نے ہمارے اس کام کی نگرانی کا ذمہ اٹھایا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہم کو اس مرحلہ میں بہت کچھ کامیابی ہوگی جو جو دیسی صاحب کو درکار ہوں ہم نہایت اچھی کمیشن پر بہم پہونچانے کو تیار ہیں +

خاکسار حافظ فضل احمد ایڈیٹر الصحت مالک میڈیکل ہال لاہور

انعامی اشتہار

دس روپیہ کا انعام اس شخص کیواسطے جو مفصلہ ذیل سوال کا جواب لکھے اور جس کے جواب سب سے اول نمبر پر منظور ہوں

سوال وہ کونسی ادویات ہیں جنکا ایک مسافر کو ساتھ لیجانا ضروری اور مفید ہے منجملہ انکے کس قسم کی سفوفات ہوں کس قسم کی گولیاں

شرائط (۱) جواب لکھنے والا رسالہ الصحت کا خریدار ہو (۲) جواب مدلل یا دلائل ہو (۳) ایڈیٹر کا فیصلہ قطعی سمجھا جائیگا +

المشتہر حافظ فضل احمد - ایڈیٹر الصحت

اشتہار

یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوتا ہے اس کے مقاصد حسب ذیل ہیں +

اول - طب یونانی و طب انگریزی کے اصول پر مدلل گفتگو کرنا اور خاص خاص مسایل میں محاکمہ کرنا +

دوم - کتب طبیہ جدید تصنیف یا ترجمہ شائع کرنا +

سوم - اس زمانے کے ماہر اطبا کے تجربوں کو شائع کرنا - وغیرہ وغیرہ

(۱) یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوا کریگا +

(۲) قیمت سالانہ [illegible] پیشگی - مابعد کا کوئی حساب نہیں +

(۳) تمام خط و کتابت متعلق رسالہ بنام ایڈیٹر ہونی چاہئے اور زر و کتابت متعلق معاملات زر و درخواست خریداری بنام مہتمم ہونی چاہئے +

حکیم [illegible] احمد [illegible] آبادی مینجر الصحت چوک متی - لاہور

اطلاع - جن صاحبوں کے نام رسالہ بلا درخواست ارسال کیا جاتا ہے وہ براہ مہربانی منظوری خریداری سے ایک مہینے کے اندر اطلاع دیویں بحالت خاموشی مستقل خریدار سمجھے جاوینگے +

اطلاع

مشہور و معروف فاضل ٹامس کارلائل صاحب کے لکچر ہیروز کی نسبت جو مشہور ہیں جس میں انہوں نے بڑی بے تعصبی سے آنحضرت کے لائف لکھی ہے اسکا اردو ترجمہ چھپکر کارخانے میں موجود ہے جس کو شوق ہو ۳ر قیمت ہے ایڈیٹر رسالہ سے طلب کرے +

الصحۃ

Assehat

جلد ۱	بابت جون سنہ ۱۸۹۴ء	نمبر ۵

Assehat

ایک طبی ماہوار رسالہ جس میں علوم طب قدیمہ و طب جدیدہ

دونوں سے بحث ہے

مرتبہ

ڈاکٹر حافظ فضل احمد صاحب مالک

امپیریل میڈیکل ہال انارکلی لاہور

مطبوعہ خادم التعلیم پریس لاہور میں چھپا

امپیریل میڈیکل ہال لاہور کی مجرب ایجاد ہربل الٹریٹو

یعنی

مصفی خون مرکب نباتی

انسان کی زندگی کا انحصار خون پر ہے۔ اگر اس میں کسی وجہ سے کمی ہو جاوے۔ یا جو صفات اس میں ہونی چاہئیے وہ زائل ہو جاویں یا اس میں سے کسی قسم کا نقص عائد ہو جائے تو اس کا اکثر انسان کے ہر عضو پر پہنچتا ہے معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے جگر بھی اپنا کام ٹھیک نہیں کرتا۔ دماغ بھی ضعیف ہو جاتا ہے رگ پٹھے بھی سست ہو جاتے ہیں غرضکہ کوئی عضو بھی ٹھیک حالت میں نہیں رہتا ٭

ہم نے نہایت کوشش و محنت سے اس مرض کے واسطے "ہربل الٹریٹو" تیار کیا ہے یہ مرکب صرف نباتی اجزا سے بنا ہوا ہے اور خون کی کدورتیں رفع کرنے کے واسطے اور نیز خون صالح پیدا کرنے کے لئے تیر بہدف ہے چند روز کے استعمال سے خون کا رنگ اصلی حالت پر آنے لگتا ہے اور تمام اعضا میں قوت و توانائی معلوم ہوتی ہے چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے زردی سیاہی ہوا ہو جاتی ہے تمام جسم میں قوت پیدا ہو جاتی ہے معدہ صحیح حالت پر آجاتا ہے قبض کی شکایت بالکل رفع ہو جاتی ہے بدہضمی اور درد شکم پاس نہیں پھٹکنے پاتے۔ گرانی سر زردی چشم ضعف اشتہا پاس نہیں آنے پاتیں بواسیر کے واسطے بھی یہ مرکب نہایت مفید ہے ایکدفعہ آزما دیکھئے اور لطف اٹھائیے قیمت صرف عہ استعمال کی ترکیب بوتل پر چسپاں کثیر التعداد سرٹیفکیٹون کے چند بطور تصدیق یہاں پر درج کئے جاتے ہیں ٭

(۱) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل الٹریٹو تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب میڈیکل پریکٹیشنر لاہور میں نے خود بھی استعمال اور نیز اپنے مریضوں کو استعمال کرایا ہے اسے قبض و گرمی خلل جگر تصفیہ خون اور بدہضمی میں نہایت مفید پایا دستخط جناب ڈاکٹر سید میر شاہ صاحب

(۲) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل الٹریٹو تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب سوء ہضمی اور قبض مزمن کی بیماریوں کیواسطے نہایت مفید ہے اس کا بہت مزہ خوشگوار ہے اور اس کی خوشبو دلپسند ہے خورد سال بچے اور نازک اور نفیس طبع آدمی نہایت آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں ٭

دستخط ڈاکٹر بھگوانداس صاحب ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازدیاد عمر کی تدابیر عالم پیری کا علم

ہم نے سیر سرائے فانی دیکھی — سب چیز یہاں کی آتی جاتی دیکھی
جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا — جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

عالم پیری کی شکایت زبان زد خلائق ہو رہی ہے جس کو دیکھو بڑھاپے کی شکایت کرتا ہے مگر پوچھو کتنے خوش نصیب آدمی ایسے ہوتے ہیں جن کو عالم پیری کی بہار کچھ عرصہ تک دیکھنے نصیب ہوتی ہے۔ موجودہ زمانہ مین عمرین اسقدر کم ہوتی جاتی ہین کہ اس مسئلہ پر خاص توجہ ہوئی ہے۔ ہم اس مضمون مین مفصلہ ذیل امور پر بحث کرینگے۔

عالم پیری اور ازدیاد عمر کے وسائل خصوصیات بدنی و دماغی متعلقہ عالم پیری۔ غذا اشغال۔ اور عادات جو بڑھاپے کے لئے موزون و مناسب ہین ✤

تمام سفر زندگی تین منزلوں مین تقسیم ہوسکتا ہے۔ سنہ نمبر ۱-۲۵) [illegible]

سنہ انحطاط ۵۰ ۔۔ ۵۰ برس بڑھاپا اس تیسری منزل کے کسی درجے میں آ پہونچتا ہے ۔ جو ضروری نہیں کہ آخری منزل کا دور صرف ۵۰ برس ہی پیچھے ہو جاوے کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ۱۰۰ برس تک عمر پہونچ جاوے اور بڑھاپا اپنے عوارض کے ساتھ حملہ آور نہ ہووے مگر اس کا عکس بھی درست ہے بعض شخص ایسے بھی گذرے ہیں کہ ۳۵ سال کی عمر سے پہلے ہی بڑھاپے کی مصائب آ موجود ہوئے ہیں ۔

انسان کے لئے عمر طبعی کی انتہا مقرر کرنا بڑا مشکل کام ہے جو عمریں آج تک ثابت کی جا چکی ہیں محض فرضی اصول ہی پر ہیں اور کوئی مستقل قانون اس کے لئے بیان نہیں کیا گیا ہم اپنے ملک کے حال سے قطع نظر کریں تو دوسرے ممالک شایستہ مثلاً یورپ کی تاریخ ہم کو اس بات کا یقین دلا دیتی ہے کہ جیسے جیسے اصول حفظان صحت کی پابندی بڑھتی جاتی ہے ویسے ویسے انسان کی عمریں بھی ترقی پر ہوتی جاتی ہیں محققین یورپ نے موت و پیدائش کے رجسٹروں کے مقابلے سے مفصلہ ذیل نتائج نکالے ہیں کہ فی ہزار آدمی ۱۰۰ آدمی ۷۵ برس تک زندہ رہتے ہیں ۳۰ آدمی ۸۵ برس کی عمر پاتے ہیں اور ۲ آدمی ۹۵ برس تک پہونچتے ہیں ۔

سلسلہ کائنات کی دوسری چیزوں سے اگر انسان کی زندگی کا مقابلہ کیا جاوے تو وہ بہت ہی تھوڑی نکلتی ہے مثلاً نباتات کا حال دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض درختوں کی عمریں ایسی بڑی ہوتی ہیں کہ ان کے سامنے انسان کی عمر ایک نہایت ہی خفیف شئے ثابت ہوتی ہے جیسی کینڈال نے جو نقشہ درختوں کی عمر کا لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اخروٹ کی عمر ۹۰۰ سال ہوتی ہے زیتون کی ۷۰۰ سال شاہ بلوط کی ۱۵۰۰ سال اور بیاب کی جو ایک قسم کا بڑ ہے ۵۰۰۰ برس ۔

ڈاکٹر جیمز جیکسن کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ مچھلیوں کی عمروں کی

دوسرا پہلو ہے حیوانی جو مشتمل ہے۔ اُس زور کے صرف پر بذریعہ اعصاب یا عضلات کے جون جون کہ عمر بڑہتی ہوتی جاتی ہے حیوانی زندگی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور آدمی رفتہ رفتہ صرف نباتی زندگی سے سروکار رکہنے لگتا ہے۔ صرف کھانے پینے اور زندگی کے ضروری حوایج سے سروکار رہجاتا ہے باقی جملہ دیگر علایق سے قطع تعلق ہوجاتا ہے +

یون دیکھو تو یہ علایق سے انقطاع تعلق اور کاروبار سے بے پروہی اپنے طور مفید بھی ہوتی ہے کیونکہ تعلقات جب آہستہ آہستہ چھوٹتے جاتے ہین اُن سے وابستگی رفع ہوتی جاتی ہے تو جب رخت رحلت باندھ کر چلنے کا وقت آتا ہے اُسوقت قید علایق سے چھوٹا ہوا خوش نصیب آدمی خوشی خوشی دنیا کو چھوڑتا ہے +

بڑہاپے مین زندگی کے لیے خاص خاص خطرات ہین۔ اور بعض خاص آسانیان بھی ہین مثلاً صغر سنی مین جہان حرارت ذرا سی تحریک پر فوراً چڑھ جاتی ہے بڑہاپے مین ذرا بھی نہین بڑہتی بڑہے آدمی کی طبیعت کبھی امراض حادہ کی طرف مایل نہین ہوتی اگر کسی آدمی کی عمر ۸۰ سے متجاوز ہو جائے تو پہر اُس کا کسی حاد مرض مین گرفتار ہونا بہت شاذ و نادر دیکھنے مین آتا ہے ہڈیان چونکہ بہت کمزور اور ہلکی ہوتی ہین اس سبب سے آسانی کسر استخوان واقع ہوجاتا ہے مگر پہر وہ بہت جلد جڑ جاتی ہین جن لوگون کی عمریں سو سے بھی تجاوز کرگئی ہین اُن کی ہڈیان بھی جڑ جانے مین مضایقہ نہیں کرتین پہوڑے اور زخم جوانون کی بہ نسبت بہت جلد اچھے ہوجاتے ہین امراض حادہ مثلاً نمونیا سرخ بادہ امراض سے بڑہے اسی جلد شفا پاتے ہین کہ دیکھکر تعجب آتا ہے اس کی وجہ غالباً یہ معلوم ہوتی ہے کہ بڑہون مین اعضائے انسانی نے مدتون باہم ملکر ایک دوسرے کی ہمدردی سے

کام کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس سبب سے اُن کی باہمی ہمدردی کسی خاص عضو پر زیادہ بار نہیں پڑتا اور وہ سب ملکر خوب کام کرتے ہین مثلاً پُرانے سپاہی جنہون نے مدتوں تک کام کیا ہوتا ہے اور معرکے کی لڑائیون مین نبرد آزمائی کی ہوتی ہے وہ اُن نوجوانون کی بہ نسبت جو ابھی ابھی فوج مین آکر شامل ہوئے ہین کہین زیادہ تاب مقاومت حملہ حریف رکھتے ہین مگر ہان یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بڑھاپے مین طبیعت کے اندر یہ میلان ضرور پیدا ہوجاتا ہے کہ خفیف خفیف سی مرضین بھی مزمن ہوجاتی ہین ؀

بڈھوں کی خبرداری اور عالم پیری کا انتظام جس سے طول عمر بآسانی حاصل ہوسکے یہ ہے کہ غذا مقدار مین معتدل اور خاصیت مین زود ہضم دی جاوے جسم کو گرم رکھا جاوے۔ اور زندگی رنج و محنت کے طوفان سے مطمئن ہو۔ ان سب مین مقدم غذا ہے جو شمع زندگی کے لئے بمنزلہ تیل کے ہے اگر ممکن ہو تو غذا کوئی خاص مقرر نہ کرین تعین غذا کوئی ضروری امر نہین۔ جسقدر آدمی کی عمر پچاس سے زیادہ ہوگی اسیقدر کم غذا کی اُس کو حاجت ہوگی لوئی جی کارنیرو جس نے سو برس کی عمر پائی ہے گو نہایت نحیف بدن کا تھا۔ ۱۲ اونس غذاے خشک کھایا کرتا تھا اور ۱۴ اونس پانی پیتا تھا۔ اس کے دوستون نے اُسے ترغیب دے دے کر زیادہ کھانے پر مجبور کیا۔ تو اُس سے وہ بہت سخت بیمار ہوگیا البومن کی قسم کی بہت تھوڑی غذا درکار ہوتی ہے صرف اُتنی ہی دینی چاہیئے جو بآسانی ہضم ہوسکے۔ انگیٹھی کو کوئلون سے بھر دینا ضروری نہین بلکہ اُسیقدر کوئلون کا ڈالنا فائدہ مند ہے جسقدر کہ بآسانی جل سکین۔ بچے کے لئے جو غذا تجویز کرتے ہین وہی بڈھے کے لئے بھی موزون ہے روٹی۔ دود اور شہد نہایت مناسب اشیاے غذا ہین۔ گرم دود اور اس مین تھوڑی سی بلان کی فوٹو ملاکر رات کو پلادو۔ پہل بھی مفید ہین بشرطیکہ خوب پختہ ہون غذا گرما گرم

ہضم چاہیے۔ غذا کی اوقات کی پابندی بڑی لازمی چیز ہے ۔

لباس کے لئے دو صفتیں ضروری ہیں وہ گرم بھی ہو اور ہلکا بھی ہو سردی کے موسم میں پوستین یا سمور نہایت ہی موزون لباس ہے۔ جسم کے اوپر فلالین کا کرتہ ہو ہاتھ پاؤں پر خوب دستانے اور موزے ہوں بستر خوب گرم ہو ۔

اس بات کا بہت خیال رہے کہ کوئی معمر آدمی بستر میں سردی نہ کھاوے بستر کے کپڑے ایسے ہوں جس سے سردی کا امکان ہی نہ رہے رات کے دو بجے یا اُس کے قریب اکثر موتیں واقع ہوتی ہیں کیونکہ اس وقت حرارت بہت کم ہو جاتی ہے اس لئے بستر کا خوب خیال رکھو کہیں سردی باعث موت نہ ہو ۔

بڈھوں کے غور پرداخت کے متعلق بعض عام امور لوگوں میں مشہور ہو رہے ہیں حالانکہ وہ سراسر غلط ہیں ۔

(۱) بڈھوں کے لئے بڑی مرغن اور طاقتور غذا ہونی چاہیئے ۔

(۲) بڈھوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے بہت سویرے خواب سے بیدار ہوں ۔

(۳) سرد پانی سے غسل کرنا بڈھوں کے لئے مفید ہے حالانکہ اس میں سراسر خطرے ہیں بلکہ خوف ہلاکت ہے ۔

(۴) غذا کو ہضم کرنے کے لئے مقوی ہاضمہ ادویہ کا وقتاً فوقتاً استعمال کرنا نہایت ضروری ہے حالانکہ جسقدر ادویہ سے گریز کیا جائے اتنا ہی مفید ہے ۔

(۵) ایک خاص غذا مقرر کر لی جائے اور ہمیشہ اس کی پابندی لازمی سمجھی جائے حالانکہ ایسا کرنے سے بیحد نقصان ہے ۔ اختلاف و نیرنگی غذا کے لئے نہایت ضروری بات ہے ۔

بڑھاپا دو قسم کا ہوتا ہے - ایک وہ جو طبعی ہے اور دوسرا وہ جو جوانی میں سے قبل از وقت آدمی کو آگھیرتا ہے - تو یہ بخوبی سمجھ لینا چاہئے کہ ہم اس مضمون میں طبعی بڑھاپے کا ذکر کر رہے ہیں ۔

حیوانات میں موت بلا تاخیر واقع ہوتی ہے اُن میں بڑھاپے کی زحمت بہت کم اُٹھانی پڑتی ہے اور ضعف و ناتوانی کے صدمے سہنے نہیں پڑتے نہ زمین پر یوں ہیں گھل گھل کر اور برسوں کے صدمات اُٹھا اُٹھا کر بہت کم جانور مرتے دیکھے ہیں جب جانور ضعیف و نکمے ہو جاتے ہیں تو اُن کے حریف اُنپر حملہ آور ہوتے ہیں اور ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیتے ہیں اسی طرح قدرت نے نہایت رحم سے تدارک کر دیا ہے اُن جانوروں کا جو ہمدردی کے مفہوم سے ناآشنا ہیں ۔

(باقی آیندہ)

ایڈیٹوریل نوٹ

دایاں ہاتھ یا بایاں

جملہ اقوام عالم دہنے ہاتھ کو بائیں پر ترجیح دیتے ہیں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ ترجیح عادت رسم و رواج اور تربیت کے اثر سے پیدا ہوئی یا قدرتی اور طبعی ہے سر چارلس بیل کا قول ہے کہ یہ ترجیح جو آدمی داہنے ہاتھ کو دیتے ہیں تعلیمی یا رسم و رواج کی بندشوں سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ اسکا سبب طبعی میلان ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ بعض آدمی فطرتاً ایسے پیدا ہوتے

ہین کہ اُن مین بایان جانب زیادہ مضبوط ہوتا ہے بہ نسبت داہنی کے اُن مین
قدرتی طور پر کام کرنے کی استعداد بائین ہاتھ مین زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے آدمی سخت مجبور
ہوتے ہین کہ خلاف دستور ملک رسم و رواج سوسایٹی بائین ہاتھ سے زیادہ کام لین عزیز
و اقارب خویش و بیگانہ سب اُن کو نمایش کرتے ہین کہ داہنے ہاتھ سے کام لو ہر ایک
قسم کی ترغیب اسی طرف توجہ دلاتی ہے کہ وہ داہنے ہاتھ کو ہی ترجیح دین مگر وہ بے بس
ہین نہین کر سکتے۔ پھر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ان کی فطرت ہی
ایسی واقع ہوئی ہے جو عام اصول سوسایٹی سے مستثنٰی ہے +

گوشت کھانیوالے

انسان کے کئی گروہ ایسے ہین جو صرف گوشت پر گذران کرتے ہین یہ لوگ دوسرون
کی نسبت زیادہ جفاکش اور مستعد ہوتے ہین اور تعجب یہ ہے کہ اُن کو دوسرون کی
بہ نسبت بیماریان بھی کم ہوتی ہین سر فرینس کا قول ہے کہ

جنوبی امریکا کے باشندے تمام سوار ہین اور زندگی کا زیادہ حصہ گھوڑے
کی پشت پر خرچ کرتے ہین باوجود موسم کی شدائد کے جو گرمی مین نار افشان ہوتا ہے اور
زمستان مین زمہریر نہ مغلوب ہونے والے جری مرد بالکل برہنہ مادر زاد ہوتے ہین اور ان کے
اوپر سر ڈھکنے کے لئے کوئی کپڑا نہین ہوتا۔ ان کے پاس نہ روٹی ہے۔ نہ پھل پھول ہے
صرف گھوڑیون کا گوشت اُن کی غذا ہے جس پر اُنکی زندگی کا دار و مدار ہے +

ادویہ کے معتد یاد رکھنے کا آسان طریقہ

(۱) تمام۔ افیونون (افیمالدون) کی خوراک ایک سے لیکر ۲ اونس تک سوائے

انفیوژن ویجیٹیبلیس کے جس کی خوراک دو سے ایک یا ۴ ڈرام تک ہے +

(۲) تمام سمیات ٹنگچروں کی خوراک ۵ سے ۲۰ بوند ہے سوائے ٹنگچر اکونٹ کے جس کی خوراک ایک سے ۵ بوند ہے +

(۳) جملہ وائین (شراب) کی خوراک نصف ڈرام سے ایک ڈرام تک ہے سوائے وائین اوپیم کے جس کی خوراک ۵ سے ۵۰ بوند ہے +

(۴) تمام زہردار خشک اکسٹریکٹ نصف گرین کی خوراک میں دے سکتے ہین سوائے اکسٹریکٹ کالابارہین کے جس کی مقدار ۱/۱۶ سے ۱/۴ گرین ہے +

(۵) تمام رکیک ایسڈ ۵ سے ۲۰ بوند تک دے سکتے ہین۔ سوائے ڈیلیوٹ ہائیڈروسیانک ایسڈ کے جس کی خوراک ۲ سے ۸ بوند تک ہے +

(۶) تمام اکوا (عرق) ایک سے ۲ اونس تک دے سکتے ہین سوائے ایکولارو سہرے سائی اور اکوا امونیا کے جس کی خوراک ۱۰ سے ۳۰ بوند ہے +

(۷) تمام شربت۔ خوراک ایک ڈرام +

(۸) جملہ مکسچر ۱/۲ سے ۱ اونس تک +

(۹) جملہ سپرٹ۔ ۱/۲ سے ایک ڈرام +

(۱۰) جملہ ایسنیشل آیل ۱ سے ۵ بوند +

دایہ کی غذا

دایہ کی غذا کا مسئلہ بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ بچہ کی غذا کا مسئلہ۔ مگر افسوس ہے کہ اس پر بہت ہی کم توجہ کی جاتی ہے۔ یہانتک کہ کتب طبیہ مین بھی اس مسئلہ پر بہت کم بحث ہوتی ہے ✣

عموماً یہ قاعدہ ہے کہ وہی لوگ دایہ دودھ پلانے کے لئے رکھتے ہین جو سوسائیٹی مین اعلےٰ درجہ کی حیثیت رکھتے ہین یہ لوگ اپنے مذاق وحیثیت کی غذا دایہ کو بھی دینے لگتے ہین دایہ جو عموماً غریب حیثیت اور ادنےٰ طبقہ کی عورت ہوتی ہے اس نئی آسامی کا کام شروع کرتے ہی اُس کو شہریون اور امیرون کی ایسی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے غذا مین گوشت زیادہ ملتا ہے حالانکہ اس سے اُس کی مزاج وطبیعت مین ایک نمایان فرق آجاتا ہے۔ دودھ کی مقدار اور خاصیت دونون مین تبدیلی ہوجاتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ دایہ کو وہی غذا دیجائے جو اس کے مناسب حال ہو۔ اور جو تبدیلی غذا مین کرنی منظور ہو وہ بہت آہستہ آہستہ اور سوچکر کیجائے ✣

مختصر نوٹ چند ادویہ کے خواص پر

اکیسالجیس تین تین گرین کی خوراک مین نہایت مفید ہے وجع المفاصل اور وجع العصب مین ✣

پکرک ایسڈ نہایت ہی مفید ہے بالائی برش (جلی ہوئی مقامات) کے لئے ✣

ویجیٹال ڈیجیٹیلیس۔ پوری ستا دمین اور ہمراہ دوڈنیمونیا کے لئے بہت مفید ہے

اسٹرکینیا کی پچکاری زیر جلد - بہت فائدہ بخش ثابت ہوئی ہے - فالج میں اور مارگزیدہ میں +

نی ٹرے سے ٹین خراش مثانہ کا خاص علاج ہے +

کونین - اگر بذریعہ پچکاری زیر جلد دی جاوے - تو بخار بہت جلد رفع ہوجاتا ہے منہ کے راستہ کھانے سے کونین دیر بعد اثر کرتی ہے +

ایٹروپین - بذریعہ پچکاری زیر جلد - ایک نہایت عمدہ تریاق ہے مارفیا کے زہر کا +

مراسلات

دال مونگ

ہمارے عنایت فرمائے دیسی اطبا کی یہ دال ایسی زبان زد ہو رہی ہے - کہ ہر ایک بیماری میں عموماً اور ہر ایک قسم کے بخار کیواسطے خصوصاً نادرشاہی حکم ہے اور یہ دال ایسی خوش ذائقہ ہو کہ کھانا تو بجائے خود اس کی شکل سے ہی بیمار کی طبیعت بیزار ہوتی ہے حالانکہ بہت از دیاد صحت کا طبیعت پر منحصر ہے صرف اتنا خیال رکھنا ہے کہ مضامرض کوئی غذا نہ ہو اگر کسی قدر مفید بھی نہ ہو تاہم طوا ال سے صلاح ممکن ہے مجھکو اکثر اطبا سے سابقہ پڑا ہے تو غالباً ان حضرات کا تکیہ کلام ہر حالت میں دال مونگ ہی ہے غور سے دیکھو تو خود اکثر حضرات طبیب حالت صحت میں عموماً اور بیماری میں خصوصاً اس دال سے مطلق رغبت نہیں فرماتے - بندہ کو ایک لائق حکیم صاحب کی تیمارداری میں جانے کا اتفاق ہوا

جوشری یعنے بیماری پت مین عرصہ مین عرصہ تک بیمار اسے مبتلا تھی غذا اور دوا کے بارہ مین جب اُنسے گفتگو ہوئی
تو آپنے کہا کہ مجھسے سوائے گوشت کے اور کوئی غذا نہین کھائی جاتی مینے کہا کہ حضرت امراض
دموی مین تو عموماً خاص کر صفراوی مزاجون کو گوشت مضر ہے تو آپ نے فرمایا کہ مین
آلو بخارا یا لیمون ڈال کر اصلاح کر لیتا ہون علی ہذا ایک اور حکیم صاحب سے ایسا ہی اتفاق
ہوا وہ بعارضہ بخار بیمار تھے وہ حضرت بھی دونون وقت گوشت ہی کھاتے تھے ہر چند دال
کیواسطے کہا مگر نہ پذیر اکیا - پہر حضرات اس قول پر کیون نہین عمل کرتے - آنکہ برخود نہ
پسندی بر دیگران مپسند - اس مین کوئی کلام نہین کہ دال مونگ غذا لطیف مصلح
الکیموس اور سریع امراض حارہ حادہ کے واسطے اعلیٰ درجہ کی غذا ہے الا بطے الانحدار
اور امراض باردہ کے مخالف - یہ غذا موسم گرما اور بہار صاحبان مزاج گرم اور حمیات
حارہ حادہ کے لئے ہے تپہائے بلغمی سوداوی کے مسکن حرارت وحدت
والتہاب صفرا اور خون کے ہے - اور بعکس اس کے بوڑہون کو اور جن کی معدہ مین
رطوبات اور اخلاط فاسدہ موجود اور نفخ وغیرہ موجود ہوہت بہاری ہدار اطباء کا طبیعت کی تقویت
پر ہے جو غذا اصد مرضی ہو نہ کہلائی جاوے مگر دنیا کے کل حبوبات اور بقولات لحومات پر
کیون اس کو ترجیح دیجاتی ہے اگر اس گذارش پر بھی کوئی خاص خیال صاحبان کو اس
غذا کے کہانے پر ہو تو تردید باصواب سے ممتاز فرمایا جاوے اسپر جو خیال ناقص مین آویگا
پہر عرض کرونگا +

راقم خاکسار علی احمد مینیجر الصحت -

ہماری غذا کیسا ہونی چاہئے

جناب اڈیٹر صاحب کچھ عرصہ سے آپنے الصحت کے کالمون مین دلچسپ بحث

شروع کی ہے کہ انسان کے لیے غذا حیوانی زیادہ تر مفید ہے یا غذا کے نباتی میں بھی ان لوگوں میں سے ہون جو اس مضمون سے بہت کچھ دلچسپی رکھتے ہیں مگر آپ کے شیرین رقم نامہ نگار کا مضمون ابھی بہ تمامہ میری نظر سے نہیں گذرا اگرچہ میں اس بحث سے کچھ ایسی دلبستگی اپنے اندر دیکھتا ہون کہ کچھ لکھے بغیر نہیں رہ سکتا +

میں بغیر تمہید و بغیر تامل اپنی اصل رائے ظاہر کئے دیتا ہون - کہ نہ ہم کو گوشت سے نفرت کرنی چاہیئے اور نہ گھانس پھونس سے نہ ہم ایسے بنائے گئے ہیں - کہ ہم کو دونو قسم کی غذا کھانی چاہیئے ہماری غذا کی نالی کی طوالت درمیانے درجے کی ہے اس کے سوائے ہمارے دانتون کی ساخت صاف کہے دیتی ہے کہ ہم کو مرکب غذا کھانی چاہیئے یعنے ایسی غذا جس میں حیوانی اجزا بھی ہوں اور نباتاتی بھی +

چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں سے ایک نے لکھا ہے - کہ متابعین فیثا غورث کا قول تھا - کہ تنور شکم کے گرم کرنے کے واسطے جانورون کا ذبح کرنا سخت درجہ کی بیرحمی ہے اور اسیواسطے صرف نباتاتی غذا کا کھانا مناسب ہے وہی مصنف آگے چلکر لکھتا ہے کہ آجکل بھی بعض خبطی اسی اصول پر کاربند ہوتے ہیں مگر صیغۂ فطرت کی ہدایتیں ہم کو کچھ اور ہی تلقین کرتی ہیں اور اگر ہم اُن پر ایمان رکھتے ہوں تو ہمیں ایک لحظہ بھی شبہ نہیں کرنا چاہیئے کہ مرکب غذا (یعنے جس میں حیوانی اور نباتاتی مُنوّ اجزا شامل ہون) ہماری صحت و طاقت کے واسطے نہایت ضروری ہے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے . کہ ہمارے لیئے نباتاتی غذا بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ حیوانی +

اسی مضمون پر ہم ڈاکٹر نین کیلشر صاحب کی رائے نقل کرتے ہیں کہ صاحب ممدوح کی رائے بھی مضمون غذا پر ایک سند سمجھی جاتی ہے - اُن کا قول ہے کہ " میں انسان کے لیئے ایک مرکب غذا کا حامی ہون اور میں تم کو اس مشہور قول کیطرف توجہ دلاتا ہون جو عام مشہور ہو رہا ہے کہ انسان کو حیوانی غذا کی ضرورت نہیں جو

* جس مضمون کا آپنے اشارہ کیا ہے وہ ایک لیفلٹ کے فارم میں چھاپا گیا ہے اور تمام و کمال چھپا ہوا ہمارے پاس فروخت کو موجود ہے چونکہ مضمون علیحدہ چھپ چکا ہے اس سبب سے اسکو ہم کے رسالہ میں دوبارہ چھاپنے کی ضرورت نہیں +

لوگ یہ رائے رکھتے ہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ فعل ہادم بنیان اخلاق ہے اور جانور کی جان لینا نہایت نامناسب اور شرارت کی بات ہے۔ مگر یہ خیال ایک فضول خیال ہے۔ قادر مطلق نے بعض ایسے جانور پیدا کئے ہیں جو نباتات پر گذارہ کر ہی نہیں سکتے۔ اور خنکی غذا ہی جانور ہیں۔ شیر اور چیتے سوائے گوشت کے اور کچھ نہیں کھا سکتے شکار پر ہی اُن کی گذر ہے اور اسی طرح انسان کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ ادنےٰ طبقے کے حیوانات کو کھاویں اور ایسا کرنے سے اُن پر بے رحمی یا بد اخلاقی کا کوئی الزام نہیں عاید ہو سکتا ۔

بعض لوگ تشریح الانسان سے حیوانی غذا کے برخلاف دلایل نکالتے ہیں مگر اس میں بھی اُن کی کمزوری صریح ہے۔ تشریح انسانی پر غور کرنے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان مرکب غذا کے لئے زیادہ موزون ہے۔ کسی گوشت خوار حیوان کے دانتوں اور جبڑوں پر غور کرو۔ مثلاً شیر اور چیتے کو ہی دیکھو جبڑا ایسا واقع ہوا ہے کہ وہ صرف نیچے اور اوپر ہی ہل سکتا ہے جس طرح کہ قینچی کے دو پہلے حرکت کرتے ہیں اُس جبڑے میں تیز نوک والے (کینائین) دانت دیکھو اُن کا منشا یہ ہے کہ حیوانی غذا کو پکڑیں اور کاٹیں۔ اب اس کے مقابل میں گھوڑے کے جبڑوں کا خیال کرو۔ اُس کا نیچے کا جبڑا۔ اِدھر اُدھر حرکت کرتا ہے۔ دانت بجائے نوکیلا ہونے کے چپٹے ہیں۔ اور اُن کی وضع قیام سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیسنے کے لئے بنائے گئے ہیں پس یہ صورت مخصوص ہے گھاس کھانیوالے جانوروں کے لئے۔ اب انسان کے جبڑوں پر غور کیجاتی ہے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نیچے کا جبڑا نہ صرف اوپر نیچے ہی ہل سکتا ہے بلکہ اِدھر اُدھر بھی حرکت کر سکتا ہے۔ جبڑوں میں اُس قسم کے پھاڑنے والے دانت بھی موجود ہیں جو گوشت کھانے والے جانوروں سے مخصوص ہیں اور اُس قسم کے دانت بھی پائے جاتے ہیں چپٹے ہیں اور جو گھاس کھانے والے جانوروں سے خصوصیت

رکھتے ہین۔ پس ایک طرف سے وہ گوشت کھانے والے جانوروں سے ملتا ہے۔ تو دوسری طرف سے گھاس کھانے والون سے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اُس کے بنانے والے کا منشا یہی ہے کہ اُس کی غذا مین حیوانی اجزا بھی ہون اور نباتاتی بھی ٭

اس امر مین کوئی شبہ نہین کہ آدمی بغیر گوشت کھائے بھی زندگی بسر کر سکتا ہے یعنے صرف نباتاتی غذا پر بھی انسان گذران کر سکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ انسان کے لئے موزون تر اور مناسب تر غذا کون سی ہے۔ آیا حیوانی۔ یا نباتاتی۔ یہان حیوانی غذا سے ہماری مراد خالص حیوانی غذا نہین۔ بلکہ مرکب غذا ہے جس مین حیوانی اجزا بھی ہون اور نباتاتی بھی (مثلاً گوشت اور چپاتی) تو اب یہ دیکھنا منظور ہے کہ ان دونون مین سے انسان کی پرورش بدن و تقویت روح کے لئے ان مین سے کونسی النسب و اعلیٰ ہے ٭

تاریخ اقوام سے اس بات کا قطعی اور یہ بھی ثبوت ملسکتا ہے کہ جو قومین گوشت کھاتی ہیں وہ ہمیشہ جسمانی۔ اخلاقی و روحانی طاقتون مین دوسری معاصر قومون سے ممتاز رہی ہین۔ قدیم یہودی قوم جو طاقت مین ممتاز ہین۔ حسن و جمال مین شہرۂ آفاق ہو گذری ہے۔ خوب گوشت کھانے والی قوم تھی۔ یورپ و امریکا کی موجودہ قومین جو گوشت خوار ہین اُن کی جسمانی و ذہنی ترقیات دنیا سے مخفی نہین بدن کو اور دماغ کو کافی معاوضہ دینے بغیر اس امر کی توقع کرنا کہ وہ اپنے پورے فرایض کیساتھ فرایض منصبی ادا کرین محض فضول ہے پھر اگر اس جبر نقصان اور بدل ما یتحلل کا بہم پہنچانا جیسے کہ مرکب غذا کے وسیلے سے ہو سکتا ہے اور کسی طرح بھی ممکن نہین ٭

متذکرہ بالا سطور مین ہمنے اس مضمون پر مختلف پہلون سے بحث کی ہے علمی اصول پر تشریح الانسان سے ثابت کیا ہے کہ ہم گوشت کھانے کے لیے بنائے

گئے ہین۔ اقوال حذاق سے اپنی تائید مین سندین پیش کی ہیں۔ اور آخر کو بنی نوع انسان کی تاریخ سے ظاہر کیا ہے کہ گوشت نوری انسان کے لئے بہت مفید چیز ہے ابھی ذاتی تجارب سے اس کی نسبت بحث کرنا باقی ہے جس کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کیا جاتا ہے ✤

راقم انصاف ✤

فربہی کا علاج

فربہی کی تکالیف اور دقتون کو کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہین جو فربہ ہین اور خود اس بلا مین مبتلا ہین ہم سے اس بارہ مین چند آدمیون نے صلاح و مشورہ چاہا ہے چونکہ یہ امر مفید عام ہے اس سبب سے ہم الصحت کے ذریعہ علاج فربہی کا اعلان کرتے ہین ✤

اس مضمون پر کئی کتابین انگریزی مین لکھی ہین اور کئی نظام علاج تجویز کئے ہین جن مین سے بعض تو بالکل خراب ہین اس سبب سے کہ فزیالوجی یعنے علم وظایف الاعضا و ترکیب اعضا کے اصول کے مخالف ہین۔ ان نظام کی وجہ سے کئی موتین وقوع مین آچکی ہین اور کی بیوی سے مریض ایسے کمزور اور ناتوان ہو گئے کہ بعدہٗ وہ بآسانی امراض شاقہ کا شکار ہو گئے ✤

یہ بات شروع سے سمجھ لینا چاہئے کہ فربہی کا علاج بذریعہ دوائی کے کرنا سرے سے ہی ناممکن ہے۔ بعض اوقات ادویہ بطور مدد دوسری تدابیر کے کام آسکتے ہین۔ مگر صرف ادویہ پر بھی بھروسہ کر کے بیٹھا رہنا کسی طرح سے مناسب نہین اگر ادویہ ایسی بڑی مقدار مین دی جاوین کہ ان سے بدن کو وزن مین نمایان کمی واقع ہو اور ساتھ اس کے غذا سے مناسب کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو تو صحت کو بلکہ زندگی کو نقصان پہنچنے کا سخت اندیشہ ہے ادویہ

جو علاج فربہی کیواسطے تجویز کی گئی ہیں مفصلۂ ذیل ہیں۔ مرکب القلی ادویہ نمک بڑناپڑاکو
سوڈا۔ اور امونیا۔ پوٹاش کے نمک۔ جیسے کہ پرمیگنیٹ آف پوٹاش آیوڈائڈ آف پوٹاش لائکوار
پوٹاش۔ حموضات نباتاتی۔ خالی یا باشترک پوٹاش سوڈا وغیرہ ٭

اب ان میں سے سب کے سب اثر ایک عرصہ تک استعمال کرلے جاویں۔ اور
ایسی مقدار میں دیجاویں کہ جن سے وزن میں بدن کے کچھ کمی واقع ہوسکے۔ تو یہ خون کی
ترکیب میں ایسا مضر اثر کرنے والے ہیں کہ جن سے نقصانات کثیرہ کا احتمال ہے ٭

ورزش فربہی روکنے کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اس سے فربہی رک
سکتی ہے مگر اس میں بہت شبہ ہے کہ آیا ورزش سے فربہی جب ایک دفعہ قایم ہوجاوے
دور بھی ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اگر ورزش سے کوئی فائدہ اٹھانا منظور ہو تو ضرور ہے کہ ورزش
کھلی ہوا میں کیجائے۔ مثلاً فراخ میدان میں یا آب روان ندی نالے یا دریا میں ہمارا
یہ خیال ہے کہ اگر ورزش کھلے میدان میں کی جاوے تو فربہی کو ضرور کم کردیتی ہے ٭

بیان مذکورہ بالا سے عیاں ہے کہ فربہی کا علاج صرف اسیوقت ہوسکتا ہے
جبکہ غذا کا خاص انتظام کیا جاوے۔ چنانچہ غذا کے معاملہ میں اطبا نے بڑی غور کی ہے
متعدد نظام غذا کے تجویز کئے ہیں پروفیسر میٹو اپنی قابل قدر کتاب میں جس کا نام ہے "غذا صحت
میں اور بیماری میں" لکھتے ہیں۔ کہ جسقدر نظام غذا فربہی دور کرنے کے لئے تجویز کئے
ہیں۔ ان کا اصل اصول یہی ہے کہ مقدار غذا کو گھٹا کر وزن بدن میں کمی پیدا کی جاوے
یہ غلط اصول اس بنا پر قایم کیا گیا تھا کہ پہلے اہل علم کا خیال نہ تھا کہ چربی خاص قسم کی غذاؤں
سے حاصل ہوتی ہے اور اگر ان اجزائے کو کم کردیا جائے تو چربی بھی ضرور کم ہوجائیگی۔ مگر
یہ ایک خاص غلطی تھی۔ کیونکہ اب ہم کو معلوم ہوا ہے کہ جسم انسانی کے کارخانہ میں چربی جملہ
اقسام کے نیٹروجنی اجزا مثل بیضیہ (البیومن) وغیرہ سے بنتی ہے اس کے علاوہ اجزائے
ہیدروکاربن مثل چربی وغیرہ اور کاربوہائیڈریٹ مثل نشاستہ شکر وغیرہ سے بھی چربی پیدا

ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے جسم میں چربی زیادہ تر اجزائے مذکورہ بالا میں سے ایک جماعت کے اجزا سے بنتی ہے بعض دوسری جماعت کے اجزا سے اسی واسطے غذا کو کم کر دینا بغیر معلوم کرنے اس امر کے کہ مریض کا بدن کسی خاص قسم کے اجزا سے زیادہ حصہ چربی کا بناتا ہے ایک بنا ہے فاسد علے الفاسد ہے اسی لئے ایک دور اندیش طبیب کی ضرورت ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ نظام متعینہ میں سے کسی ایک کو بڑی سختی کے ساتھ دستور العمل بنایا جائے بلکہ بغور و تامل سے کل حالات پر غور کر کے دستور العمل خود بنانا چاہئے آہستہ آہستہ غذا میں تبدیلی کی جاوے اور وقتاً فوقتاً مریض کو تول کر دیکھا جائے کہ کونسی غذا ایسی ہے کہ جس سے مریض کے وزن میں بھی کمی نہیں ہوتی اور چربی بھی کم بنتی ہے۔ جو تبدیلی غذا میں کیجاوے بتدریج ہونی چاہئے نہ فوری بدلنی کیونکہ وزن میں دفعتاً کمی کا واقعہ ہونا خطرہ سے خالی نہیں اور اُس سے ہاضمہ کو سخت تکلیف پہنچتی ہے ؛

(۱) نظام بنٹنگ - یہ طریقہ ڈاکٹر ہاروے نے مسٹر بنٹنگ کے لئے تجویز کیا تھا۔ یہ سب سے پرانا اور فربہی کے لئے نہایت درجہ مفید خیال کیا گیا ہے کہ فربہ آدمی کی غذائیں ہونی چاہئیں ؛

ا ناشتہ صبح کے ۸ یا ۹ بجے - ۵ یا ۶ اونس غذائے حیوانی مچھلی یا گوشت کسی قسم کا سوائے خنزیر یا ہرن کے گوشت کے - ایک چھوٹا سا بسکٹ یا قریب آدھ چھٹانک کے ایک ڈبل روٹی کا خشک ٹوسٹ - ایک بڑا پیالہ چاء یا پانی کا بغیر دودھ اور شکر کے ؛

ب طعام چاشت ۱ بجے دوپہر ۵ یا ۶ اونس مچھلی یا کسی قسم کا گوشت سوائے گوشت ہائے مذکورہ بالا ؛

ج طعام شام ۸ بجے شام ۳ سے ۴ اونس مچھلی یا گوشت باقی بدستور ؛

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نظام غذا میں شکر اور نشاستہ بالکل نہیں اور حیوانی غذا بھی ایک طل فی یوم سے کم ہے - صرف ایک چھٹانک روٹی ہے -

ایک پاؤ سے کم دوسری چار اجزا ۔

یہ نظام اب متروک الاستعمال ہے کیونکہ جو شخص اس کو کچھ عرصہ تک نقرس
بدہضمی اور غالباً بیماری گردہ حاصل کئے بغیر استعمال نہیں کرسکتا نیز ان غذاؤں سے سیری اور پھر
نفرت ہو جاتی ہے مریض سردی لگنے اور ضعف پیدا ہوجانے کی شکایت کرتا ہے اور مجبور ہو کر اسکو
چھوڑ دیتا ہے ۔

(۲) نظام ایبسٹین اس سے بہت مختلف ہے اسکا اصول یہ ہے کہ چربی تر جسمی اجزا سے
بنتی ہے بالخصوص اسوقت جبکہ کاربوہائیڈریٹ بھی اسکے ساتھ موجود ہوں چربی دار اجزا ساتھ
ملانے سے چربی جسم میں رک جاتی ہے اسی اصول پر کاربند ہوکر ان سے مفصلہ ذیل غذا تجویز کی ہے ۔

ناشتہ (صبح ساڑھے سات بجے) ۶۷ ر ۱ اونس سفید روٹی مع مکھن اور ساڑھے چھ
اونس چاء بغیر شکر یا دودھ کے ۔

طعام چاشت - شوربا ہڈیوں کے گودے کا موٹا چربیدار گوشت ۱۵ر ۲ ر۴ سے ۱۵ر۴ اونس (
گوبھی - نخود یا مٹر ۔

سہ پہر (۴ بجے) ایک پیالہ چاء بغیر دودھ کے اور شکر کے ۔

طعام شام ایک بڑا پیالہ چاء بغیر دودھ اور شکر کے قریب ایک روٹی اور مکھن ایک انڈا یا
قدرے گوشت ۔

اس نظام سے بہت عمدہ نتائج مترتب ہوئے ہیں چربی اس میں اسقدر موجود ہے کہ جس سے
مریض کی طبیعت کو بیقراری اور بیحوصلگی نہیں ہے ہائڈروکاربن یعنے شکر دار اجزا بہت ہی کم ہیں ۔
اسکے سوا نظام آرٹل بہت مشہور ہے اس نظام کا منشا یہ ہے کہ جسم سے پانی بکثرت خارج
ہو اور ایسے مریضوں کا التزام پاتا ہے کہ پانی بہت کم مقدار میں پیا جاتا ہے اور ورزش بہت کثرت کیساتھ
کردی جاتی ہے تاکہ پسینہ بہت کثرت سے آئے اور بدن سے پانی خوب نکلے اس میں بلندی پر چڑھنے
کی کثرت کراتے ہیں اور پیاس دور کرنے کیلئے پانی کے غرغرے کراتے ہیں ۔ (باقی آئندہ)

Assehat

اشتہار

یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شایع ہوتا ہے اس کے مقاصد حسب ذیل ہیں +

اول طب یونانی اور طب انگریزی کے اصول پیدلل گفتگو کرنا اور خاص خاص مسایل میں محاکمہ کرنا +

دوم کتب طبی و تصنیف پر تقریظات کرنا +

سوم اس زمانہ کے نامور اطباء کے تجربون کو شایع کرنا وغیرہ وغیرہ +

(۲) ہر انگریزی مہینے مین ایک نمبر شایع ہوا کریگا +

(۳) قیمت عا سالانہ بلا پیشگی وصول کیجائیگی مابعد کا کوئی حساب نہین +

(۴) تمام خط و کتابت متعلقہ نفس رسالہ بنام اڈیٹر ہونی چاہیئے اور خط و کتابت متعلق معاملات زر و درخواست خریداری بنام مینجر بپتہ ذیل ہو :-

حکیم علی احمد وزیر آبادی مینجر الصحت چوک متی - لاہور

Assehat ## اطلاع Assehat

جن صاحب کے نام رسالہ بلا درخواست ارسال کیا جاتا ہے وہ براہ مہربانی منظوری خریداری سے ایک مہینہ کے اندر اطلاع دین بحالت خاموشی مستقل خریدار سمجھے جاینگے +

Assehat ## اطلاع Assehat

رسالہ "ہم گوشت کہائین یا گہاس پہوس" مصنفہ عالیجناب ڈاکٹر بھولا ناتھ صاحب لفٹنٹ سرجن آئی - ایم ایس جس مین اس مضمون پر نہایت بے تعصبی کے ساتھ بحث کی گئی ہے کہ انسان کو کس قسم کی غذا کہانی چاہیئے - دلچسپ مضمون و دلکش بیان اور باین ہمہ قیمت ۲ر کارخانہ امپیریل میڈیکل ہال لاہور سے ملسکتی ہے +

الصحۃ

جلد ۱ | بابت جولائی سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر ۶

ایک طبی ماہوار رسالہ جس میں علوم طب قدیمہ و طب جدیدہ دونوں سے بحث ہوتی ہے

مرتبہ

ڈاکٹر حافظ فضل احمد صاحب

مالک امپیریل میڈیکل ہال انارکلی بازار لاہور

مطبوعہ مطبع [illegible] لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انڈین میڈیکل کانگرس

اس زمانہ مین کہ علم و ہنر کی ترقی کا زمانہ ہے اور فضل و کمال کے چرچا کا وقت ہے
چند بہی خواہان ملک و فلاح جویان قوم نے اس امر کی تحریک کی ہے کہ جس طرح ملک
مین پولیٹکل اور تعلیمی کانگریسین ہوتی ہین اسی طرح سے اب کے سال ایک بڑا مجمع
ان اصحاب طبابت پیشہ کا بھی ہو تاکہ باہمی بحث و مباحثہ اور تبادلہ خیالات سے
فن شریف طب کی ترقی کی تدبیرین سوچی جاوین جو انسان کے حق مین ایک نعمت و
رحمت ایزدی ہے۔ اس کانگرس سے جو بیشمار فواید ملک کو پہنچینگے متصور مین و محتاج بیان
نہین ہم ذیل مین بڑی خوشی اور فخر کے ساتھ اُس پراسپکٹس کا ترجمہ زیب صفحات الصحت
کرتے ہین جو بانیان میڈیکل کانگرس نے جاری کیا ہے۔ ہو بہو ہذا

جناب من۔ ہم انڈین میڈیکل کانگرس کی طرف جو دسمبر ۱۸۹۴ء مین ۲۴ لغایت
۲۹ تک کلکتہ مین منعقد ہونیوالی ہے آپ کی توجہ مبذول کرتے ہین اور آپ کی

امداد کے خواستگار ہین +

اس کانگریس کے مقاصد و اغراض یہ ہین کہ اطراف ہند سے فاضلان علم طب کو جمع کرے کہ وہ امراض متعلقہ ملک ہند پر بحث کرین اور اُس کے نتایج کو ایک مستقل کتاب کی شکل مین شایع کرین +

اس کانگریس سے اصحاب طبابت پیشہ کو جو اطراف اکناف ہند مین ایک دوسرے سے دور پڑے ہین مگر بلحاظ اپنی خوبیون اور کمالات کے ممتاز ہین باہم ملنے کا اور اپنے ہم پیشہ دوستون کے ساتھ مضامین و امراض مشترکہ پر اپنی آمد اور یادداشتون کے مقابلہ کرنے کا موقعہ ملیگا جو اس سے پہلے کبھی نہین ملا - سابقہ دوستیان تازہ ہونگی اور جو شاید کسی اور طرح سے کبھی باہم نہ مل سکتے باہم واقف ہوجاوین +

تجویز کی گئی ہے کہ کانگرس کا کام مفصلہ ذیل سکشن مین تقسیم کیا جاوے

(۱) طب اور علم الامراض +

(۲) جراحی عام و جراحی +

(۳) فن قابلہ و امراض نسوان و صبیان +

(۴) صحت عامہ +

(۵) طب متعلقہ عدالت و جنون +

(۶) علم الادویہ خصوصاً ادویہ جو اس ملک مین پیدا ہوتی ہین +

گو اصل مین یہ کانگرس ہندوستان کی ہے مگر دوسرے ممالک کے فاضلان علم طب کو بھی مدعو کیا گیا ہے بعض نے تو ابھی سے شمولیت کے لیے رضامندی کا اظہار کر دیا ہے اور ابھی امید ہے کہ کئی اور شمولیت سے کانگرس کی رونق بڑھاوینگے +

مہمانون کی آسایش کا انتظام کرنے کیلئے ایک خاص کمیٹی بنائی گئی ہے -

پچھلے سال ہی ہم کو ایک انگریزی جہاز کے مالک نے جو مراکو سے جدہ تک حجاج کو سوار
کرکے لے گیا۔ اس موت کی خطرناک کہانی سنائی ہے جو اس کے جہاز میں حاجیوں
کی کثرت اور بحری افسروں کی غفلت سے واقع ہوئی سب صرف حاجی ہی نہیں بلکہ
جہاز کے کل لوگ بیماری سے چور ہو گئے اس نے یہ بھی کہا کہ میرے جہاز سے کوئی
خصوصیت نہیں بلکہ ایسے بہتیرے اور جہاز ہیں جن پر ہر سال ایسی ہی مصیبت
آتی ہے۔ اور نہایت دردانگیز الفاظ سے التجا کی کہ تجارت کی کمیٹی اس خوفناک
حادثہ کی پوری پوری تحقیقات کرے۔ پچھلے سال صرف ایک ہی مہینہ میں تینتیس ہزار
جانیں صرف ہیضہ سے تلف ہوئیں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ یہ مصیبت زدگان جو دنیا
کے مختلف ممالک سے آئے اپنے مسلمانوں میں دیانت اور عقیدت کے لئے ممتاز
تھے۔

حج سے آجکل تمام اقوام کو خطرہ ہے

نہایت متقی اور حقیقی حاجیوں کا نقصان جو ہر سال اسلام کو برداشت کرنا پڑتا ہے
اس کے پہلے ہی سے کمزور بدن کو سرنگوں گرادیگا اور صرف اہل اسلام کے لئے
نہیں بلکہ دنیا کے تمام مذاہب کے لئے یہ ماجرا دکھ دینے والا اور ہیبت ناک ہے
کیونکہ عیسائیوں اور دیگر مذاہب والوں کا مسائل میں گو ہم سے کتنا ہی اختلاف ہو لیکن
پھر بھی حاجیوں کی سچی عقیدت۔ اصول کی پابندی۔ اور ایسی نازک حالت میں اپنی جان
کو بھی قربان کر دینے کی جرأت کی ضرور مجبوراً ہی تعریف کرنی پڑیگی لیکن تجربہ نے
ثابت کر دیا ہے کہ ایسی درخواست جو نیک نیتی سے خلق اللہ کے فائدہ کے لئے کیجاوے
یورپ میں بہت کم لوگ توجہ سے سنتے ہیں۔ اور وہاں کے عوام تو کسی کام کیطرف
تب ہی متوجہ ہوتے ہیں جب ان کو یا تو فائدہ کی امید یا جلد ہی آنیوالے خطرہ کا ڈر ہو

اسلئے مین اپنے ناظرین کو یاد دلانا چاہتا ہون کہ تمام ممالک کے لوگ مذہب کو ماننے
والا یا بدمذہب مکہ کے حاجیون مین ہر سال ہیضہ کے پھیلنے سے عرض خطرہ مین ہین
سنہ ۹۲ء کی وبا نے جو تباہی فرانس جرمن اور روس مین پھیلائی اس سے یورپ
والون کو وہ سبق ملا ہے جس کو وہ ہرگز نہین بھولین گے۔ ہان سب سے اول مجھکو اپنے ہموطن
کی فلاح کا فکر ہے اور انگریزی پریس کو یہ چند سطور شایع کرنے کی ہمین تکلیف نہ دیتا۔ اگر
مجھے یقین ہوتا کہ اس کام مین کامیابی تب ہی ہوگی کہ ہم ملکر کوشش کرین۔ یورپ
کی اقوام کو اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے کسی مشرقی آدمی کی ہمدردانہ
نصیحت کی ضرورت نہین وہ اپنی خود خبرگیری اور امداد کر سکتے ہین۔ لیکن اس معاملہ
سے ثابت ہوتا ہے کہ اس خاص صورت مین تمام اقوام اور مذاہب ایکدوسرے کی
امداد کے محتاج ہین ٭

وہ جگہ جہان پہلے پہل کام شروع ہونا چاہیئے وہ تو ایک طاقتور مسلمان بادشاہ
کے زیر حکومت ہے اور غیر مذاہب والون کا مشورہ لینے کی نسبت وہ اپنے مذہب والون
کی صلاح سے زیادہ پسند کریگا کیونکہ غیرون کی نصیحت اکثر اُس کے ملک کے لئے
مہلک ثابت ہوئی ہے۔ اس لئے اس مشکل کام کے حل کرنے کے لئے غیر مذاہب
والون کو مسلمانون سے امداد لینی ہوگی ٭

بہت سے حاجی ان ممالک سے جاتے ہین جہان اسلامی سلطنت نہین ہے
اور جہازون کے مالک تو عیسائی بھی ہوتے ہین۔ خصوصاً انگریز جو کہ اس لیے حاجیون
کے سفر کیوقت کی تکالیف مثلاً ایک جہاز مین مسافرون کی کثرت اور اژدہام۔ اور
جہازون پر حفظ صحت کا خیال ہونا یہ ایسی تکالیف ہین جن کو برٹش گورنمنٹ ہی
رفع کر سکتی ہے کیونکہ اسیکا حاجیون کے اکثر جہازون پر تصرف ہے۔ اسلئے
اس خاص تکلیف کے دور کرنے کے لیے پیروان رسول عربی برٹش پبلک اور

اس معاملہ میں بنی نوع انسان کی امداد کے محتاج ہیں

پچھلے چار سالون مین اسلامی پریس نے اس معاملہ کے متعلق بڑی سرگرمی اور لیاقت سے لکھا ہے ہندوستان میں میرے دوست محمد شاہدین نے جو لاہور کا ایک بڑی عزت بیرسٹر ہے محمدن آبزرور مین مسلمانان ہند کی خدمت مین ایک بڑی عرضداشت (اپریل ۱۸۹۰ء) مین لکھی ہے۔ تمام معزز مسلمانان ہند نے عرضداشت کے اغراض سے نہایت ہی اتفاق رائے ظاہر کیا۔ مصر مین اخبار المویدنے اس بحث مین اپنا بہت کچھ وقت خرچ کیا ہندوستان کے بڑے بڑے انگریزی اخبارون نے بھی مفصل آرٹیکل لکھکر حجاج کی تکالیف کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی فرانس مین جوزن سپیرٹ نے حاجیون کی حمایت مین لکھا۔ انگلنڈ مین مسٹر ارمٹ مارٹ برٹش میڈیکل جنرل اور دیگر اخبارون نے حاجیون کی طرف لی ہے تین سال سے حاجیوں کی تکالیف کو حکام تک پہنچانے مین جو کچھ مجھ سے ہو سکا ہے میں بھی کرتا رہا ہون ◆

نومبر ۱۸۹۱ء مین اخبار ویکلی نے اس بحث کے متعلق میری ایک چٹھی شایع کی اور بڑی ہمدردی سے خود بھی اس کی تائید کی اس خط وکتابت کا نتیجہ کیقدر اچھا ہوا۔ اسوقت کے وئسیرائے لارڈ ڈیفرن اتفاق سے بمبئی مین تھے انہون نے حاجیون کے ایک جہاز کا خود ملاحظہ کیا۔ لیکن ابھی تک مجھے خبر نہین کہ وئسیرائے کے اس معاینہ کا نتیجہ کیا ہوا ◆

مجھکو حاجیون سے بہت سے شکایتی خطوط بھیجے ہین کہ براہ مہربانی ہمارے لئے کچھ کرو۔ کچھ عرصہ گذرا مینے مسٹر گلیڈسٹون کے سامنے بھی حاجیون کی شکایتین

کا افلاس مجبور آ قرنطین قائم کرنے کی وجہ سے حاجیون کی تکالیف حاجیون کے جہازون مین بیماری پھیلنے کے باعث۔ حاجیون کے رہنے کے مکانات کی حالت۔ ملازمون کی رشوت ستانی اور زبردستی۔ حاجیون کے مال و جان کی حفاظت کے نہایت عمدہ ذرائع۔ حاجیون کے آرام اور حفاظت سے سفر کرنے کی تجاویز۔

لیکن اس تحریر پر عمل کرنے کے لئے دو چیزین سب سے اول ضرورتی ہین سلطان کی رضامندی اور اس کمیشن کے خرچ اور اس کی تجاویز کے عمل مین لانے کے لئے روپیہ۔ باب عالی کو پہلے ہی سے کئی مالی مشکلات درپیش ہین۔ اور وہ کوئی نیا خرچ برداشت نہین کرسکتا۔ اس لئے اس کام کے لئے روپیہ اول اُن لوگون سے ملنا چاہیے جو کہ معظمہ کی صرف صفائی کے خواہان ہین دوسرے ان لوگون سے جن کی یہ مذہبی مقدس جگہ ہے۔ مین جو کہ موجودہ سلطان المعظم کا مداح ہون۔ یہ پیش کرنا چاہتا ہون۔ بشرطیکہ ایسے دانا بادشاہ کے سامنے کسی کے کچھ پیش کرنے کی ضرورت ہو۔ کہ سلطان المعظم کا تسلط اپنی سلطنت سے باہر کے مسلمانون پر صرف مذہبی لحاظ سے ہے۔ اگر کسی وجہ سے یہ تصرف اور تسلط مسلمانون مین کم ہو جاوے تو ان کی اعلیٰ ذات سے جو مسلمانون کو محبت ہے وہ بھی کم ہو جاویگی۔ افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہین جو سلطان المعظم کی خلافت کو نہین مانتے اور ہمیشہ جھوٹی خبرین اڑاتے ہین کہ سلطان المعظم اپنی سلطنت کے باہر کے مسلمانون کی کچھ پرواہ نہین کرتے تاکہ ان لوگون کی سلطان المعظم سے محبت نہ رہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ خلیفۃ المومنین کے مشیر ان جھوٹے لوگون کی غلط خبرون کے برخلاف عمل کرنے سے ان کا جھوٹا ہونا بہت جلد ہی ثابت کردین۔

سب سے بڑی بات جس سے سلطان المعظم خلیفہ مانے جاتے ہین۔ وہ یہ ہے کہ وہ حرمین کے محافظ ہین۔ ٹرکی کے باہر اوسط درجے کے ایک مسلمان کو خلافت کا

کچھ حال معلوم نہیں۔ وہ سلطان المعظم کے انتظام اور طاقت کی نسبت مکہ اور مدینہ کے حالات دیکھکر رائے قائم کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے اور سلطان المعظم کا اس میں فائدہ ہے کہ وہ حجاج مکہ کے آرام و آسایش کیطرف متوجہ ہوں +

اگر مال و جان کی موجودہ ناقابل اطمینان حالت رہی تو علاوہ اور ون کے مفصلہ ذیل خرابیاں ضرور پیدا ہونگی +

ہیضہ کے دوبارہ آنے سے حاجیوں کی تعداد کم ہو جاویگی۔ ہزاروں لوگ جن پر حج فرض ہے وبا کی وجہ سے شہر مقدس کی زیارت سے محروم رہینگے کیونکہ پیغمبر صاحب نے حکم دیا ہے کہ جہاں وبا ہو نہ جاؤ۔ اور نہ اس باوالی جگہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ جاؤ۔ مسلمان نہ صرف اعلیٰ مذہبی فرض ادا کرنے سے محروم رہینگے بلکہ آپس کے میل ملاپ سے محبت۔ اور اتحاد کے جو دنیاوی فوائد مرتب ہونے تھے وہ بھی نہیں ہونگے تجارت کم ہو جاویگی۔ اور سلطان المعظم کی وہ رعایا جن کی معاش کی صورت حجاج ہیں۔ وہ بھی اپنے گزارہ سے محروم رہینگے۔ اس سے سلطان المعظم کی مذہبی سلطنت میں بھی بہت کچھ کمزوری آجاویگی۔ کیونکہ غیر ممالک تعلیم یافتہ۔ اور نیک اشخاص سلطان المعظم کے انتظام کا غیر سلطنتوں کے انتظام سے مقابلہ کرینگے۔ باوجودیکہ بہت سے غیر معمولی واقعات بھی ملحوظ خاطر رہیں۔ پھر بھی اس مقابلہ سے سلطان المعظم کی مذہبی سلطنت کے رعب میں بہت فرق پڑ جاویگا +

تعلیم یافتہ مسلمان جب اس ملک عرب میں پہنچتے ہیں۔ جو سچے مذہب کا منبع اور افضل المرسلین کی جائے پیدایش ہے۔ تو اس کی موجودہ حالت دیکھکر اس کے آنسو پھوٹ پڑتے ہیں۔ بنی نوع انسان اور اسلام کے نام کے لئے

اور شرکی اور اس کے بادشاہ کے بھی فائدے کے لیئے ضروری ہے۔ کہ مکہ معظمہ کی صفائی مین جلد ترقی ہو۔ اور حجاج کی تکالیف اور مصائب فوراً رفع ہونے چاہیئے۔ حاجیون کی درخواست کسی بڑی بات کے لیئے نہین ہے بلکہ وہ صرف وہی چیزین چاہتے جو بقائے زندگی کے لیئے ضروری ہین اور جس کے لیئے ہر ایک شخص حقدار ہے۔ یعنے صاف ہوا اور صاف پانی اور مال وجان کی حفاظت اور بس۔ کیا ان کی طرف کوئی نہین متوجہ ہوگا؟۔

پہاڑ پر رہنے سے مرض سل اور تپ دق کا علاج

ڈیر ایڈیٹر تسلیم

چونکہ ہندوستان مین پہاڑون کے فواید سے کم واقفیت ہے بدین وجہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہون کے رہنے کا اثر جو مرض سل پر ہوتا ہے اس کو آپ کی اخبار گوہر بار مین درج کرا کر ہدیہ ناظرین کرین یہ مضمون دو حصون مین بیان ہوگا۔

اول حصہ میں بیماری کی موجودہ حالت۔ دوسرے حصے میں جبکہ بیماری کے ہونیکا احتمال ہو یعنے حفظ ماتقدم۔

حصہ اول۔ سوال ہو سکتا ہے کہ ایسے کونسی سل کے مریض ہین جن کو پہاڑون کی بود و باش مفید ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب کے واسطے تین باتون کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اول خاص تاثیرات اور خواص موسم کے جو پہاڑون پر ضرور ہوتی ہین۔ دویم ایسی تاثیرات کا جسم انسانی پر کیا اثر ہوتا ہے سویم جملہ مریضان سل پہاڑ پر رہنے کے قابل ہیں یا کہ نہین۔

اول پہاڑون کے جسم اور خواص اور تاثیرات کا بیان

ایسے پہاڑون مین جن کی بلندی سطح سمندر سے ۴۷۵۰ فٹ سے ۶۹۵۰ فٹ تک ہے عموماً موسم یکسان رہتا ہے اور ایسے ہی مقامات بیمارون کے رہنے کے واسطے مفید ثابت ہوئے ہین ایسے پہاڑون مین جہان آسمان کا رنگ نیلا اور صاف نظر آتا ہے اور روشنی زیادہ ہوتی ہے اور سردی مین برف بھی رہتی ہے گرمی کم ہوتی ہے مغربی ملکون مین یہ تاثیرات بہ نسبت مشرقی ملکون کے زیادہ پائے جاتی ہین اینچے مقامون کی ہوا بہت ہلکی ہوتی ہے جسقدر آدمی اوپر چڑھتا ہے اسیقدر کرہ ہوا کا دباؤ کم ہوتا جاتا ہے موسم سرما مین اگرچہ سردی زیادہ رہتی ہے مگر اختلاف موسم بہت کم ہوتا ہے ان دنون مین قریباً دو ڈہائی مہینے برف پڑتی ہے لیکن ہوا خشک اور صاف ہوتی ہے - دوئم جسم انسانی پر یہ خواص ایسا اثر پیدا کرتی ہین جو خصوصاً مرض سل کے واسطے مفید ہین ان مین چند کا اثر تو عام طور پر ہوتا ہے اور بعض بعض کا خاص طور پر اول عام اثر یہ ہے کہ بدن مین طاقت آتی ہے عضلات مین تقویت آتی ہے اعصاب مضبوط ہوتے ہین اور بھوک خوب لگتی ہے - دوئم خاص اثر یعنے خون کے سرخ والے بڑھتے ہین (ریڈ کارپس کلس) جن کی وجہ سے خون زیادہ سرخ ہوتا ہے اعضاے رئیسہ مین طاقت آتی ہے پھیپھڑے بخوبی بڑھتی ہین سینہ فراخ ہوتا ہے کاربونک ایسڈ زیادہ خارج ہوتا ہے دوران خون تیز ہوتا ہے ششش مین اجتماع خون کم رہتا ہے رطوبی ابخرے زیادہ نکلتے ہین اسیواسطے ششش ٹھنڈی اور خشک رہتی ہین تاثیرات مذکورہ بالا پہاڑون کی بلندی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتی ہین ان کا سردی گرمی سے کچھ تعلق نہین کیونکہ ہموار میدانون مین بھی سردی گرمی رہتی ہے مگر یہ خواص نہین پائے جاتے ہین

پس بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ سل کے مریضون کے واسطے پہاڑ کا سفر بہت مفید ہے کیونکہ بباعث ہوا کے ہلکے ہونے اور دوران خون وغیرہ درست ہونے سے بدن مین طاقت آتی ہے پھیپھڑون کے زخم خشک ہونے لگتے ہین۔ تو بھی اس مین کچھ شک نہین کہ جملہ مریضان سل کے لیے پہاڑی آب ہوا موافق نہین ہے اسی سبب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان خاص خاص مریضون کا بیان درج کیا جاوے جنکو ایسی جگہون کے رہنے سے نقصان عاید ہو سکتا ہے اول عصبی کمزور مریض جنکو چھینکین زیادہ رہتی ہے۔ دوسرے دل اور رگون کی بیماری والے تیسرے مریض جنکو سیلان خون کی طرف طبیعت راغب ہو (مگر جنکو گاہ گاہ منہہ سے خون آتا ہو وہ اس مین شامل نہین ہین) چہارم آمفیسما کے مریض (نفخ الریہ) پنجم دمہ والے ششم وہ سل کے مریض جنکو نمونیا بھی ہو جاتا ہے شامل ہو البتہ اس قسم کے مریض موسم گرما مین رہ سکتے ہین لیکن سرما مین پہاڑون پر رہنا منع ہے ہفتم وے مریض جو موسم کے تبادلہ مین بگڑ جاتے ہین۔ ہشتم وہ مریض جنکو دائمی بخار ہو (لیکن جنکو کبھی کبھی آتا ہو وہ اس مین شامل نہین ہین) نہم وے مریض جنکے شش مین بڑے بڑے زخم ہونے کی وجہ سے سانس لینے مین تکلیف رہتی ہو پہاڑون پر نہ جاوین۔ لیکن اگر ایسے چھوٹے چھوٹے زخم ہون جنکے گرد کسی قسم کی سوزش نہو اور وے ترقی پانے والے بھی نہون تو ایسے مریضون کے واسطے پہاڑ پر جانے کی ممانعت نہین ہے کیونکہ ایسی حالتون مین پہاڑی آب و ہوا کے اثر سے زخم خشک ہو جاتے ہین اور انگور بندہ جاتے ہین دہم ایسے مریض جو بہت لاغر ہون اور طاقت نشست برخاست سے عاری ہون یازدہم وے مریض جنکے حلق اور امعاء مین زخم ہون یا گردون کی کوئی بیماری ہو۔ غرض پہاڑ پر رہنا ان مریضون کے واسطے مفید ہے جنکی مزاج مین گھبراہٹ نہو بیماری

مرض ہو زیادہ تجاوز نہ کیا ہو بشرطیکہ کوئی ... جو حاصل ہو سکتی ہے ختم ہو جاتی ...
نہیں کوئی سخت بیماری نہ ہو اور نہ مریض بہت لاغر اور ضعیف ہو۔ واضح ہو کہ پہاڑ
پر بھیجنے کی بابت ... تبدیل آب و ہوا کا بیان ہو چکا اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایسے
مریض بھیجنے کے قواعد بیان ہوں اکثر ڈاکٹر صاحبان مریضان سل کو موسم سرما مین
پہاڑون پر بھیجا کرتے ہین لیکن یہ طریقہ اچھا نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے سردی
اور گرمی کے علاج مین کوئی دخل نہین خاص غرض پہاڑون کی بلندی سے ہے
بلکہ شروع موسم سرما مین مریض کو جانے سے زیادہ تکلیف ہو جاتی ہے اول تو تبدیلی
آب و ہوا اور ہوا کے ہلکے ہونے کی تکلیف دوسری سخت سردی اور برف کی مصیبت
برداشت کرنی پڑتی ہے جس کا کہ وہ بیچارہ کبھی عادی نہین ہوتا اس لئے پہاڑ
کا عادی کرنے کے لئے موسم گرما مین یعنے ماہ نومبر سے پہلے پہلے بھیجنا انسب معلوم
ہوتا ہے اُس کے بعد مریض موسم سرما اور گرما دونون پہاڑ پر گذارے تب ہی کچھ
فائدہ ہو سکتا ہے لیکن بار بار آب و ہوا تبدیل کرنا مناسب نہین ہے
جیسا کہ اکثر ڈاکٹر صاحبان کیا کرتے ہین اور جو شخص کہ پہاڑ پر رہنے کا بالکل عادی
نہو تو اُس کو بیچ اونچے پہاڑ پر بھیجا دین یعنے کچھ دن کم بلند پہاڑ پر رہنے اُس کے بعد اونچے
پہاڑ پر جاوین۔ اور اُس جگہ مستقل طور پر سکونت اختیار کرے۔ یہ اعتراض ہو سکتا
ہے کہ ایک پہاڑ پر چند مریض سل کے رکھنے سے وبائی طور پر مرض کے پھیل جانے
کا اندیشہ ہے لیکن یہ اعتراض کچھ وقعت نہین رکھتا کیونکہ جو مریض سل کے عارضہ
مین مبتلا ہین دوسرے مریضون سے ترقی نہین پکڑ سکتے جو کہ ان مین بسی لس
موجود ہے یا ہین وجہہ اور زیادہ بسی لس اسپر کچھ اثر نہین کر سکتا۔ البتہ مضبوط اور
مضبوط اور صحیح سالم آدمیوں کو اس مرض کے ہونیکا کچھ خوف ہے بشرطیکہ قواعد حفظ صحت
کے پابند ہوں کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شفا خانون مین جہان کہ سل کے مریض

کثرت سے ہوتے ہین تندرست نوکرون کو کچھ شکایت نہین ہوتی لیکن وہ ضعیف
آدمی جن کو مرض سل کی طرف سے میلان ہو پہاڑ ہی سل کے شفاخانون مین نہ
رکھے جاوین ⁂

دوم علاج حفظ ما تقدم

اس سے یہ مطلب ہے کہ شخص مین کسی قسم کا مرض موجود نہین اور
کوئی نشان سل کا نہین مگر یا تو یہ مرض اس شخص کے خاندان مین موجود ہے یا وہ
خود ہی ایسا ضعیف ہے کہ اس کو سل سے ہونیکا اندیشہ ہو سکتا ہے ایسے آدمی
اگرچہ بیمار نہین ہوتے لیکن بیماری کی پیدایش کیواسطے زمین طیار ہوتی ہے
چونکہ صرف ضعف کا ہی علاج کرنا ہوتا ہے اسواسطے کچھ مشکل نہین پڑتی اور ہمارے
خیال مین سب سے بہتر پہاڑ پر جانے ہی سے اُن کا علاج ہوتا ہے ۔ اس
ترکیب سے کہ موسم گرما بہت بلند پہاڑون خزان اور سرما مین کم بلند پہاڑون پر
بود و باش اختیار کرین تفصیل اس کی یہ ہے کہ موسم گرما مین ۴۰۰۰ فٹ سے
لیکر ۶۰۰۰ فٹ بلند پہاڑون پر رہین کسی خاص شخص کو پہاڑ پر بھیجنے کی
رائے دینے کے واسطے اُن کا امتحان کرنا ضرور ہے اس کی طاقت کے مناسب
پہاڑ تجویز کرنا چاہئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بتدریج تین ہفتہ کا فاصلہ دیکر کم بلند پہاڑ پر
سے اونچے پہاڑون پر چڑھ جاوے اس علاج سے ایسے شخصون کے بدن مین
طاقت آتی ہے ورزش مین خون خوب دورہ کرتا ہے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں اور سینہ خوب پھیلتا
ہے وغیرہ وغیرہ یہانتک کہ آدمی بالکل تندرست ہو جاتا ہے اس کے متعلق اس
امر کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ جن پہاڑون پر سل کے مریض رہتے ہون جن کے پھیپھڑون
مین زخم موجود ہین وہان پر حفظ ما تقدم علاج والے نہ جائین کیونکہ سل کے مریضون کے
ساتھ آمد و رفت مین مرض سل کے ہونیکا اندیشہ ہے موسم سرما مین جیسا کہ ہم اوپر بیان

نمبر	نام مقام	تعداد سطح اونچائی سمندر سے فٹون میں	کیفیت
۱۵	کشتوار	۵۰۰۰ فٹ	سل کے مریضوں کیواسطے اچھی جگہ ہے +
۱۶	سپاٹو	۴۲۵۳ //	سل کے مریضوں کیواسطے اچھی جگہ ہے انگریز لوگ یہاں جاتے ہیں
۱۷	ایبٹ آباد	۴۱۶۶ //	//
۱۸	بھاگسو	۴۰۵۸ //	//
۱۹	سلطانپور کولو	۴۰۴۳ //	//
۲۰	پونچھ	۳۳۰۰ //	//
۲۱	چمبہ	۳۰۳۳ //	//
۲۲	منڈی	۳۰۰۶ //	//
۲۳	سکیت	۲۹۶۵ //	موسم سرما میں حفظ ما تقدم کے علاج کیواسطے اچھی ہے
۲۴	مظفر آباد	۲۴۷۵ //	//
۲۵	کانگڑہ	۲۴۱۹ //	//
۲۶	ڈیرہ دون	۲۳۴۷ //	//
۲۷	راولپنڈی	۱۷۰۹ //	//
۲۸	حسن ابدال	۱۳۹۶ //	//

کاف

خلیفہ رشید الدین ایل ایم ایس سول سرجن ریاست پٹیالہ

۲۳ - جولائی سنہ ۱۸۹۲ء

ہوا دیکھکر بھی آنکھیں بند کرلی جاتی ہیں۔ اور کہدیا جاتا ہے کہ گوشت انسان کیلئے نہایت مناسب غذا ہے" !!!

ظاہر ہے کہ انسان کی وجود کی علت غائی صرف خواب و خورش۔ اور جسم کی آرایش و زیبایش نہیں بلکہ اس کا مآل کسب اخلاق فاضلہ۔ و ملکات اعلیٰ ہے پس اے فخر موجودات و اشرف المخلوقات ہونے کا دعوے کرنے والے مغرور انسان بتلا تو سہی کہ کیا وہ اعلیٰ درجہ کا رحم تیرا یہی ہے کہ گلستان قدرت کی زیب و زینت۔ جماعت طیور کو جو آزادی کی بہاریں اور دنیا کا جوبن بڑہانے کو پیدا ہوئے ہیں طمنچہ ستم سے پکڑتا ہے اور صرف اپنا تنور شکم گرم کرنے کے لیے [illegible] طرح [illegible] ہے

تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
[illegible] گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

[illegible] یاں [illegible] ہیں امعا کے اندر بہت سے اقسام کے کیڑے پیدا ہوتے [illegible] کرنے والوں میں کبھی نظر نہیں آتیں اس کے سوائے نباتات کھانے والوں کی صحت بمقابلہ گوشت خوروں کے بالعموم بہت عمدہ رہتی ہے پھر کونسی وجہ ہے کہ یہ یکطرفہ ڈگری دیدی جاتی ہے۔ کہ انسان کے لئے سب سے زیادہ موزون غذا گوشت ہی ہے جو لوگ گوشت کی فضیلت ثابت کرنی چاہتے ہیں وہ مفصلہ ذیل امور ثابت کرکے دکھلا دیں ٭

(۱) گوشت زیادہ تر ممد صحت ہے بہ نسبت نباتات کے ٭

(۲) گوشت گرم ملک اور گرم مزاجوں کو نقصان نہیں کرتا ٭

(۳) گوشت کھانے سے انسان کے اخلاق فاضلہ پر کوئی برا اثر نہیں پیدا ہوتا ہے ٭

راقم بے تعصب

اشتہار

یہ رسالہ ہر مہینے کی پندرہ تاریخ کو شایع ہوتا ہے اس کے مقاصد حسب ذیل ہیں ۔

(۱) اول طب یونانی اور طب انگریزی کے اصول پر علمی گفتگو کرنا اور نیز مختلف مسائل میں محاکمہ کرنا ۔

دوم کتب طب نو تصنیف پر تقریظات کرنا ۔

سوم امتحانات سالانہ طلبا کے نتیجوں کو شایع کرنا وغیرہ وغیرہ ۔

(۲) ہر انگریزی مہینے میں ایک نمبر شایع ہوا کریگا ۔

(۳) قیمت عہ سالانہ پیشگی وصول کیجایگی مابعد کا کوئی حساب نہیں ۔

(۴) تمام خط و کتابت متعلقہ نفس رسالہ بنام ایڈیٹر ہونی چاہیے اور خط و کتابت متعلق معاملات و درخواست خریداری بنام منیجر حسب ذیل ہو ۔

حکیم علی احمد وزیر آبادی منیجر الصحت چوک متی لاہور

اطلاع

جن صاحب کے نام رسالہ بلا درخواست ارسال کیا جاتا ہے وہ براہ مہربانی منظوری خریداری سے ایک مہینے کے اندر اطلاع دیویں بحالت خاموشی مستقل خریدار سمجھے جاوینگے ۔

اطلاع

رسالہ "ہم گوشت کھائیں یا گھاس پھوس" مصنفہ عالیجناب ڈاکٹر [illegible] صاحب لفٹننٹ سرجن آئی ایم ایس جس میں اس مضمون پر نہایت بے تعصبی کیساتھ بحث کیگئی ہے کہ انسان کو کس قسم کی غذا کھانی چاہیے۔ دلچسپ مضمون دلکش بیان و با این ہمہ قیمت ۲ر

کارخانہ امپیریل میڈیکل ہال لاہور سے مل سکتی ہے

الصحۃ

جلد	بابت اگست ۱۹۲۴ء	نمبر

ایک طبی ماہوار رسالہ جس میں علوم طب قدیمہ
وطب جدیدہ دونوں سے بحث ہے

مرتبہ

ڈاکٹر حافظ فضل احمد صاحب
مالک اسلامیہ میڈیکل ہال انارکلی لاہور

خادم التعلیم اسٹیم پریس لاہور میں شائع ہوا

امپیریل میڈیکل ہال لاہور کی مجرب دوائیں ہربل الٹریٹو

یعنی

مصفی خون مرکب نباتی

انسان کی زندگی کا انحصار خون پر ہے اگر اُس میں کسی وجہ سے کمی کیجاوے یا جو صفات اس میں ہونی چاہئے وہ زائل ہو جاویں یا اس میں کسی قسم کا نقص عاید ہو جاوے تو اس کا اثر انسان کے ہر عضو پر پہنچتا ہے معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے جگر بھی اپنا کام ٹھیک نہیں کرتا دماغ بھی ضعیف ہو جاتا ہے رگ و پٹھے بھی سست ہو جاتے ہیں غرضیکہ کوئی عضو بھی ٹھیک حالت میں نہیں رہتا۔

ہمنے نہایت کوشش و محنت سے اس مرض کیواسطے "ہربل الٹریٹو" تیار کیا ہے یہ مرکب صرف نباتی اجزا سے بنا ہوا ہے اور خون کی کدورتیں رفع کرنیکیواسطے اور نیز خون صالح پیدا کرنے کیلئے نہایت مفید ہے چند روز کے استعمال سے خون کا رنگ اصلی حالت پر آنے لگتا ہے اور تمام اعضا میں قوت و توانائی معلوم ہوتی ہے چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور زردی جاتی رہتی ہے تمام جسم میں فرحت و توانائی پیدا ہو جاتی ہے معدہ صحیح حالت پر آ جاتا ہے قبض کی شکایت بالکل رفع ہو جاتی ہے بدہضمی اور درد شکم پاس نہیں پھٹکنے پاتے گرانی سر زردی چشم ضعف اشتہا نزدیک نہیں آنے پاتیں بوڑھوں کیواسطے بھی یہ مرکب از حد مفید ہے اگر خدا آزمانا چاہیں اور لطف زندگی اٹھانا چاہیں قیمت صرف ایک روپیہ استعمال کی ترکیب اس کے ساتھ ملیگی اس کے اکثر سرٹیفکیٹوں کے چند بطور تصدیق یہاں درج کئے جاتے ہیں ٭

(۱) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل الٹریٹو تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب میڈیکل ہال لاہور نے خود بھی استعمال کیا اور نیز اپنے مریضوں کو استعمال کرایا جنہیں قبض دائمی علالت جگر و فساد خون اور بدہضمی تھی نہایت مفید پایا ٭

دستخط جناب ڈاکٹر سید امیر شاہ صاحب خان بہادر اسسٹنٹ سرجن لاہور

(۲) میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہربل الٹریٹو (مصفی خون مرکب نباتی) تیار کردہ حافظ فضل احمد صاحب بد ہضمی اور قبض وغیرہ کی بیماریوں کیواسطے نہایت مفید ہے اسکا بہت مزہ خوشگوار ہے اور اسکی خوراک بہت تھوڑی ہے خورد سال بچے اور نازک طبع آدمی نہایت آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔ دستخط ڈاکٹر رام لال صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصحۃ

لباس

الناس - یا الباس

لباس پہننے کے اغراض

لباس سے کئی اغراض ملحوظ خاطر ہوتے ہیں۔ مثلاً بدن کا شائستہ طور پر ڈھانکنا۔ اس کا خارجی اثرات سے محفوظ رکھنا۔ اور حرارت جسم کا قائم و بحال رکھنا۔ اس کے علاوہ ایک چوتھی غرض بھی اکثر منظور ہوا کرتی ہے یعنی جسم کی آرایش و زیبایش۔ بلکہ یہ آخری غرض سب سے زیادہ مرغوب ہوتی جاتی ہے۔ زیبایش کا شوق دنیا بھر میں ترقی پر ہے۔ نہ صرف شائستہ قوموں میں بلکہ ان قوموں میں بھی جو بالکل غیر مہذب اور نیم وحشی ہیں۔ یہ آرایش کا خیال آجکل اس درجہ بڑھتا جاتا ہے کہ جنون کے درجہ کو پہنچتا جاتا ہے۔ شائستہ سے شائستہ قوموں میں بھی بدقسمتی سے ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی ایسے ایسے کپڑے بننے اور پہننے جانے لگے ہیں کہ ان سے نہ صرف لباس کا منشاے اصلی ہی فوت ہوتا ہے۔ بلکہ

کئی امراض لاحق ہونیکا اندیشہ ہوتا ہے اس لباس پر بحث کرتے وقت دونوں
پہلو دکھلانے چاہئیں یعنے (۱) کس قسم کا لباس پہننا چاہئے (۲) کس قسم کا
لباس پہننا نہیں چاہئے +

انسان کے بدن میں خدا نے یہ قابلیت دی ہے کہ وہ بالحاظ ہیر پھیر (درجہ
حرارت) اشیائے محیط خود اپنی حرارت ایک خاص درجہ تک قایم رکھ سکتا
ہے بعض حالات میں ہم کو اُسی وقت آرام معلوم ہوتا ہے جبکہ ہم برہنہ ہوں
اور وحشی قومیں جو دنیا کے گرمتر حصوں میں رہتی ہیں برہنہ اور ننگی پھرتی ہیں۔
یا ان عریاں پر ایک نہایت ہی مختصر سا لباس نام کو پہنتے ہیں مگر ہم اپنے جسم کی حرارت
برہنہ رہکر بہت تھوڑی دیر تک قایم رکھ سکتے ہیں اور ایک خاص حد تک حرارت
ہم برہنہ رہ کر بھی بحال رکھ سکتے ہیں مگر وہ حد نہایت ہی محدود ہے اور جب اُن
حدود سے تجاوز کیا جاتا ہے تو ہم پر سختی آنے لگتی ہے +

بعض حیوانوں کے بدن پر قدرت نے بالوں کی وردی بنا دی ہے
جو اُن کو موسموں کی تبدیلیوں اور شداید سے ایک درجہ تک پناہ دیتی ہے۔
سردی کا موسم ختم ہوتے ہی یہ بال شروع ہوتی ہے جھڑ جھڑ کر گر پڑتا ہے۔ اور آیندہ
سرما میں از سر نو تیار ہو جاتا ہے۔ ہمارے بدن اس قسم لباس کے فوائد سے متمتع
نہیں ہو سکتی۔ ہاں سر کو خدا نے اس قسم کی ایک لچکیلی عنایت کی ہے جن سے
ہم بھی بہت کچھ فائدہ اٹھاتے ہیں +

لباس کا خاص منشا یہ ہے کہ بدن سے حرارت کو جلدی جلدی ضایع
ہونے نہ دے ورنہ تو سرد ہوا یا ٹھنڈے جھونکے جسم کی حرارت جلدی سے ضایع
کر دیا کریں۔ تو بدن پر سے پسینہ کے خشک ہونے سے حرارت جلد ہی
دور ہو جاوے۔ یہ بات صاف صاف سمجھ لینی چاہئے۔ کہ کسی ہی قسم کا کپڑا

کیونکہ ہوا اُس کی ساخت کے اندر بھری رہتی ہے جس سے وہ حرارت خود پیدا کرسکے وہ صرف غیر موصل الحرارۃ ہوتے ہیں بعض قسم کے کپڑوں کے چھونے سے ایک قسم کی ٹھنڈک سی محسوس ہوتی ہے۔ مگر یہ ایک قسم کا دھوکا ہے جس کی حقیقت آگے چلکر بیان ہوگی۔ کپڑے صرف معوق کا کام دیتے ہیں جب ہمارے بدن کا ٹمپریچر اس پاس کی ہوا سے زیادہ ہو تو ہمارے بدن کا میلان ہمیشہ اسی جانب رہتا ہے کہ ان سے حرارت جلدی جلدی خارج ہو تا کہ ہوا کا ٹمپریچر بھی اُسی حالت پر آجاوے جسقدر ہوا اور ہمارے ابدان کے درمیان حرارت کا فرق زیادہ ہوگا اُسیقدر جلدی ہمارے ابدان سے حرارت ضایع ہوگی۔ اور اتنی ہی معوقوں یعنے کپڑوں کی ضرورت ہوگی۔ علمی تحقیقات نے یہ بات ثابت کردی ہے۔ کہ جس رفتار سے حرارت کسی چیز میں ایک مقام سے دوسرے تک سرایت کرتی ہے۔ وہ چیز کی ساخت اور ماہیت کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے جسقدر زیادہ ٹھوس اور جامد ساخت ایک چیز کی ہوگی۔ اُسیقدر جلدی حرارت اُس کے اجزا میں دورہ کریگی جس کو اصطلاح میں کنڈکشن یعنے ایصال حرارت کہتے ہیں برعکس اس کے جن اشیا کی ساخت اسفنجی ہے۔ اور یکساں نہیں اور خاصکر وہ اشیا جن کے اندر بیشمار مسام ہیں جو ہوا سے بھرے رہتے ہیں۔ اُن میں ایصال حرارت کی طاقت بہت کم ہوتی ہے یعنے ان میں حرارت بہت دیر میں جاکر ایک سرے سے دوسرے میں پہنچتی ہے خواہ کپڑے حیوانی الاصل ہوتے ہیں۔ یا نباتی پہلے قسم کی مثال ہیں اون اور ریشمی کپڑے ہیں اور روئی بلکہ اسی کے کپڑے دوسرے قسم کی مثالیں ہیں۔ ان مختلف قسم کے کپڑوں کے ریشوں کو اگر خوردبین کے نیچے رکھکر ان کی باریک تشریح کا مطالعہ کیا جاوے تو اُن میں سے ہر ایک میں خاص خاص باتیں نظر آئینگی۔ جو اُس کو دوسروں سے ممتاز کرینگے۔ مگر اصل میں دیکھو تو سب کے سب

استعمال سے پیچش کے نتیجے سے خواہ کثرت سے پانی پینے سے ہیں بعض اوقات البیاضی
پیچش کو بھی کہتے ہیں ۔ شخص ایسے کی عادت کرتے ہیں
ہے ... کثرت کی ... ہوتی ہے ۔

علاج

(۱) بہترین اصلی علاج یہی ہے کہ ہر ایک قسم کی نشئی چیز سے پرہیز کرایا جاوے اور مریض کو ہر وقت نظر میں رکھا جاوے تاوقتیکہ شراب کی خواہش کا جوش فرو ہو جاوے ۔

اہل سویڈن ایک اور طریقے سے علاج کرتے ہیں کہ بیمار کو سوسائٹی سے الگ کر دیتے ہیں ۔ اور اس کو کسی سے ملنے نہیں دیتے ۔ اس کی غذا میں الکحال کو خوب آمیز کرتے ہیں ۔ اور اس کے کھانے پینے کی ہر ایک چیز میں شراب اس کثرت سے ڈال دیتے ہیں کہ جس سے اس کی طبیعت شراب کی بو اور ذائقہ سے نفرت کر جاوے ۔ مریض ہر ایک چیز میں شراب کو دیکھکر ایسا تنگ آتا ہے کہ آخرکار مجبور ہو کر اسے چھوڑ ہی دیتا ہے ۔

سرکہ ۔ تولہ سرکہ دو سے پانی میں ملا کر پی لینے سے شراب کی رغبت بہت کچھ کم ہو سکتی ہے ۔ لاکیوار امونیا ایسی ڈوس سے بھی یہی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور یہ سرکہ کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے پیا جا سکتا ہے ۔

(۲) علاج بذریعہ غذا ۔ کئی طرح کی غذائیں بطور علاج دی گئی ہیں کثرت سے پانی پینا پیاس کو بجھاتا ہے اور الکحل کو خون میں سے نکال دیتا ہے ۔ اگر مریض کو چاء پینے کا عادی بنایا جاوے تو وہ شراب کی بجائے اس کو پینے لگیگا جس سے بدن کو غذا بھی ملیگی ۔ اور وہ عادت بد بھی رفع ہو گی ۔

شراب سے منفعت بدن کو جو نقصان پہنچے ہین - وہ اُن کی تلافی کر دیتا ہے
سلیب یا مصری سے خوش ذائقہ ہوتے ہین ہر وقت جیب مین رکھنے چاہئین اور
جب کبھی شراب کی رغبت ہو تو فوراً اُنہین نکالکر کھانا چاہئے - کہ اُن سے
بدن کو غذا اور دل کو فرحت پہنچتی ہے - اور اس عادت بد کا دفعیہ ہو جاتا
ہے +

(۳) جوشاندہ گل بابونہ - بابونہ کے پھولون کو بطور چاء کے پکا کر استعمال
کرنا بھی بہت مفید بیان کیا گیا ہے - قریب ایک درجن کے پھول لیکر
چاء کے پیالہ مین ڈالو اور اُس پر اُبلتا ہوا پانی ڈالدو - اس طرح پر جو جوشاندہ
تیار ہو جاوے اُسے بطور چاء کے نوش کرو یہ ایک دلپسند چاء ہوگی اور بہت سے
آدمی اسے بہت رغبت سے پیتے ہین +

(۴) لاکوار امونیا - شراب کے لئے ایک بڑی پرانی دوائی ہے
یہ نہایت ہی مفید دوائی ہے - اس کے ۷ یا ۸ قطرے نصف اونس پانی
مین ملا کر دیتے ہین - اس سے معدہ کی حس کند ہو جاتی ہے اور سارا
نظام عصبی متاثر ہوتا ہے +

(۵) برومائیڈ آف پوٹاسیم - نصف ڈرام - ۱۵ رتی - پانی مین ملا کر دیتے ہین
کبھی اس کے ساتھ کلورل ہائیڈریٹ اور کینبس انڈیکا بھی شامل کر لیتے
ہین مگر خالی برومائیڈ بھی عموماً کافی ہو سکتا ہے - اس سے نظام عصبی کا ہیجان
فرو ہو جاتا ہے - اور اُن حالات مین خاص طور پر مفید ہوتا ہے جہانکہ ہیجان
کا غلبہ ہو +

(۶) کوکین ۱/۴ گرین سے نصف گرین تک - یعنے ۱/۸ رتی سے
۱/۴ رتی تک اس سے اشتہا طعام - پیدا ہو جاتی ہے - دماغ کو تسکین

ہوتی ہے۔ اور مزاج میں نقاہت و استقلال آتا ہے۔ اگر مریض کو بہت ہی تشنج نہ
ہو یہ حال ہو تو اُس کے جینے کی نہایت عمدہ صورت یہ ہے۔ کہ کوکا دائین
دی جاوے ؛

(۷) کیپسیکم یعنے مرچوں کا ٹنکچر بمقدار دس بوند۔ اس میں اور مناسب دوید
ملاکر پلاؤ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ شرابیوں کو جو جی متلی ہوتی ہے
دل ڈوبتا جاتا ہے۔ اُس کے لئے مفید ہوجاتی ہے۔ شراب کی عادت ترک کرنے
کے لئے کئی نسخے مشہور ہیں۔ اور کیپسیکم قریباً ہر ایک میں پڑتا ہے ؛

(۸) اسپرٹ نائی ٹرس ڈے ش نیا بخور ی کے لئے نہایت
مفید خیال کیا گیا ہے۔ اس کے لئے نہایت عمدہ نسخہ یہ ہوسکتا ہے ؛

کونائی سلفیٹ ۔ گرین ۵
میگنیشیا ۔ ” ۱۰
اسپرٹ امونیا ۔ ایک ڈرام
پیپر منٹ واٹر ۔ ڈیڑھ اونس ۔ اس میں سے ایک ڈرام لیکر اور قدرے
پانی میں ملاکر دن میں تین تین خوراکیں دیتے ہیں ؛

(۹) ایکسٹریکٹ کے نئیل انڈکا ۔ نصف گرین ۔ گولی کی شکل میں دن
میں تین مرتبہ ۔ اس سے شراب پینے کی رغبت دور ہوجاتی ہے ۔ مگر اندیشہ
ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو اس دوائی کا نشہ پیچھے لگ جاوے ؛

(۱۰) لائیکوار ربا رخیا نصف ڈرام اُس میں ایک اونس انفیوژن جنشین کمپونڈ
ملاؤ یا کڑوی اور مقوی دوائی ملاکر استعمال کراؤ ۔ اس سے کثرت مے بخوری
سے جو درد پیدا ہوتا ہے وہ رفع ہوجاتا ہے ۔ مگر بات یہ ہے کہ اُس
سے مے نوشی کا علاج کرتے کرتے اُس سے بھی بدتر نشہ کی عادت

پیدا ہوجاتی ہے - اسیواسطے دانا طبیب کا کام ہے کہ اس علاج سے خفی الیسع حذر کرے ۔

(۱۱) آکیٹی لیسی ہوساس کا ٹنکچر بعض مرتبہ شراب خوری کے نتائج مثلاً بدہضمی - وجع العصب - وغیرہ کے لیے مفید خیال کرتے ہیں ۔

تجربات نو وتحقیقات جدید

ایم بی لیبک ریڈ - یہ اس پودے کی جڑوں سے نکالا جاتا ہے جس لاطینی زبان میں ام بیلیا لیس کہتے ہیں یہ پودا آنتوں میں سے کینچوے نکال دیتا ہے - اس کی خوراک ڈیڑہ رتی سے تین رتی تک ہے پہلے روغن بید انجیر کا مسہل دیتے ہیں - اور پہر یہ دوائی دیتے ہیں ۔

جوگلینڈ رین - ڈیڑہ رتی یا تین رتی کی خوراک میں نہایت عمدہ ملین ہے مگر سات یا پندرہ رتی کی خوراک میں ایک خاص عمدہ مسہل ہے ۔

اینل جین - پوری خوراک میں یہ دوائی وجع العصب کے لیے نہایت عمدہ دوائی ہے ۔

کوبالٹس نائٹریٹ - ایک نہایت طاقتور تریاق ہے - ہائڈرو سیانک ایسڈ کی سمیت کا رات کا پسینہ وغیرہ امراض میں آیا کرتا ہے - اور جس سے نہایت سخت ضعف مریض کو ہوجاتا ہے - یہ نمکین پانی میں کرتہ کو ترا اور خشک کرکے پہنا دینے سے نہیں آتا ۔

بول فی الفرش کا کلی اور یقینی علاج ہے - پوٹاسیم مرکبات چھ (اینٹی خراسانی) اور نکس وامیکا (تہوڑی تہوڑی خوراک میں) اور صبح سویرے

اُچھلکر سرد پانی سے پلانا ۔

ایڈیٹوریل نوٹ

چند قابل ذکر امور متعلقہ تمباکو

ایک نامہ نگار اخبار جنرل ہائی جین میں تمباکو کی نسبت ایسی حیرت انگیز باتیں لکھتا ہے کہ جن کو سنکر کمال تعجب ہوتا ہے اس کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ نیچر کے ذخیروں میں سے صرف نمک ہی ایک ایسی شے ہے جو تمباکو سے زیادہ خرچ میں آتی ہے ورنہ تمباکو ہر ایک چیز سے یہانتک کہ روٹی سے بھی زیادہ صرف میں آتا ہے صرف شہر شکاگو ہی میں چالیس ملین پونڈ سے زیادہ تمباکو کا خرچ ہے یعنی صرف ایک شہر میں بیس لاکھ سیر سے زیادہ سالانہ خرچ تمباکو کا ہوتا ہے اور تین ہزار دوکانیں ہیں جہاں چرٹ سگار تمباکو وغیرہ بیچا جاتا ہے اور ایک ہزار پانسو تمباکو کے کارخانے ہیں جن کارخانوں میں ایک لاکھ تین ہزار آدمی کام کرتے ہیں یہ حال صرف ایک شہر کا ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس قدر تمباکو کا دنیا میں رواج ہے ۔

دانت اور اسپرٹ کا اثر ۔

سالی ایک قوم ہے جو دانتوں کی خوبصورتی اور آب و تاب میں مشہور ہے

وہ اپنے دانتوں کی خوشنمائی کا بہت فخر کرتی ہے۔ اور اس قوم کے آدمی جنہیں اپنے
دانتوں کو سنوار رکھنے میں کوشش بھی بہت کرتے ہیں۔ کوئی سپاہی بھی ایسا
نظر نہ آئیگا جس کے پاس دانت صاف کرنے کا آلہ یعنی مسواک موجود نہ ہو۔ محققین کا
خیال ہے کہ صفائی اور آبپاشی دانتوں کی زیادہ تر اسوجہ سے ہے کیونکہ لوگ شراب
سے قطعی پرہیز کرتے ہیں جس کے لئے ان کے مذہب میں نہایت سخت
تاکید ہے ۔

وہی لکنت کا علاج

گذشتہ نمبر میں جیسے بتایا تھا کہ اس مرض کا علاج بذریعہ دوائی بہت کم مفید
ہوتا ہے زیادہ تر کامیابی تو تربیت و مشق سے ہی ہوتی ہے۔ بعض لوگ جو نہایت
سخت لکنت کر بولتے تھے۔ وہ ذرا صبر و استقلال کے ساتھ مشق کرنے سے نہایت
صاف بیان کرنے لگے گویا لکنت کا اُن کو کبھی خلل ہی نہیں ہوا تھا ڈیماستھنیز
جو ایک مشہور خوش بیان شخص گذرا ہے اُس سے جملہ اہل تاریخ بخوبی واقف
ہیں ۔

لاہور کو آجکل ایک ایسے ہی فاضل کے وجود پر جتنا بھی ناز ہو بجا فخر
ہے جو گھنٹوں علم و فضل الوقت لا محالہ لیکچر دیتے ہیں اور بیان کی روانی دریا کی
لہروں کی طرح چلتی ہے۔ اور کوئی بھی نہیں جانتا کہ انہیں لکنت کا خلل کبھی
ہوا تھا یا ہے۔ ہم کو ان لوگوں کے ساتھ جو لکنت کی بلا میں مبتلا ہیں ایک
خاص ہمدردی ہے۔ ہم ذیل میں ان کے لئے چند قواعد مشق کے لکھتے
ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وقتاً فوقتاً لکھینگے جنپر اگر اس طریقے کو
کام میں لائیں تو ان کی لکنت بہت جلد اور با آواز بلند بات چیت سے رفع کر دیں ۔

میں ہلیں جب کہ وہ پورے کامل اور پوری قوت اور پورے زور پر ہوں۔ تو اس وقت لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر وہ اسوقت ہلیں جبکہ بیضیات کمزور ضعیف اور اپنے کمال سے گرے ہوئے ہیں تو اس حالت میں لڑکی پیدا ہوتی ہے اب یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ بیضیات کس وقت کامل اور پورے تیار ہوتے ہیں کیونکہ ایسے وقت میں اگر صحبت کیجاوے تو امید ہے کہ لڑکا پیدا ہوگا ظاہر ہے کہ بیضات حیض شروع ہونے سے پہلے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ پس اگر حیض شروع ہونے سے قبل صحبت کیجاوے اور استقرار حمل ہو جاوے تو اس سے لڑکا پیدا ہوگا اور اگر بعد مرور ایام صحبت کیجاوے۔ تو لڑکی پیدا ہوگی ابھی یہ مسئلہ زیر بحث ہے اور سوائے مذکورہ بالا حصہ کے جمہور نے اسکو تسلیم نہیں کیا ہے

ایک پر لطف زندگی کا بھید

اس سے زیادہ اور کوئی حیرت کی بات نہیں ہوگی۔ کہ عموماً لوگوں کا یہی خیال ہے کہ زندگی کا لطف اسی میں ہے کہ محنت سے بچتے رہیں حالانکہ سچی خوشی اسیوقت حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ دیانت داری کے ساتھ نہایت سخت محنت کیجاوے۔ بے شغلی اور بیکاری سے جو رنج سا دلپر متمکن رہتا ہے وہ نہ صرف زندگی کو تلخ کرتا ہے۔ بلکہ اس کی بنیاد کو ہلا دیتا ہے۔ محنت عمر کو کم نہیں کرتی بلکہ اس کو بڑھا دیتی ہے۔ جن لوگوں کی بڑی بڑی عمریں ہوئی ہیں۔ ان کے حالات سے دریافت ہوتا ہے کہ بالعموم وہ لوگ محنتی تھے سست اور کاہل ÷

جماہی لینا

چار پانچ سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یورپ میں یہ عام وہم پھیلا ہوا تھا کہ
شیطان ہر وقت اس تاک میں لگا رہتا ہے کہ کسی طرح سے آدمی کے اندر داخل ہو اور
اس پر قبضہ کرے شیطان اکثر منہ کے رستے اندر جاتا ہے مگر جب وہ دیکھتا ہے
کہ منہ نہیں کھلتا اور انتظار کرتے کرتے دیر ہو گئی تب وہ جماہی کی خواہش پیدا کرتا
ہے اور منہ کھلنے کے ساتھ ہی اندر جا رہتا ہے۔ یہ خیال یہاں تک عالمگیر ہو رہا تھا
کہ لوگوں نے یہ تدبیر نکالی کہ جماہی آیا کرتی تو منہ کے سامنے انگلیوں سے ایک صلیب
بنا لیتے تھے تاکہ اس کے ڈر سے شیطان بھاگ جائے۔ اٹلی اور ہسپانیہ میں
کسان لوگ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں اور جماہی لیتے وقت منہ کے سامنے
انگلیوں سے صلیب کی تصویر بنا لیتے ہیں یہ ایک عجیب مثال وہم پرستی کی ہے
جو یورپ جیسے تعلیم یافتہ ملک میں قائم ہے

ہچکی لینا

عضلہ دیافراغما میں ایک دفعہ حرکت انقباض واقع ہوتی ہے جس کے
ساتھ ہی عمودی طور پر گلا بند ہو جاتا ہے اس سارے عمل کو ہچکی لینا کہتے ہیں
شیرخوار بچوں میں یہ ایک عام علامت ہے ضرورت سے زیادہ دودھ پلا دینے کی
یا معدہ کے اندر جا کر دودھ کے متعفن ہو جانے کی جوانوں سے عموماً یہ یعنی ضعف معدہ
یا ضعف جگر سے یہ علامت پیدا ہوتی ہے۔ ہچکی لینا سوائے خاص حالتوں کے
خطرناک نہیں خیال کیا جاتا

علاج

خانگی تدبیریں۔ ہچکی کا بند کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے بہتیری تدبیریں ہیں جو شخص لے سکتے ہیں۔ اس مرض کے تجویز کی گئی ہیں۔ مثلاً کان پر سرد پانی لگانا۔ دیر تک گھونٹ گھونٹ کر کے سرد پانی پیتے رہنا۔ ایک دو تین سو تک گننا کسی تدبیر سے خیال کا کسی اور کام پر لگانا ۔

کافور و دیگر دافعات تشنج) مرکبات کافور مثلاً سپرٹ کیمفر ایتھر۔ کلوروفورم یوکلپٹال۔ یہ سب ہچکی کے لیے نہایت مفید خیال کی گئی ہیں۔ زیادہ شدید مریضوں میں کلورل ہائیڈریٹ پانچ پانچ گرین دن میں تین دفعہ دینے سے آرام ہو جاتا ہے۔ مفصلہ ذیل نسخہ نہایت مفید خیال کیا گیا ہے ۔

نسخہ

اسپرٹ ایتھر تین ڈرام
اسپرٹ امونیا ایرومیٹک دو ڈرام
ٹنکچر اوپیم ایک ڈرام
کیمفر واٹر چھ اونس

اس میں سے ایک ڈرام دوائی لیکر ایک اونس سرد پانی میں ملاکر استعمال کیا جاوے ۔

اطفال: شیر خوار بچوں میں جب ہچکی تکلیف دہ ہوتی ہے تو سب سے عمدہ علاج یہ ہے کہ کاربونیٹ میگنیشیا دو تین رتی خوراک میں دیا جاوے خواہ خالی خواہ قدرے شربت اور عرق سونف کے ساتھ ملاکر دیا جاوے ۔

حموضات

جب بدہضمی کا باعث دل کا جلنا یا کثرت حموضیت کی وجہ سے ہو تو حموضات کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے مثلاً ایسڈ سلفیورک ڈل دس بوند ۔ پیپرمنٹ واٹر ایک اونس ملا کر دیا جاوے ۔ یا اگر تیزاب مہیا نہ ہو سکے تو لیمو کا رس یا نیبو کا رس کفایت کریگا ۔

سن کونا اور اس کی مرکبات

چونکہ آجکل بخار کا موسم ہے اور سن کونا اور اس کے مرکبات اس کے علاج میں خاص تصور کیئے جاتے ہیں اس سبب سے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ بیان مرکبات سن کونا کا درج صحیفۂ الصحت کیا جاوے ۔ ہر چند کہ اس بیان میں کوئی نئی بات نہیں مگر تاہم ایک نئی ترتیب کے ساتھ ان ادویات کا ذکر کرنا خالی از منفعت نہیں ہوگا ۔

سن کونا ۔ ایک درخت کی چھال کا نام ہے جو اصل میں ملک امریکہ کا تھا ۔ حال میں برٹش گورنمنٹ کے روشن ضمیر حکام نے یہ درخت ہندوستان کے بعض سرد مقامات میں لگائے ہیں جن سے غریب رعایا کو بہت کچھ فائدہ پہنچا ہے مگر در اصل یہ درخت امریکہ کا ہی باشندہ ہے ۔

کہتے ہیں کہ ملک برازیل میں کوئی شہزادی گذری ہے جس کا نام سن کونا تھا ۔ یہ شہزادی ایک دفعہ بخار سے لاچار ہوئی ۔ اسوقت کسی حکیم نے ملکہ کو صلاح دی کہ جنگل میں ایک درخت ہے اس کی چھال کا سفوف کھاؤ ۔ اس نے کھایا اور فی الحقیقت بخار جاتا رہا ۔ اس صحت کی خوشی میں اس نے اس درخت کو

اپنے نام نامی سے نامزد کیا ٭

مرکبات سنکونا کے فوائد سے شاید ہی کوئی شخص ناواقف ہو۔ اُس کے منافع کثیرہ نے عالمگیر شہرت پائی ہے۔ اور اُس کی خوبیوں کو دنیا نے تسلیم کیا ہے۔ مگر ادویات کے استعمال میں نہایت درجہ احتیاط و حکمت کام میں لانا چاہئے اور اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک ہی دوا اگر مختلف مقداروں میں دیجاوے تو اس سے مختلف تاثیریں ظاہر ہوتی ہیں۔ جس طرح سے کہ ایک ہی آلہ سے بھی مختلف طاقتوں کو کام میں لانے سے مختلف اثر ظاہر ہوتے ہیں ٭

سنکونا کی چھال میں چار الگ الگ جوہر ہیں جن کے نام یہ ہیں ٭

(۱) کونین۔ سنکونیا۔ کونینڈیا۔ اور سنکونڈیا ٭

(۲) ایک خاص قسم کا تیزاب جس کے نام ہے کانیک ایسڈ اور کا ینوک ایسڈ ٭

(۳) ایک خاص قسم ٹینک ایسڈ کی ٭

(۴) سرخ سنکونا۔

(۵) ایک قسم کا خوشبودار مقصد والے ثابیل (تیل) ٭

سنکونا علاوہ دافع بخار ہونے کے مقوی اور قابض بھی ہے۔ اور بعض امراض میں جو مقویات سے اچھی ہوتی ہیں بہت مفید ہے۔ مثلاً ذات الجنب ذات الریہ۔ اسہال سرخ بادہ۔ خنازیر وغیرہ امراض میں نہایت مفید پایا گیا ہے۔ اُس ضعف میں جو بوجہ کثرت سیلان الدم یا کثرت اخراج رطوبات یا بات کے زیادہ پسینہ آنے۔ یا اسہال کی وجہ سے لاحق ہو گیا ہو یہ دوا خاص طور پر مفید پائی گئی ہے ٭

تھوڑی تھوڑی خوراک سنکونا اور اس کے مرکبات قلب اور نبض اور تنفس۔ اور نظام عصبی کی مستعدی اور قوت کو ترقی دیتے ہیں اور ان کے

قوت کو تیز کرتا ہے ۔ معدہ میں جا کر وہ وہی اثر کرتے ہیں ۔ جو دوسری تلخ ادویہ
مقوی معدہ پیدا کرتی ہیں یعنی اشتہا بڑھاتی ہیں ۔ کھانے کے بعد کثرت سے رطوبت معدہ اور
لعاب دہن پیدا ہوتا ہے ۔ ان سے اشتہا سے طعام ظاہر ہو جاتی ہے ۔ اور
غذا کے ہضم ہونے میں بھی مدد ملتی ہے ۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے ۔ کہ
اگر ایک عرصہ دراز تک سنکونا کو استعمال کیا جاوے تو اس سے معدہ بیمار ہو جاتا
ہے ۔ بھوک بند ہو جاتی ہے ۔ جی متلاتا ہے ۔ قے ۔ غثیان ۔ گرمی معدہ ۔ کی شکایت
ہو جاتی ہے ۔ پیٹ میں بوجھ معلوم ہوتا ہے ۔ بعض اوقات اسہال بھی آنے
لگتے ہیں ۔ زیادہ مقدار میں سنکونا استعمال کرنے سے ایک خاص قسم کی علامات
ظاہر ہوتے ہیں جنہیں سنکونزم کہتے ہیں ؂

جب مسوڑے پھول جاتے ہیں ۔ منہ سے لعاب بہتا ہے اور خون نکلتا ہے
تو اس وقت سنکونا کا سفوف بطور ٹوتھ پوڈر یعنے منجن کے استعمال کرتے
ہیں ؂

جب بہت ضعیف کر دینے والا بخار آتا ہو ۔ خواہ لازمی ہو خواہ دایرہ تو
اُس میں سنکونا کا جوشاندہ یا ٹنکچر مع لائکوار امونیا ایسی ٹیس کے نہایت مفید
خیال کیا جاتا ہے اس سے بخار کم ہو جاتا ہے اور آخر کو بالکل دور ہو جاتا ہے ؂

سنکونا کی چھال سے علاوہ کونین کے تین اور جوہر نکلتے ہیں ۔ سنکونین ۔ سنکونی ڈین
کونی ڈین ۔ سنکونی ڈین بھی ویسا ہی عمل کرتی ہے ۔ جیسا کونین کرتی ہے
مگر اس پر ایسا اعتماد نہیں کیا جا سکتا ۔ جیسا کہ کونین پر ۔ اور اس کی خوراک
بھی کونین سے زیادہ ہوتی ہے ۔ دوسرے جوہرات بھی دافع نوبت ہیں ۔
مگر نسبتاً بہت کم ؂ سنکونا کے مرکبات ملے جلے ۔ جو سنکوفیری فیبرج کے نام سے مشہور
ہیں ویسا ہی عمل کرتے ہیں جیسے کہ خود کونین ۔ مگر ان کی خوراک بہت زیادہ

کونین کو میاسب نہین ہوتی - یہ دو قسم کے بخار ہین جو جسم کے اندر گہری جڑ پکڑ چکے ہین اور نوبت سے بڑہ گئے - ہین خواہ کتنا ہی کونین دی جاوے - ان کو آرام ہوتا ہے - مرکبات سنکہیا اور فولاد سے - اور تبدیلی آب وہوا سے - بعض حالات مین کونین اور سنکہیا کا ملا کر دینا اکسیر کا حکم رکھتا ہے +

جبکہ معدہ بہت خراش دار - سہل التہاب اور محرک ہو کونین کا پورا پورا اثر کہانے کے ۵ گھنٹے بعد ظاہر ہوتا ہے - اس لئے ضرور ہے کہ وقت نوبت سے کم سے کم ۵ گھنٹے پہلے کونین دیجاوے +

نوبتی بخار کو کونین روک دیتی ہے مگر بخار دور ہو جانے کے بعد بھی دو چار دن تک اس کا استعمال جاری رکھنا چاہئے - اور ایک قسم کا کم ور اثر ہمیت تک ونا قائم رکھنا چاہئے - ورنہ نوبت کے عود کر آنے کا خطرہ ہوتا ہے - بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بخار یا کرمی اور نوبتی بیماری نئے چاند کے نکلتے وقت حملہ کرتی ہے - ایسی حالتون مین چاند نکلنے سے دو دن پیشتر کونین شروع کرا دینی چاہئے +

بعض دفعہ نوبتی بخار - ایک ایک ہفتہ - یا دو - دو ہفتے یا مہینے مہینے کے وقفے سے آتے ہین - ان مین خاص کونین کی بہ نسبت کونین - سنکہیا اور فولاد ملا کر دینے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے - نسخہ مفصلہ ذیل بہت مفید ہوگا +

کونین - ۱۶ سے ۳۲ گرین تک - آرسنی نی ایس ایسڈ - ایک گرین - فرای سلفاس ۱۶ گرین - ایکسٹریکٹ جنش بقدر مناسب اس کی ۱۶ گولیان بنائی جاوین یا نسخہ ذیل

ٹنکچر کونین - ۶ ڈرام -

لائیکوار آرسنیکلیس - ۱۸ ڈرام +

فرائی ایٹ امونی سٹراس - ½ ڈرام بد اکوا آر نشیائی - ۸ اونس +

اس کا بارہواں حصہ کھانا کھلانے کے دو یا تین گھنٹوں کے بعد جب وافعہ حرارت
کامل نہو۔ تو گوبین میں قدرے ایلی کا ک ملا دینا چاہئیے۔ یا سوڈا یا فوائٹیک کے ہمراہ
دینا چاہئیے +

(باقی آئندہ)

مراسلات

طبی تواریخی اور اخلاقی نگاہ سے

گوشت خوری کی حقیقت

جناب ایڈیٹر صاحب الصحت :-

میری نظر سے آپکا رسالہ الصحت بابت ماہ جولائی گذرا۔ اُس میں جو آخری مضمون گوشت خوری کے متعلق درج تھا وہ خاص دلچسپی سے پڑھا میں تہ دل سے مضمون مذکور کے راقم حضرت بے تعصب کی رائے سے اتفاق ظاہر کرتا ہوں اور بوجہ عدم فرصت نہایت مختصر الفاظ میں مرقومہ ذیل امور اُن کی تائید میں ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جو صاحب تعصب اور ہٹ دھرمی کی عینک اُتار کر ان سطور کو مطالع کرینگے وہ اُن کی منشاء سے نا متفق نہ ہونگے +

اوّل یہ دیکھنا چاہئیے کہ انسان کی جسمانی ساخت اس کی غذا کی نسبت کیا شہادت دیتی ہے۔ آیا وہ گوشت خوری کی طرف اشارہ کرتی ہے یا نباتات کی خوراک کی طرف؟ اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ محققان غرب نے اچھی طرح ثابت کردیا ہے کہ +

(ف) اسی طرح یہ بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ انسان کے چمڑے یا کھال کی ساخت بھی ہمیں گوشت خور جانوروں سے الگ تمیز کرتی ہے اور سبزی خور جانداروں سے مشابہ کرتی ہے

(ص) جہاں گوشت خور جانوروں کی قدرتی حس انہیں خوراک کے لیے عموماً رات کے وقت شکار کیلئے مجبور کرتی ہے۔ انسان کی قدرتی حس اُسے شکار جیسی بے رحمی سے منع کرتی ہے۔ اور رات میں آرام کرنے کی تحریک کرتی ہے۔ پس مختصر یہ یا یوں کہو کہ نیچر کے بنانے والے حکیم کل نے ہماری جسمانی ساخت کے ذریعہ پکار پکار کر کہہ دیا ہے کہ تم سبزی خوروں میں ہو نہ کہ گوشت خوروں میں ہو۔ اس پر بھی اگر ہم کان نہ دھریں۔ یا دیکھ کر اس کی پیروی نہ کریں تو اسکے نتیجے خود ہمارے ساتھ ہیں +

دوئم - یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا بطور غذا کے نباتات ہمارے لیے مکتفی ہے یا نہیں اگر ہے تو ہمیں گوشت کی کیا ضرورت ہے اس امر کی بحث کیلئے بھی ہم مستند ڈاکٹروں سے اقتباس پیش کرتے ہیں

(۱) ڈاکٹر ڈبلیو۔ بی۔ کارپنٹر سی۔ بی۔ ایف۔ آر۔ ایس لکھتے ہیں کہ ہمارا ہمیں کافی اور پکی شہادت ہے کہ جہاں پر نہ تو دودھ نہ انڈے نہ کوئی چیز روزمرہ استعمال میں آتی ہے وہاں ان روٹی سبزی۔ اور پھلوں کی غذا ایک سخت محنتی آبادی کی ضرورتوں کیلئے بالکل کافی ثابت ہوئی ہے

(۲) ڈاکٹر سینیٹر ہاکسن صاحب اپنی کتاب بنام فزیالوجی آف فوڈس اینڈ ڈائیٹ میں فرماتے ہیں۔ کہ کوئی فزیالوجی کا عالم ان لوگوں سے جو کہ نباتاتی غذا کے مؤید ہیں۔ اس بات میں نامتفق نہ ہوگا۔ کہ انسان نباتاتی غذا پر جی سکتا ہے۔ اور بہت سی صورتوں میں ایسی اچھی طرح یا اس سے بہتر طور پر جی سکتا ہے۔ جیسا کہ کسی اور قسم کی خوراک سے +

(۳) ڈاکٹر ہالر صاحب اپنی کتاب بنام ایلیمنٹس آف فزیالوجی جلد ششم صفحہ ۱۹۹ میں صاف لکھتے ہیں کہ یہ خوراک جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اور جس میں گوشت کا کوئی حصہ نہیں ہے عمدہ اور مفید ہے اسقدر کہ اس سے انسان کے جسم کی پوری پوری پرورش ہوتی ہے اور عمر دراز ہوتی ہے اور یہ اسے ان امراض سے بچاتی اور شفا دیتی ہے کہ جو خون کے بھاری ہونے اور خراب ہونے سے

(۳) ہاتھی کے علاوہ نباتاتی غذا میں آیا طرف ہماری کل جسمانی ضروریات کو پورا کرتی ہے جیسا
کہ ثابت کیا گیا۔ بیان کثرت شکاری کے لحاظ سے بھی مستثنیٰ [illegible] چنانچہ [illegible] بالشتیوں کا [illegible]
[illegible] ہیں جو بجز [illegible] ثابت کرتے ہیں کہ گوشت خور جانوروں کی زیادہ طاقت ہوتی ہیں اور زیادہ [illegible]
سکتے ہیں [illegible] جانوروں کے جسم [illegible] ہیں سبزی خوروں سے بہت پیچھے [illegible] رہتے ہیں گویا ایک لفظ میں جسمانی
[illegible] طاقت [illegible] کثرت [illegible] رہی۔ [illegible] اور [illegible] عمر [illegible] کے لحاظ سے نباتاتی غذا گوشت
کی غذا پر فضیلت رکھتی ہے ۔

(سوم) تجربہ ۔ [illegible] تاریخی شہادت کے طور پر آتے ہیں ۔

(۱) تواریخ سے [illegible] ہے کہ جو اقوام گوشت خور ہیں انکی نسبت [illegible] ضروری [illegible] کے برعکس
ہیں جو نباتاتی غذا والی [illegible] ہیں [illegible] بہادر اور [illegible] دل والی ہوتی ہیں ۔ مثلاً گوشت خور
انگریزوں کی نسبت زیادہ تر چاول کھانے والے [illegible] لوگ زیادہ توانا [illegible] قوت والے ہوتے ہیں ۔ اور انکی
نسبت زیادہ نباتاتی غذا کھانے والے ترکی لوگ ان دونوں سے بڑھکر توانا اور جفاکش ہوتے ہیں
(۲) نیپال [illegible] کے رہنے والے جو لوگ گوشت پر گذارہ کرتے ہیں کمزور اور پست قامت ہوتے ہیں
حالانکہ [illegible] قوم کے لوگ جو اسی آب ہوا میں رہتے ہیں اور بالعموم زمین کی پیداوار پر گذر کرتے ہیں
انکی نسبت زیادہ قد آور اور طاقتور ہوتے ہیں جیسے ڈاکٹر [illegible] صاحب بعد تحقیقات کے فرماتے ہیں
کہ یہ بالخصوص غذا کے فرق کا ہی نتیجہ ہے ۔

(۳) اسپارٹا کے رہنے والے جو اپنی قوت بازو ۔ سرگرمی جفاکشی ۔ بہادری اور آزادی کے
لئے قدیمی تواریخ میں سورج کی طرح روشن ہیں ۔ اناج اور سبزی خور تھے اسی طرح یونان اور
روم کی افواجیں بھی اپنی فتوحات کے زمانہ میں نباتاتی غذا پر ہی گذارا کرتی تھیں ۔

(۴) رولنس صاحب کی تواریخ قدیمی سے صاف ثابت ہے کہ یونان میں جب جسمانی طاقت آزمائی
کی کھیلیں اور بازیاں ہوتی تھیں ۔ اور اُن میں جیتنے والوں کو بڑے انعام تقسیم ہوتے تھے تب جو
پہلوان ان کھیلوں اور کشتیوں کے لئے تیار کئے جاتے تھے وہ نباتاتی غذا پر پالے جاتے تھے ۔ گوشت

اشتہار

یہ رسالہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو شایع ہوتا ہے اس کے مقاصد حسب ذیل ہین +

اوّل ۔ طب یونانی اور طب انگریزی کے اصول پر مدلل گفتگو کرنا اور خاص خاص مسائل مین محاکمہ کرنا +

دوم ۔ کتب طبی نو تصنیف پر تقریظات کرنا +

سوم ۔ اس زمانہ کے نامور اطبا کے تجربون کو شایع کرنا وغیرہ وغیرہ +

(۲) ہر انگریزی مہینے مین ایک نمبر شایع ہوا کریگا +

(۳) قیمت عہ سالانہ بمد پیشگی وصول کیجائیگی ۔ مابعد کا کوئی حساب نہین +

(۴) تمام خط و کتابت متعلقہ نفس رسالہ بنام ایڈیٹر ہونی چاہیے اور خط و کتابت متعلق معاملات زر و درخواست خریداری بنام مینیجر بپتہ ذیل ہو +

حکیم علی احمد وزیر آبادی مینیجر الصحت چوک متی ۔ لاہور

اطلاع

جن صاحب کے نام رسالہ بلا درخواست ارسال کیا جاتا ہے وہ براہ مہربانی منظوری خریداری سے ایک مہینے کے اندر اطلاع دیوین بحالت خاموشی مستقل خریدار سمجھے جائینگے +

اطلاع

رسالہ "ہم گوشت کھائین یا گھاس پھونس" مصنفہ عالیجناب ڈاکٹر بھولا ناتھ صاحب لفٹنٹ سرجن آئی ۔ ایم ۔ ایس ۔ جس مین اس مضمون پر نہایت بے تعصبی کیساتھ بحث کی گئی ہے کہ انسان کو کس قسم کی غذا کھانی چاہیئے عجیب مضمون دلکش بیان اور باین ہمہ قیمت ۲ر کارخانہ امپیریل میڈیکل ہال لاہور سے ملسکتا ہے +

الصحۃ

جلد ۱ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء نمبر ۸

ایک علمی ماہوار رسالہ جس میں علوم طبیہ
قدیمہ و طب جدیدہ دونوں کی بحث ہے

مرتبہ
ڈاکٹر حافظ فضل احمد صاحب

امپیریل میڈیکل ہال کشمیری بازار لاہور

مطبع فخر الدین میں منشی فخر الدین کے اہتمام
سے چھپا

شکر نعمت و اقبال تن پیچ کہ فرمائی بکرم آرام و تندرستی ہا

اعلام مفید عام

ہم نے اہل شہر کے فائدہ رسانی اور رفع تکلیف کے لئے اپنا
کارخانہ امپیریل میڈیکل ہال انارکلی سے شہر میں
کشمیری بازار میں منتقل کیا ہے جہاں پر پابندی جملہ اصول
و قواعد فن دوا سازی (فارما سیسی) شب و روز ہر وقت
دوائی مل سکتی ہے۔ نہایت توجہ کے ساتھ طبی مشورہ دیا
جاتا ہے

اصحاب بیرونجات کی خاطر ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو صاحب
مفصلات سے کسی مرض کا علاج کرانا چاہیں تو حتی المقدور
بذریعہ خط و کتابت علاج کیا جاویگا۔

(۱) اور انکے حالات پر کامل طور پر غور و فکر کیا جاویگا

(۲) جو صاحب باہر سے آکر لاہور میں یہاں کے فاضل ڈاکٹروں سے
بطور پرائیوٹ علاج یا عمل جراحی کرانا چاہیں تو انکی رہائش و دیگر ضروریات
کا بندوبست کیا جاویگا۔ علاوہ دیگر فوائد کے انکو ایک یہ بھی فائدہ ہوگا
کہ وہ ہر وقت زیر نگرانی رہینگے۔ اور ان ہدایات کی تعمیل بخوبی ہوسکیگی
جو ڈاکٹران ممدوح انکے لئے تجویز کرینگے جو صاحب اسطرح پر باہر سے
علاج کرانے کے لئے آنا چاہتے ہوں وہ ہمسے خط و کتابت کریں۔

(۳) ہمارے کارخانہ میں ہر ایک قسم کی ادویہ موجود ہیں جو صاحب چاہیں
طلب فرماویں فوراً بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کئے جاوینگے

المشتہر

ڈاکٹر حافظ فضل احمد امپیریل میڈیکل ہال کشمیری بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصحۃ

علاج انگوروالے زخموں کا

گذشتہ چند سال کے عرصہ میں زخموں کے ڈریس اور علاج کرنے میں
بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ اس ترقی کا زیادہ تر حصہ اس امر پر منحصر
رہا ہے کہ اینٹی سپٹک یعنے دافعات عفونت کے بجائے اے سپٹک یا نجات
عفونت کو رائج کیا جاوے۔ جن لوگوں نے زمانہ حال کی جراحی کی کتابیں
پڑھی ہیں۔ انکو بخوبی معلوم ہوگا کہ مصنفین کا میلان آجکل اسی طرف ہے
کہ قدرت نے جو اصول و اعمال اندمال زخم کے مقرر کئے ہیں۔ اور
جنپر وہ کاربند ہوتی ہے۔ انمیں حتی المقدور مداخلت و دست اندازی
نہ کی جاوے۔ نیچر کو اپنا کام کرنے دیا جاوے۔ اور جہاں تک بس چلے
اسکی تائید کی جاوے۔ انہی اصول کو بیکٹیریالوجی علم الحبابات نے ہمیں
راہبری کی ہے۔

زیادہ ترقی تو اُن زخموں کے علاج میں ہوئی ہی - جنکو ابتدائی پرائمیری
زخم کہتے ہیں - یعنے وہ زخم جو جراح نے خود اپنے ہاتھ سے
اور اپنے قیاس سے لگائے ہیں - یہہ قدرتی بات ہی کہ جراحوں کو انکی
طرف زیادہ تر توجہ ہو - حقیقت میں جو کامیابی ہم کو ان زخموں کے
علاج میں ہوئی ہے - اُسے دیکھکر ہمارے دل میں یہی خیال پیدا ہوتا ہے
کہ ہم اُسی طریق علاج کو سب جگہ برتین -

لیکن گو ہم پرائمیری اینیام کے ذریعہ ایسے زخموں کو مندمل ہوتے
ہوئے دیکھیں - لیکن ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ پرایویٹ پریکٹس میں اور شفا
خانوں میں ہزاروں ہمین ایسے ہی ملینگے - جہاں پرائمیری انٹنشن سے
مندمل ہونا ممکن ہی نہیں - آجکل کے جراحون کی توجہ زیادہ تر پہلی ہی قسم
کے زخموں کی طرف ہے - حالانکہ پریکٹس میں انگور والے زخم بھی
ایسے ہی ضروری ہیں - جیسے کہ دوسرے زخم - صدہا زخمی شفاخانوں میں
آتے ہیں - جہاں کسی چوٹ کے لگنے سے یا کسی پھاڑنے والی
شئے کے لگنے سے زخم پڑ گئے ہوں - پھر یہ زخم ممکن نہیں کہ کبھی ان ٹنشن
سے مندمل ہو سکیں - ضروری ہے کہ اُنکا اندمال بذریعہ انگوروں کی ہو

انگور والے زخموں کی ہی ڈریس کرنے کا بالعموم وہی طریقہ
ڈریس کرتے ہیں ... جو پرائمیری زخموں کا ہے - یعنے
اُنکو دھو کر اور صاف کر کے اُنکے اوپر آیوڈوفارم چھڑک دیا جاتا ہے
اور پھر اُسکے اوپر روئی یا کوئی اور جذب کرنے والی شئے رکھکر پٹی
سے قایم کر دیجاتی ہے - اِس طریق علاج سے یہ ہوتا ہے - کہ زخم
خشک رہے - اور مواد منجذب ہو کر جمع ہو جاوین - اور سڑنے نہ پاوین

مگر بعض اوقات اس طرز لپیٹ سے زخم سے ورم کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ جسکے وجہ یہ ہوتی ہی۔ کہ مواد انگوروں کی سطح میں اور اسکے گرد اگرد کے انساج میں جمع ہو جاتا ہے۔ تو اسکی خراش سے یہ حالت ظاہر ہوتی ہے۔ مگر یہ سب حالات ردیہ فوراً درست ہو جاتے ہیں۔ جبکہ مواد کے خارج ہونے کیلئے کافی بندوبست کر دیا جاتا ہے۔

عام خیال یہی ہی کہ اگر انٹی سپٹک ادویہ کو خوب اچھی طرح سے برتا جاوے۔ زخموں کو خوب صاف کیا جاوے تو اجرام بالکل مر جا سکتے ہیں مگر یہ خیال تحقیقات سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان بورک گرسکی۔ راب وغیرہ۔ کی تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ یہ اجرام خواہ کتنا ہی زخموں کو صفا کیا جاوے۔ کتنا ہی دافعات و مانعات عفونت تدابیر عمل میں لائی جاویں۔ کلیۃً طور پر تباہ نہیں ہو جاتے بلکہ اُن زخموں میں ہی جو بذریعہ فسٹ ان ٹنشن مندمل ہوتے ہیں بے شمار اجرام موجود ہوتے ہیں۔ بس یہ اُمید کرنا بالکل خلاف قیاس ہوگا۔ کہ ہم انگور والے زخموں کو بالکل اجرام سے پاک و صاف کہہ سکیں۔

اگر مواد جمع ہو جانے اور زخم کو بگاڑ دینے کی مشکلات سے ہم بچ بھی جاویں۔ تو بھی مذکورہ بالا ڈریسنگ میں جیسے خشک ڈریسنگ کہتے ہیں۔ یہ نقص بھی کچھ کم نہیں کہ گاز انگوروں کے ساتھ ایسی چمٹ جاتی ہی۔ کہ انکو پھاڑے بغیر اٹھا نہیں سکتی۔

بعض لوگ اس قسم کے زخموں کو مرکری لوشن سے ڈریس کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس ذریعہ سے زخم کو ڈس انفکٹ کرنے میں کامل طور پر کامیابی حاصل ہوتی ہی۔ اور زخم جلدی اچھے ہو جاتے ہیں

بلکہ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ آیا یہ مدعا حاصل نہیں ہو سکتا - اس سبب سے
کہ مرکری سواد کی ایبوسین کے ساتھ ملکر ایک نیا مرکب کیمیاوی بنتا ہے جس سے
اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے -

کاربالک ایسڈ کا زیادہ رواج ہے - مگر تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ وہ
بھی بعض موقعوں پر کچھ بہت مفید نہیں پڑتا کیونکہ وہ مانع عفونت نہیں
گو دافع عفونت بیشک ہے -

اہل امریکہ نے بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد ایک نیا ڈریسنگ
تجویز کیا - جو در حقیقت نہایت ہی موزوں تھا اسمیں روغن زیتون ہے
اور بلسان پیرو - اس سے بہت سے نقص ڈریسنگ کی رفع ہو جاتے ہیں
مگر اسمیں بھی کچھ نہ کچھ کمی رہ گئی ہے - اول یہ کہ یہ رقیق زیادہ ہوتا ہے اور
زخم کی سطح اور پٹیوں وغیرہ پر پھیل بہت جاتا ہے اور ادھر ادھر نکل جاتا
ہے - کچھ عرصہ تک زخم پر لگا رہنے سے وہ متعفن و بدبودار ہو جاسکتا ہے
اور اسمیں ۱½ فیصدی سے زیادہ بلسان حل نہیں ہو سکتا -

اسلیئے روغن زیتون ہمارے اغراض کے لیئے کافی و مکتفی نہیں - مگر یہ
وقت روغن بید انجیر سے رفع ہو جاسکتی ہے - چونکہ یہ الکحل میں حل ہو سکتا
ہے اس سبب سے بلسان پچاس فیصدی سے زیادہ اسمیں حل ہو جاسکتا ہے
یہہ خوب گاڑھا ہوتا ہے - اس سبب سے زخم پر لگا رہتا ہے اور ادھر ادھر
پھیل نہیں جاتا - اور پٹی پر بھی اتنی ہی جگہ پر لگا رہتا ہے - جتنے پر خود لگایا
گیا ہو - اگر عمدگی کے ساتھ لگایا جاوے - تو یہہ گاز وغیرہ جذب کرنے والی شیا
کو زخم پر سے خون اور سواد جذب کر لینے سے مانع نہیں آتا - گاز کی ریشوں
میں تیل بھر جاتا ہے - اور انکے درمیانی خلو میں سے سواد نکل کر زخم کی سطح

کو پاک وصاف کر دیتا ہے - اِس طرح سے زخم تر بھی رہتا ہے اور سواد بھی جمع
ہونے نہیں پاتا - تیل جب بلسان سے مل جاتا ہے تو پھر خراب بھی نہیں ہوتا
دونوں ملکر مدتوں درست رہ سکتے ہیں - بلسان پیرو ایک نہایت عمدہ دافع
عفونت بھی اور زخموں کے ڈریسنگ کے لئے موزوں ہے مگر اسمیں یہ نقص ضرور
ہے کہ اگر خالص بلسان زخموں پر لگایا جاوے - تو نہایت سخت خراش کرتا
ہے اور قیمتی بھی بہت ہوتا ہے - مگر روغن بید انجیر کے ساتھہ ملنے سے مذکورہ
بالا نقص رفع ہو جاتے ہیں - اور ایک نہایت عمدہ ڈریسنگ تیار ہو جاتا ہے

عالم شیرخوارگی کے خصوصیات

عہد طفلی کی بعض خصوصیات ایسی ہیں - جنکا جاننا والدین کے لئے اور
بالخصوص طبیب کے لئے نہایت ضروری ہے انکے اوپر غور کرنے سے
فوراً معلوم ہو سکتا ہے - کہ بچہ تندرست ہی یا اوسکی طبیعت میں کچھہ خلل
ہے - شیرخوار بچہ میں حس ذائقہ مثل دوسرے حواس خمسہ کی بہت کمزور
ہوتی ہے - بلکہ یوں کہنا چاہئیے - کہ شروع شروع حواس خمسہ میں سے
یہ حس سب سے زیادہ کمزور ہوتی ہے یہ کمی کسی قدر بذریعہ شعور کے پوری
ہو جاتی ہے - بچہ طبعاً ان کی چھاتیوں سے دودھ پینے پر مستعدی ظاہر
کرتا ہے - مگر کوئی اور ایسی چیز مثلاً انگلی کا سرا اُسکے مُنہ میں ڈالدو تو اُسی
بھی کام و زبان اور ہونٹوں سے چوسنے لگتا ہے - اُسے کسی قسم کی
لذت کا باستثنا زیادہ موثر لذات کے کا احساس نہیں ہوتا -
تین مہینے سے پہلے سلائیوا یعنی بزاق - بصاق یا لعاب دہن

بچہ کے منہ میں پیدا نہیں ہوتا۔ اور ہیں پیچھے بعد جب پیدا ہوتا ہے۔ مگر
بہنی بعض اطبا کی رائے ہیں بزاق میں نشاستہ کو گلوکوز یعنی شکر میں تبدیل
کرنے کی قابلیت نہیں ہوتی جو بزاق کا اصلی کام ہے۔ اسکے تین ماہ بعد
دانت نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ اور اب بزاق بہت کثرت سے خارج
ہونے لگتا ہے۔ اُسوقت منہ کے اندر جو غدد ہیں۔ اُن میں سے بھی رطوبت
بہت کثرت کے ساتھہ نکلنی شروع ہوتی ہے۔ پس اسی وجہ سے جب
منہ سے کثرت کے ساتھہ لعاب نکلنے لگتا ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
اب دانت نکلنے لگے ہیں۔ جب تک بزاق بمقدار کافی پیدا ہونا
شروع ہو جاوے۔ بچہ کو ہرگز کوئی ایسی چیز مت دو جسمیں اجزاء
نشاستہ پائی جاویں۔ ورنہ معدہ و امعا کی بیماری کی بنیاد بچپن سے
پڑ جاتی ہے۔

جوان آدمی کے معدہ کے اندر جو عضلاتی طبق ہے۔ اُسکی
کشش سے غذا کو معدہ کے اندر خوب چکر آتے ہیں اور وہ رطوبت
معدہ کے ساتھہ خوب آمیز ہوتی ہے۔ جو ہضم کے لئے نہایت ضروری
امر ہے۔ بچوں میں یہہ حرکات اور معدہ کے عضلات کی کشش بہت
کمزور ہوتی ہے۔ اس سبب سے ضروری ہے کہ بچوں کو جو غذا دیجاوے۔ وہ یا تو
بالکل سیال ہو یا اقرب بسیال ہو۔ جب بچہ کے معدہ میں دودھ داخل
ہوتا ہے۔ تو بہت جلدی رطوبت معدہ کے عمل سے پھٹ جاتا ہے۔ اُسکی
کے زبن یعنی جُبنیت الگ ہو جاتی ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے
جبنیت یعنی پنیر کے بکثرت بن جاتے ہیں۔ ماں کے دودھ میں
ٹکڑے بہت نرم اور لچکدار ہوتے ہیں۔ نہ معدہ میں خراش کرتے

اور نہ رطوبت معدہ کے تحلیل مزاحم ہوتے ہیں پر اگر گائی کا دودھ
دیا جاوے ۔ تو اسکی جبنیت کے چھکے بڑے سخت ہوتے ہیں ۔ معدہ
کے اندرونی طبق پر خراشیں کرتے ہیں ۔ رطوبت معدہ کے عمل کے مزاحم
ہوتے ہیں ۔ اور یا تو بذریعہ قے خارج ہو جاتے ہیں ۔ یا امعاین جا کر سڑنے
اور گلنے ہیں جس سے اسہالِ الحزات سے بڑھ جاتے ہیں ۔ اور کبھی دست
اور کبھی قبض کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے ۔ لہذا جب بچوں کو گائی کا
دودھ دینا منظور ہو تو اسمیں تھوڑے آنتیں ہیں ملا لینا چاہیئے ۔ تاکہ
اسکے ذریعہ سے رطوبت معدہ جلد جلد جبنیت کو جدا نہ کر دے اور
اپنا عمل و تصرف کرنے کے لئے اُسے پورا پورا وقت ملے ۔
جب ماں کا دودھ مہیا نہو سکے تو گائے کا دودھ دینا چاہیئے کیونکہ
وہ از روئے ترکیب کے انسانی دودھ سے بہت مشابہ ہے ۔ مگر انسانی
دودھ کی نسبت پانی ۔ دہنیت اور شکر اسمیں کم ہے اور املاح زیادہ
مگر چونکہ دہنیت کا وزن مخصوص کم ہے اور جبنیت کا زیادہ
پس اگر گائے کے دودھ کو کسی برتن میں تین یا دو گھنٹہ آرام سے
ٹھہرا رہنے دیں ۔ تو اجزاء دہنیت اوپر کو آجاوینگے اور اجزاء جبنیت
نیچے بیٹھ جاوینگے ۔ اب اگر دودھ میں سے اوپر کے ایک تہائی یا دو تہائی
کے لی جاوے ۔ اور اوسمیں قدرے پانی اور شکر ملائی جاوے ۔
تو وہ انسانی دودھ کے قائم مقام ہو سکیگا ۔ پہلے مہینے تیسرے حصہ کی قریب
پانی ملانا چاہیئے ۔ دوسرے مہینے میں چوتھا حصہ ۔ پانی ملایا جاوے
تیسرے یا چوتھے مہینے کے بعد دودھ بلا پانی کے دے سکتے ہیں ۔
جوانوں میں نیکریس (یعنے لبلبہ کی رطوبت غذا پر جو بصورت

فیبوس معدہ سے نکلتی ہے پنیر بنتی ہے اور اجزاء شحمی پر عمل کر کے
ایک قسم کا املشن بناتی ہی جسکو کیلوس کہتے ہیں۔ اسطرح پر اجزاء شحمیہ
کا چھوٹے چھوٹے ذروں میں منقسم ہو کر بصورت کیلوس بن جانا نہایت
ضروری ہے تاکہ عروق ماساریقا کے ذریعہ سے منجذب ہوسکیں۔ بچوں کی
غذا یعنے دودھ میں اجزاء شحمی قدرتی طور پر ہی املشن یعنے کیلوس کی صورت
میں ہوتے ہیں اس سبب سے آلات ہضم کو کچھ زیادہ تکلیف کرنی نہیں
پڑتی۔

دودھ میں جسقدر املاح وغیرہ ہیں وہ بغیر کسی تبدیلی کے منجذب ہوجاتی ہیں
شکر جو دودھ میں پائی جاتی ہے اوسپر بھی امعا کی رطوبات ایسا
عمل و تصرف کرتی ہیں کہ وہ بآسانی منجذب ہوجاتی ہی اس سے ظاہر ہے
کہ معدہ و دیگر اعضای ہضم کا کام بچہ میں صرف اسی قدر ہی کہ غذا کے
لئے بمنزلہ برتن کے ہوں۔ کیونکہ خود غذا ہی ایسی ہوتی ہے کہ جسپر
کوئی بڑی پیچیدہ عمل ہضم کے درکار نہیں ہوتے۔

چشموں کا پانی

ہمارے ملک میں کئی چشمے موجود ہیں۔ جنکے خواص ودائیہ کو پبلک
نے تسلیم کرلیا ہے۔ اور جنکے منافع ومفاد سے لوگ متمتع ہوتے ہیں
ہزارہا لوگ ہرسال جُلاب کرنے کے لئے منیاس جاتی ہیں۔ اور وہاں کے
چشمے کا پانی پیتے ہیں۔ کوہستان کانگڑہ میں کئی چشمے ہیں جنمیں مریضان
وجع المفاصل و نقرس وغیرہ غسل کرتے ہیں اور صحتیاب ہوجاتے ہیں

مشہور [illegible] پانی [illegible] سب کے سب [illegible] ان چشموں سے باخبر ہیں۔ مگر
انہوں نے [illegible] آج تک ان چشموں کے پانی کی نسبت
علمی تحقیقات نہیں کی [illegible] نہیں دریافت کیا کہ انکی پانی کی ترکیب میں کیا
کیا اجزا و املاح موجود ہیں۔ مگر باین ہمہ افسوس ہی کہ اب تک کوئی اہل کمال
ان چشموں کے پانی کی تحقیقات کے درپے نہیں ہوا۔ کسی نے انکی
تکلیف نہیں اٹھائی کہ پانی کا امتحان کرتا اور انکے ماہیت و خواص سے
ملک کو باقاعدہ طور پر مطلع کرتا۔ اب تک لوگوں کو سوائی حسن ظن
کے یا تجربہ کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ یورپ میں بھی ان چشموں کا
ابتدا میں یہی حال تھا۔ جو فوائد ان سے حاصل ہوتے ہیں۔ اُن کو
عجیب و غریب اسباب کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ شروع میں انکو
دیوتاؤں کا کرشمہ مانتے تھے۔ چنانچہ عموماً چشموں کے پاس مندر
رہا کرتے تھے۔ بعدہ جب بت پرستی دور ہوئی اور عیسویت کا پرچم
اقبال ممالک یورپ پر متسلط ہوا تو اب ان چشموں کے پانیوں کی
خواص عجیبہ کی نسبت اولیا و شہدا کی طرف کی گئی تھی۔ مگر جب
رفتہ رفتہ علم و دانش کی روشنی کا یورپ پر تو پڑا تو پھر سکان
یورپ میں سے چند فاضل ادھر متوجہ ہوئی۔ اور انہوں نے
تحقیقات کر کے ان پانیوں کے اجزای کیمیاوی نکالے اور انکے
خواص و آثار سے دنیا کو مطلع کیا۔ اب ان چشموں پر جو رونق
ہے اُس سے وہ جنگل میں بھی رشک چمن ہو رہے ہیں۔ ان چشموں
پر نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوٹل اور بورڈنگ ہوس بنے ہوے ہیں
جنمیں جملہ سامان ضرورت و اسباب معشیت موجود ہیں۔ بڑے

بڑے لایق و فاضل ڈاکٹر وہان پر موجود ہین جو ان لوگون کی نگرانی
کرتے ہین جو اس جگہ ان چشمون کے پانی سے متمتع ہونے کے لیے
جاتے ہین - پانی پینے کے وقت مقرر ہین - اوقات معینہ پر ایک چشمہ
نہایت عمدہ چوکیون کی قطار بنی ہین - ایک قرینے کے ساتھہ لگا دی
جاتی ہین - ان پر اکثر مریض بیٹھے جاتی ہین - سامنے کچھہ فاصلہ پر
ایک طرف کو بینڈ یعنے انگریزی باجہ بجتا ہے - طبیب آتے ہین
ایک ایک مریض کو دیکھتے ہین اور ساتھہ ہی ساتھہ اُن کی حسب
حال ہدایات [illegible] بورڈنگ ہوس یا ہیجران ہوٹل
کو دیئے جاتی ہین - جب ان کی نگہت پوری ہو جاتی ہی - تو چھوٹے
چھوٹے معصوم بچے نہایت نفیس گلاسون مین پانی لیکر آتی ہین
اور نہایت ادب اور سلیقے کے ساتھہ باترتیب پلاتے جاتے ہین - ہوٹلون
اور بورڈنگ ہوسون مین کھانے پینے - بہتر وغیرہ کا انتظام
نہایت عمدہ ہوتا ہے - اور ہر ایک آدمی کو ایک نہایت پرہیزانہ
اور باقاعدہ زندگی گذرانی پڑتی ہے - یہہ چشمے اب یوروپ کی اعلیٰ ترین
ادویہ سے گنے جاتے ہین - اور جو ڈاکٹر صاحب دیکھتے ہین کہ معمولی
ادویہ و باقاعدہ علاج سے مرض قابو مین نہین آتا - اور باوصف علاج کے
دوا کارگر نہین ہوتا تو مریضون کو ان چشمون پر بھیجدیتے ہین -
چشمون کے پانی بھی اُنہین قواعد کے ماتحت ہین جن کے ماتحت
دیگر مرکبات کیمیاوی ہوتے ہین - انہین اجزای مشتملہ مختلف
طور پر ہوتے ہین - جو پانی کہ زمین کی سطح اوپر بہتا ہے - یا زمین کے
اندر سے نکلکر بہتا ہی - وہ کسی صورت مین اجزای ارضیہ سے معرا

پھر جب وہ باہر نکلتا ہی تو اسمیں اس عالم تاریکی کی سفر کی ساری نشانیاں
موجود ہوتے ہیں۔

اب اس سوال کا جواب دینا باقی ہی۔ کہ بالعموم معدنی پانی کی کیا
اجزائی کیمیاوی ہوتے ہیں؟ **الجواب** کلورائیڈ آف سوڈیم۔
(کھانے کا نمک) کاربونیٹ آف سوڈیم۔ سلفیٹ آف لائم۔
سلفیٹ آف سوڈیم (سلفیٹ آف میگنیشیم۔ آیوڈائیڈ آف سوڈیم
کاربونیٹ آف آیرن۔ کاربانک ایسڈ گاس۔ سلفیوریٹیڈ ہائیڈروجن
آکسیجن۔ نائیٹروجن وغیرہ۔ مگر علاوہ انکے کبھی کبھی برومائیڈ آف سوڈیم
مرکبات سنکھیا۔ مرکبات ذی عضو۔ اور سلفورک ایسڈ وغیرہ بھی پائے
جاتے ہیں۔

جماعت بندی

چونکہ ان چشموں کے پانی میں اجزائی مذکورہ بالا میں سے ایک نہ ایک
دوسروں کی بہ نسبت مقدار میں زیادہ ہوتا ہے۔ یعنے کسی چشمہ
میں ایک زیادہ ہوتا ہے تو دوسرے میں دوسرا۔ تو اس لحاظ سے
انکی جماعت بندی بلحاظ جزو غالب کی باسانی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ
اسی اصول پر علمائے مفصلہ ذیل جماعت بندی تجویز کی ہی۔

(۱) آب انقلائین۔ اسمیں اجزائی انقلی اور بالتخصیص انقلیات کے
مرکبات بکثرت موجود ہوتے ہیں۔

(۲) آب نمکین۔ اسمیں اجزائی نمکین زیادہ ہوتے ہیں خاصکر
کھانے کا نمک زیادہ ہوتا ہے۔

(۳) آب گندھکی — اسمین گندھک کی اجزای غالب ہوتی ہین —

(۴) آب فولادی — اسمین فولاد اور عموماً فولاد بھی غالب ہوتا ہے —

(۵) آب نمکین — اسمین نمک کلورائڈ سلفیٹ آف سوڈا میگنیشیا وغیرہ کے بکثرت ہوتے ہین —

(۶) آب آہک — اسمین چونے کی اجزای غالب ہوتی ہین —

(۷) آب گرم — اسکی یہ خصوصیت ہی کہ اسکا درجہ حرارت عموماً بڑھا رہتا ہے

اس صراحت بندی سے یہ فائدہ ہوتا ہے — کہ آدمی مستفیض کو بتقاضا اسکے حالات و حاجات کی ان قسمون کے پانے سے مستفید ہونے کے لیئے بھیج سکتا ہے — اور ہر ایک قسم پر انتظام ہی حسب تقاضا اسکی خواص کے الگ الگ طور پر ہونا چاہئی — مگر افسوس صد افسوس کہ ہم اپنے ملک کی ان صدہا قسمون کی خواص سے بالکل بے خبر ہین — اور انکو صحیح غرب آثار سے بالکل واقف — نہ اس ہندوستان جنت نشان کی بیشمار کیا کیا خوبیان خداوند کریم نے نثار کی ہین — ان سے ہم خود جو یہان کے رہنے والے ہین محض ناواقف ہین تو دوسرے ملک والے اسکے لیئے کس طرح ملزم ٹھیر سکتے ہین — ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اپنے عاجزانہ بساط کی مطابق ان تحقیقات کو شروع کرین اور ہم امید کرتے ہین کہ بزرگان وطن اس تحقیقات مین ہماری معاونت کرینگے — اور اس رفاہ عام کے کام مین ہماری مددگار ہونگے —

ایک سو ایک لفظ

حس کا فرق جنین میں

جرمنی کی ایک ڈاکٹر نے اس امر کی تحقیقات کی ہی کہ آیا مرد و عورت میں جلد و زبان کی حس برابر ہے یا اسمیں کچھ فرق ہے - یہ ثابت کیا ہی کہ متقدمین کا جو یہ خیال تھا کہ سوائی درد کے ہر ایک قسم کی حس مردوں میں بہ نسبت عورتوں کے غالب ہوتی ہے - بالکل غلط ہی - بڑی نازک اور باریک و دقیق آزمائشوں سے اسکو ثابت ہوا ہی کہ حرارت - تغیرات برقی - اور ذائقہ کی حس عورتوں میں مردوں کی بہ نسبت زیادہ نمایاں ہوتی ہی - خواہ عورتیں تعلیم یافتہ ہوں خواہ جاہل ہوں حس شامی جاہل عورات میں بہ نسبت جاہل مردوں کے زیادہ تیز ہوتی ہے - مگر تعلیم یافتہ مرد و عورت میں یکساں ہوتی ہی - دباؤ یعنی حس لمس بھی دونوں میں یکساں ہے - تعلیم یافتہ مردوں میں تمام حسات بہ نسبت جاہل مردوں کے زیادہ قوی و ذکی ہوتے ہیں - مگر جاہل اور خواندہ عورتوں میں کچھ بہت فرق نہیں ہوتا -

فیس یا حق العلاج

فیس یا حق العلاج کا طریق جو جاپان میں مروج ہے نہایت ہی عجیب ہے طبیب اپنی خدمت کا معاوضہ مقرر نہیں کرتے - بلکہ جب انہیں حق العلاج کا

جو اُنکو کوئی چیز دیجاتی ہے تو اُسکے لینے سے بالکل انکار کرتے ہیں
مگر بعض معاوضہ دینے کو اس خدمت کا کرانا اپنے لیئے موجب عار اور باعث
کسر شان سمجھتے ہیں - اور طبیب کے پاس بطور اظہار احسانمندی یا بطور ہدیہ [illegible]
نقد یا ریشمی تحائف وغیرہ بھیجدیتے ہیں - لوگوں کا خیال ہے کہ معالجہ طبی ایک
ایسی گراں بہا شے ہے کہ دولت دنیا اُسکا معاوضہ نہیں دیسکتی - افسوس ہے
کہ ہمارے اہل وطن میں یہ قدر شناسی نام کو نہیں -

امراض چشم کا علم کہاں تک جاننا لازمی ہی

ڈاکٹر سینتہ پروفیسر چھپیا کانگ میڈیکل کالج کے خیال میں اُن لوگوں کو جو طب
کرنے کے لیئے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں - امراض چشم میں سے بعض سے بخوبی
حاوی ہونا چاہیئے - وہ لکھتے ہیں کہ اگر طبیب جملہ امراض کا ماہر نہ ہو تاہم اُسکے لیئے
لازمی ہے کہ کم سے کم ایک حصہ پر ان امراض کے وہ کامل دستگاہ رکھتا
ہو اور وہ ہر وقت اُسکے ذہن میں مستحضر رہیں - جو امراض کہ اُسکے خیال
میں سیکھنے لازمی ہیں اُنکو وہ مفصلہ ذیل طور پر تقسیم کرتے ہیں -
(۱) بصارت کا نقص - (۲) درد چشم - (۳) امراض الاورام - (۴) متفرق

جماعت اول کی نسبت اس قدر جاننا ضروری ہی کہ طبیب کم سے کم یہ معلوم
کر سکے کہ مریض میں روشنی یعنی نور کا احساس باقی ہے - وہ روشنی تاریکی میں
امتیاز کر سکتا ہے - اسکا قرنیہ درست اور صاف وشفاف ہے -
اور اُسکی شبکہ میں کوئی خلل نہیں - آیا نقص بصارت کا سبب موتیا بند ہے
یا گلاکوما - (اخضریہ)
جماعت ثانی کے متعلق اس امر کا یاد رکھنا ضروری ہے - کہ جب آنکھ

بلا موجودگی ورم گردہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا سبب اکثر گلا گھونٹا ہوا [illegible] پایا
بہت کم دیکھنے میں آتا ہے ۔

اینٹی ٹاکسین علاج

ان دنوں ایک نیا طریق علاج بنام اینٹی ٹاکسین ایجاد ہوا ہے مختلف
تجربوں سے جو آج تک کئے گئے ہیں ۔ ایک حیرت انگیز کامیابی
ہوئی ہے امید ہے کہ یہ بنی نوع انسان کے حق ایک ابر رحمت ہوگا۔
ہم آئندہ پرچہ میں ایک مفصل آرٹیکل اس مضمون پر ہدیہ ناظرین
کریں گے ۔

سلطان صالح کو ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے

صاحب اخبار کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ لکھتے ہیں کہ جنوبی عرب میں مسٹر بنٹ
سلطان صالح بن محمد سلطان شبیم کے مہمان ہوئے ۔ سلطان ممدوح جو اس
علاقہ کے ایک نہایت طاقتور رئیس ہیں ۔ نہایت خلق سے پیش آئے اور
جیسے کہ اہل عرب کا قدیمی شیوہ ہے ۔ انہوں نے اپنی اس غریب الوطن
مہمان کی مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ۔ اثنای
گفتگو میں سلطان نے فرمایا کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہمارے
ملک میں کوئی لائق طبیب نہیں ۔ اور استدعا کی کہ آپ گورنمنٹ انڈیا
کو ترغیب دیں کہ وہ کوئی لائق اور تربیت یافتہ ڈاکٹر ہندوستان
سے روانہ کرے ۔ اس علاقہ میں آج کل ہندی ادویہ کا بہت رواج

پیشہ — [illegible] کو سرخ لوہے سے جلا دینا ایک بڑی دل پسند
دوا بھی خیال کیجاتی ہے۔ زخموں پہ لوہا یا پٹین باندھ دیتے ہیں۔
اور چونکہ مستورات طبیب کے سامنے نہیں آسکتا۔ اس سبب
سے سر کا ایک بال اکھاڑ کر طبیب کے سامنے پیش کیا جاتا اور وہ اُسی
سے مریضہ کی مرض تشخیص کر لیتا ہے۔ چونکہ شہر میں بدررو کا
کافی انتظام نہیں ہے۔ اور بدبو کئی موقعوں پر بہت پھیلی رہتی ہے
اس سبب سے یہ خیال عام ہے کہ فلان فلان قسم کے زخموں
کے لیے فلان فلان بدبو مضر ہے۔ اور اس لئے جن لوگوں کے زخم
آتے ہیں وہ خاص خاص قسم کی بدبوؤں سے بچنے کے لیے ناک بند
کرتے ہیں۔ سلطان ممدوح نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک آدمی نے
بہت سی چربی بکری کی کھالی اور وہ بیمار ہوگیا۔ طبیبوں نے تجویز کی
کہ جب تک چربی اسکے معدہ میں گل نہ جاویگی۔ اسے آرام نہیں
آویگا۔ فاضل طبیبوں نے اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے مریض کو
چاروں طرف آگ سلگادی۔ تاکہ وہ چربی بخوبی پگل جاوے!!!
ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ انڈیا ضرور ایک لایق مسلمان ڈاکٹر وہاں
بھیج دیگی۔

مچھر اور یوکلپٹس

کیلی فورنیا واقعہ امریکا میں ایک شخص کی ملکیت میں درخت یوکلپٹس کا
ایک باغ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تیس سال سے میں برابر مشاہدہ
کرتا ہوں کہ میرے اس نواح میں مچھر سے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچی

لیلی فورنیا کے بہت مشہور ہین۔ مگر اس مخصص کے احاطہ مین کسی کو نہین ستایا۔ گھانس جو باہر چراگاہ مین جاتی ہین۔ وہ بھی بیبساختہ لیکر آتی ہین۔ مگر آجتک بھی کسی شخص کو شکایت کا کبھی موقعہ نہین ہوا۔

ایک عجیب علاج

ہمارے مکرم جناب خلیفہ رشید الدین صاحب میڈیکل افسر جیکبرآباد کے پاس ایک مریض آیا۔ اُسکی ستر برس کی عمر تھی۔ کوئی سخت ثقیل غذا کھا بیٹھا۔ اور محنت مشقت مین مشغول ہوا۔ اُسے قبض ہوگیا اور ۵ دن تک مطلق اجابت نہین ہوئی۔ پیٹ پھول گیا۔ درد مین غلطان و پیچان سخت بے قرار و مضطرب اُسکو ہسپتال مین لایا گیا۔ خلیفہ صاحب نے اُسکے لیئے دستور اور افیون و بیلاڈونا کی گولی تجویز کی۔ مگر جب اُس سے کچھہ فایدہ نہوا۔ تو اُنھون نے والولس یعنے امعا مین گرہ پڑ جانے کا مرض تشخیص کرکے عمل لیپروٹومی یعنے شکم چاک کرکے درست کرنے کی تیاری کی۔ مگر اسپر راضی نہوا۔ مریض کے بیٹے اُس کو لیجانے پر آمادہ ہوئے ایک چارپائی لیکر تین چار بانسون سے اُسے باندہا۔ اور اُسیر اپنے گانو کو لے گئے۔ مکان پر پہنچے ہی ہونگے کہ اُسکو دو تین اجابتین کھلکر آگئین۔ اور تمام علامات مین افاقہ ہوگیا۔ اور رفتہ رفتہ بالکل صحت ہوگئی۔ خلیفہ رشید الدین صاحب خیال کرتے ہین کہ رستہ مین چلتے چلتے جو مریض کو ہچکولے آئے۔ اُس سے

شفا ہو گئی -

[illegible]

ڈفتھیریا یعنی خناق وبائی کا علاج

جناب ایڈیٹر صاحب

اس مرض کا بیان طب قدیم کی کتابوں میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اسلئے میں ناظرین الصحت کی خاطر کچھہ تہوڑا سا مضمون اس بارہ میں لکھتا ہوں - امید ہی کہ آپ براہ مہربانی درج رسالہ فرماوینگے -

اکثر شہروں اور قصبوں میں یہ مرض ہوتا - اور چونکہ یہ متعدی مرض ہے اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس امر پر خیال کیا جاوے کہ وہ کون سے وسائل ہیں جن سے یہ مرض عام نہ ہونے پاوے - اس امر پر بحث کرنے سے پہلے یہ بتلانا ضروری ہے کہ یہ مرض کسطرح پیدا ہو جاتا ہے - اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اس مرض کا ایک خاص جرم ہے - جسکو کلبس لوفر بے سی لس کہتے ہیں - یہ جرم ہمیشہ مواد میں پایا جاتا ہے - جو مریض کے مونہہ اور حلق سے خارج ہوتا ہے - اور اسی کو اسکا اصلی سبب قرار دیتے ہیں - یہ امر بہی ان لوگوں کے نزدیک مسلم ہے - جو مسئلہ اجرام کے قائل ہیں کہ یہ جرم ایک ایسا زہر پیدا کرتا ہے - جو خون میں شامل ہوتا ہے - اور تمام علامات مرض کو ظاہر کرتا ہے ڈفتھیریا چھوٹے چھوٹے گانٹھ - تنہا حلق کی جلد میں چھوٹے چھوٹے اور علیحدہ علیحدہ گروہ میں ظاہر ہوتا ہے - پھر تو یہ بات ظاہر ہی ہے کہ

ان مکانوں میں جہاں ہوا کی آمدورفت کافی نہیں۔ اُنکے کمرے
مرطوب اور میلے کچیلے ہیں۔ جہاں صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا
دیواروں پر کائی جمنے لگتی ہے۔ ایسے ایسے مکانوں میں وغیرہ پایا جاتا
ہے۔ پس بلحاظ ان اسباب کے اس مرض کی وبا سے بچنے کے لئے ضروری ہے
کہ پاخانے بہت صاف رکھے جاویں۔ پینے کا پانی رہنے کا مکان اور کھانے کی
چیزیں سب مصفا اور پاکیزہ ہوں۔

جب کوئی مریض اس مرض کا ہمارے پاس آوے۔ تو سب سے پہلے یہ مناسب ہے
کہ ہم اسکو دوسروں سے الگ ایک تنہا مکان میں رکھیں۔ مگر تنہائی میں رکھنے سے
پہلے اس امر کا یقین کر لینا ضروری ہے کہ آیا فی الحقیقت وہ مریض مرض وغیرہ کا
ہے۔ اس غرض کے لئے روئی پر قدرے سوا اُسکے حلق کا لیا اور خوردبین کے نیچے
دیکھو کہ آیا اسمیں اجسام وغیرہ ہیں یا نہیں۔ جب وغیرہ کی تشخیص معین ہو
جاوے تو پھر تنہائی پر زور دو۔ کمرے میں سے تمام غیر ضروری سامان اُٹھا دو اور
اُسکے اندر مریض اور اُسکے نرس کے سوا اور کسی کو نہ رہنے دو۔ اگر اس
کمرہ میں انگیٹھی بھی ہو تو اُسے گرم کرو۔ کہ اس صورت میں وینٹیلیشن
یعنے ہوا کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ جو ایک نہایت عمدہ
دافع عفونت تدبیر ہے۔

مریض کے لئے غذا دروازہ پر لا کر رکھ دیجاوے۔ اور نرس
ہی اس کو لیکر اندر جاوے۔ کمرے کے اندر نرس جاوے
یا طبیب۔ نیز کوئی آدمی سوائے مریض کے اور کوئی نہ ہو۔
مریض کے منہ اور ناک سے جو کچھ نکلے وہ کپڑے پر لیا
جاوے اور فوراً آگ میں جلا دیا جاوے۔ مریض کا بول و براز یا جیسے

ہر .... روز سے دس انفکشن کیا جاوے - یا کار بالک ایسڈ اسپرے (؟) کیا جاوے -

غذا مقوی دیجاوے شوربا - دودھ - انڈے وغیرہ اگر مریض نگل نہ سکے تو غذا بذریعہ حقنہ دیجاوے - مفرحات و مقویات الکحل بمقدار پیمانہ دو - دو گھنٹے کے بعد دیئے جاویں - اگر انکی ضرورت معلوم ہو - روغن تارپین اور روغن زیتون مساوی الوزن میں فلالین تر کر کے گلے پر باندھو - اور ٹنکچر اسٹیل اور پوٹاسی کلوریٹ پینے کیلئے دو -

پوٹاسی کلوریٹ - گرین ۴ ۲
ٹنکچر اسٹیل - قطرہ ۸ ۴
گلسرین - اونس ٹوپر ۵
پانی ملاکر - ۳ اونس ملاؤ

اس میں سے دو سال کے بچے کو دو - دو گھنٹے کے بعد ایک چمچہ چاء دو -

کونین بھی دینی چاہیئے - خواہ بذریعہ منہ کے - خواہ بذریعہ حقنہ کے -

کونین سلفیٹ - گرین ۱۲
پوٹاسی کلوریٹ - گرین ۸ ۴
ٹنکچر اسٹیل - ایک ڈرام
شربت سکنجبین - ایک اونس
پانی - ملاکر - ۳ اونس

۶ - برس کے بچے کے لیئے - دو دو یا تین تین گھنٹے

سکے بعد ایک چمچہ چاء۔
پوٹاسی کلوریٹ — نصف ڈرام
اسپرٹ ایدرو کلورک ڈایلوٹ — ۱۶ قطرہ
ٹنکچر سنکونا کمپونڈ — ڈیڑھ اونس
شہد — ایک اونس
برانڈی — نصف اونس
۶ - سال سے نیچے کے بچے ۲-۳ - یا تین
سال کے بچے کے لیئے ایک ایک چمچہ چاء۔

کیلوبل اور سوڈا بائی کاربونیٹ تہوڑے تہوڑے مقدار مین دو بین۔ تا وقتیکہ کیلوبل اپنا اثر عمل بخوبی کر لے۔ اور سانس پر کیلوبل کا عمل بخوبی نمایاں ہو۔
کیلوبل ایک گرین
سوڈا بائی کاربونیٹ گرین ۴ —
ایروماٹیک پوڈر ۶ گرین —
اسکی ایک پڑیا۔ اور ایسی ایک پڑیا دو دو گھنٹے کے بعد دو۔
مقامی معالجہ کے لیئے مفصلہ ذیل نسخوں مین سے کوئی ایک مفید ہو سکے گا —
پوٹاسی کلوریٹ — ایک ڈرام

برومین - نصف اونس

پانی - ۴ اونس

۲-۳ گھنٹے بعد غرغرہ کرو -

حلق میں پڑ جاتی ہے - اُسکے حل کرنے کو لیئے مفصلہ ذیل نسخہ بہت مفید ہے -

ٹرپینٹین - ایک ڈرام

سوڈا بائی کاربونیٹ - ۲۰ گرین

پانی - ۲ اونس

۲-۳ گھنٹے کے بعد گلے میں لگاؤ -

کمرہ کی ہوا مرطوب رکھو - ایک دیگچی میں پانی ڈال کر اُسے کوئیلوں پر رکھے رہو تاکہ پانی کھولتا رہے - اور اُسکے بخارات سے ہوا بھری رہے - اگر اس پر بھی کچھ افاقہ نہو - اور تنفس بند ہو جانے کا اندیشہ ہو - تو فوراً عمل ٹریکیاٹومی - یا ان ٹیوبیشن کرنا چاہیئے - ڈفتیریا کے بعد جو رفالج ہو جاتا ہے - اُسکے لئے فولاد اور جوہر کچلا دینا ضروری ہے - اور برقی مدد سے بھی بہت فائدہ ہوتا ہے -

الراقم الطبا کا خوشہ چین

کونین

یہہ صرف دفع مرض ہی نہیں کرتی - بلکہ یہہ مانع عود بھی ہے - اسکو نہ صرف بخار دور کرنے کے لیئے دیتے ہیں - بلکہ نوبت کی دوبارہ

آنے سے روکنے کے لئے بطور حفظ ماتقدم ہی دیتے ہیں

ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گویا ملیریا کی سمیت کا تریاق [illegible]

پہلے جو طبیعت کو ایک سستی سے عاید ہوتی ہے [illegible] کونین دیدی

جاوے تو اس سے نوبت رک جاتی ہے [illegible] یار بخار آیا کرتا

ہے - انکو چاہیئے کہ روزانہ کونین کہانے [illegible] تک عادت کریں

جب کسی شخص کو معلوم ہو کہ اب بخار کی نوبت آنے والی ہے - تو دس بیس

کونین کہالیوے - نوبت رک جاویگی - افریقہ - امریکا - اور ہندوستان

میں بحری اور بری فوج میں امتحان کرکے دیکھہ لیا گیا ہے - کہ کونین بخار

سے بچانے کے لئے بطور حفظ ماتقدم دیجا سکتی ہے - جو لوگ ملیریا والے

ملک یا موسم میں رہتے ہیں - انکو بخار کے حملوں سے بچنے کے لئے ضرور کونین

کہانی چاہیئے - تین سے پانچ گرین کونین عرق لیموں میں ملا کر استعمال

کرنی چاہیئے -

نوبتی بخار - اس بخار میں کونین بمقدار کثیر دے سکتے ہیں - مگر

معمول یہی ہے کہ دس - دس گرین کی تین خوراکیں دو - یا تین تین

گہنٹے کے بعد وقفہ استراحت میں دی جاویں - یہانتک کہ تینوں خوراکیں اسی

وقفہ کی حالت میں پوری ہو جاویں - عمدہ تدبیر یہ ہوگی - کہ اسیوقت

دوائی دینی شروع کر دیجاوے - جس دم کہ یہ صریح طور پر معلوم ہو جاوے

کہ وقفہ شروع ہو گیا ہے - اور بالعموم وقفہ استراحت علی الصباح شروع

ہوا کرتا ہے - جب بخار زور پر ہو تو کونین دینے سے احتراز کرنا چاہیئے کیونکہ

اگر اس حالت میں دیجاوے تو اس سے حرارت بخار بڑھ جاتی ہے - اضطراب

و بیقراری کو ترقی ہوتی ہے اور ہچکیاں آنے لگتی ہیں - باقی آئندہ

مطبوعہ فخر الدین پریس لاہور

الصحۃ

جلد ۱ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۳ء نمبر ۹

ایک طبی ماہوار رسالہ جس میں علوم طبیہ
قدیمہ و طب جدیدہ دونوں سے بحث ہوتی ہے

مرتبہ

ڈاکٹر حافظ فضل احمد صاحب
مالک امپیریل میڈیکل ہال کشمیری بازار لاہور

مطبع فخر الدین رسمین منشی فخر الدین کے اہتمام
سے چھپا

نعمت اقبال تن آستیک کو فدائی یکدم آرام و تندرستیہا

اعلام مفید عام

ہمنے اہل شہر کے فائدہ رسانی اور رفع تکلیف کے لئے اپنا کارخانہ امپیریل میڈیکل ہال انارکلی سے شہر مین کشمیری بازار مین منتقل کیا ہے جہانپر بپابندی جملہ اصول و قواعد فن دوا سازی ادویات ہمیشہ عمدہ و تازہ ہر وقت دوائی مل سکتی ہے۔ نہایت توجہ کے ساتھہ طبی مشورہ دیا جاتا ہے۔

اصحاب بیرونجات کیخاطر ہمنے یہہ انتظام کیا ہے کہ جو صاحب مفصلات سے کسی مرض کا علاج کرانا چاہین تو حتی المقدور بذریعہ خط و کتابت علاج کیا جاویگا۔

(۱) اور انکے حالات پر کامل طور پر غور و فکر کیا جاویگا۔

(۲) جو صاحب باہر سے آکر لاہور مین یہان کے فاضل ڈاکٹرون سے بطور پرائیویٹ علاج یا عمل جراحی کرانا چاہین تو انکی ہاؤس و دیگر ضروریات کا بندوبست کیا جاویگا۔ علاوہ دیگر فوائد کے انکو ایک یہہ بھی فائدہ ہوگا کہ وہ ہر وقت زیر نگرانی رہینگے۔ اور ان ہدایات کی تعمیل بخوبی ہوسکیگی جو ڈاکٹران ممدوح انکے لیئے تجویز کرینگے جو صحاب بغرض علاج کرانے کے لئے آیا چاہتے ہون وہ ہمسے خط و کتابت کرین۔

(۳) ہمارے کارخانہ مین ہر ایک قسم کی ادویہ موجود ہین جس صاحب کو درکار ہون طلب فرماوین فوراً بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کئے جاوینگے۔

المشتہر

ڈاکٹر حافظ مفضل احمد امپیریل میڈیکل ہال کشمیری بازار لاہور

لباس

(نمبر ۲)

اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ

السی کا کپڑا ایک عُمدہ موصل حرارت ہی - اور چونکہ یہ زیادہ سرد ہوتا ہے - اِس سبب سے سوائی گرما کے اِسکا استعمال جائز نہین - اِسکی خاص خوبی یہ ہے کہ چمڑے کو کُھجلی اور خراش نہین کرتا -

روئی کا کپڑا نہائیت کثرت کے ساتھہ استعمال ہوتا ہے - کیونکہ اِسمین السی کی نرمی چکناپن موجود ہی اور جذب رطوبات کی جو قابلیت اِسمین پائی جاتی ہی وہ روئی کے کپڑے مین ہرگز نہین - اسیواسطے اُن ممالک مین جہان گرمی کا زور ہے - اور جہان پسینہ بہُت کثرت کے ساتھہ آتا ہے - روئی کا کپڑا - دوسرے کپڑون کے نیچے پہننا چاہیئے -

ریشم مین کئی خاص خوبیان ہین - مگر اوّل تو یہہ قیمتی اِسقدر ہی کہ

اسکا رواج عام ہونا ممکن ہی نہیں پہر اسمین یہ نقص بھی ہی کہ جسم کی ساتھہ رگڑنے سے کئی ایسے برقی تغیرات اسمین واقع ہوتے ہین جس سے بدن پر خراش ہونے لگتا ہے۔

رنگ - بدن کی حفاظت اور بچاؤ کرنے کا فرض جو لباس کی متعلق ہے اُسمین رنگ سے کوئی فرق نہین آتا سوائے اس حالت کی کہ رنگ سے کپڑے کی ساخت مین فرق پڑجائے۔ مثلاً زیادہ موٹا - دبیز یا سخت ہوجائے - ہان جب اُس حفاظت کا خیال کیا جاوے - جو کپڑا بدن کی شدت حرارت سی کرتا ہی تو پہر رنگ کا اثر بہی خوب نمایان ہوتا ہے - تجربون سے یہ امر بایہ ثبوت کو پہنچا ہی کہ حرارت جذب کرنے کی طاقت رنگون مین حسب تفصیل ذیل ہے -

زرد - سبز - سرخ - نیلا - سیاہ - ان مین سے پہلا رنگ یعنی زرد سب سے کم حرارت جذب کرتا ہے - اور آخری یعنی سیاہ سب سے زیادہ - باقی اپنی ترتیب کے مطابق کم و بیش حرارت جذب کرتے ہین - ہمارا روزمرہ کا تجربہ اس بیان کی تصدیق کرتا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ سیاہ کپڑے پہنکر دہوپ مین چلنے سے زیادہ تکلیف بہ نسبت ہلکی رنگ کے کپڑون کے ہوتی ہے -

رنگ دار کپڑون سے بعض اوقات بدن کو خاص خاص قسم کی نقصان پہنچتے ہین بعض آدمیون کے مزاج مین یہ خصوصیت ہوتی ہی کہ اُنکے بدن پر خاص خاص قسم کے کپڑون کے لگنے سے خارش ہونے لگتی ہی - مگر ہماری مراد اس جگہ اُس خصوصیت کا ظاہر کرنا نہین - بلکہ اس امر کا جتلانا ہے - کہ بعض رنگونکی ترکیب کیمیاوی ایسی ہوتی ہی کہ اُنکے اجزا سے بدن پر کہجلی شروع ہوجاتی ہی -

بدن کے فضلات و رطوبات ہمارے کپڑون مین جا داخل ہوتی ہین اور گو انکا زیادہ تر حصہ تو پانی ہی ہوتا ہے - مگر کسی قدر اُسمین ذی عضو مادہ بہی

ہوتا ہے۔ جو آسانی متعفن اور متحلل یا جزائی ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ پانی بخار
بنکر اڑ جاتا ہے فضلات کپڑے کے ریشوں میں پڑے رہتے ہیں اور متعفن ہو جاتے
ہیں۔ اگر معمولی السی اور روئی کا کپڑا ہو تو پانی میں دہو کر ان غلاظتوں سے پاک
کر سکتے ہیں۔ پر اگر کپڑا ریشم کا ہے۔ یا اون کا۔ تو اس صورت میں ظاہر ہی کہ
پانی کے ذریعہ سے یہہ طہارت ممکن نہوگی۔ آخر الذکر جانتیں کپڑوں کو صاف و پاک
کرنے کا یہہ طریقہ ہے کہ انہیں ہوا میں ڈالدیا جاوے۔ تاکہ ہوا کا جزو
آکسیجن (حموضیہ) مادہ مذکور کے ساتھہ مرکب ہو جاوے۔ اور وہ اسے ایسا نیست
نابود کر دے۔ کہ گویا جلا دیا۔ خصوصاً وہ کپڑے جو بدن کے ساتھہ لگتے رہتے ہوں
انکو اس طریق پر ہوا میں رکھنا نہایت ضروری ہوگا۔ اور نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ بار بار
ایسا کرنا ضروری ہی۔ بستر کو جتنے دیر تک ہو سکے ہوا میں پھیلاؤ۔ اور یہہ جو بعض
لوگوں کی عادت ہی کہ صبح سویرے بستر کو بند کر دیتے ہیں یہہ نہایت نامناسب ہے
قدرتی تقسیم میں جو رات اور دن یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ اس سے
فایدہ اٹھانا چاہئیے۔ وہ تمام کپڑے جنمیں رات بہر پسینہ جذب ہوتا رہا ہے دن
بہر کہلے پڑے رہیں۔ اور ہوا اپنا عمل کرے۔ جو کپڑے دن بہر زیب بدن
رہتے ہیں۔ رات کو انکو اوتار دو۔ اور ہوا میں ڈالو۔ اور صرف وہی کپڑے بدن پر
رکہو جو رات کے لئے مخصوص ہیں۔ اس طرح پر لباس کے بدلتے رہنے میں پہلے
پہل شاید کچھہ دقت معلوم ہو۔ مگر جب ایک دفعہ بدن خوب ہوا رسیدہ کپڑوں کا
عادی ہو گیا تو پہر ایک معمولی بات ہو جاویگی۔ بلکہ بدن کو کبھی ایسے کپڑے پسند
ہی نہیں آوینگے۔ جو ہوا رسیدہ نہوں۔ البتہ اس قدر احتیاط نہایت ضروری
ہے کہ سخت سردی کے دنوں میں اور اس کمزوری و ضعف کی حالت میں جو
کسی شدید مرض کا نتیجہ ہو کسی گرم کمرہ میں جا کپڑے پہیلا کر رکھدیئے جاویں۔ اور

جب وہ گرم ہولیں تب اُنکے تبدیلی کیجاوے - ورنہ دفعتاً تبدیل کرنے سے نقصان کا احتمال ہے -

موسم گرما

نہایت سخت گرمی کے دنوں میں تو کپڑے خواہ کتنے ہی ہلکے اور تھوڑے ہوں وبال جان معلوم ہوتے ہیں اور یہی جی چاہتا ہے کہ بدن پر کوئی ذرا سا پردہ بھی نہ رہے - بیشک حتی المقدور کپڑوں کی تعداد کم کردینی چاہیئے - مگر اکثر اوقات یہ بے چینی کچھ کپڑوں کے زیادہ ہونے کے باعث نہیں پیدا ہوتی - بلکہ اس کا سبب وہ یکجا فراہم شدہ پسینہ ہوتا ہے -

افغانستان میں طب قدیم اور ایک اہل یورپ کے ریمارک

ہزہائینس امیر صاحب والئے کابل کی ملازمت میں ایک یوروپین ڈاکٹر مسمے جے - اے - گرے تھے - انہوں نے انگلستان میں جاکر اخبار لینسٹ کی ذریعہ سے بیچاری طب قدیم پر ناکردہ گناہ حملات کرنا شروع کئے ہیں - صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ یونانی حکیم اصول علم تشریح علم الامراض (پتھالوجی) اور وظایف الاعضا (فزیالوجی) سے ناواقف محض ہیں وہ اعمال جراحی کو جاہل حجاموں اور ڈریسروں کے سپرد کئے ہوئے ہیں - اور کسی ایک نمایاں علامت کو مدنظر رکھکر اور دیگر تمام علامات سے قطع نظر کرکر علاج کرنے لگتے ہیں - گویا انکا علاج بالکل بے قاعدہ اور بے اصول ہوتا ہے مثلاً تمام امراض صدر کو سرفہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں کسی قسم کا شکم میں درد ہو اسکو قولنج ہی شمار کرتے ہیں اور پھر اُسکے علاج کے لئے جلاب دینا لازمی سمجھتے ہیں - اُنکے نزدیک استسقا کے یہی ایک حقیقت ہوسکتی ہے کہ وہ گویا الجزات ہیں جو اسعا کو سپرد کردیتے ہیں

ان ریمارکوں سے ڈاکٹر گرے کی تحقیقات و وسعت معلومات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اسمیں کچھہ شبہ نہیں کہ پیروان طب قدیم علم تشریح کے ان دقائق سے واقف نہیں جو آجکل کی تحقیقات نے ہمیں سکھلائے ہیں۔ وہ باریک تشریح جو جردبین ہم کو دکھلائی ہے وہ آگے کسی کے خواب و خیال میں بہی نہیں تہی۔ وہ مختلف رنگوں سے ڈاباگرام کا کہینچا۔ اور وہ متحرک اجزاء سے اعضاء کی صورتیں بناتا۔ کوئی نہیں جانتا تہا۔ مگر اسمیں بہی کلام نہیں کہ جملہ اعضاء کی موٹی موٹی تشریح طب قدیم کی کتابوں میں موجود ہے۔ جس سے معمولی کام چل جاتا ہے۔ ڈاکٹر گرے نہ مانیں تو ہم کتابوں کے حوالے بقید صفحات دے سکتے ہیں۔

پے تہالوجی اعلم الامراض و تشریح مرض بعد الموت اکی تحقیقات کا شوق زمانہ حال میں پیدا ہوا ہے متقدمین کو اسپر زیادہ تر توجہ نہیں تہی۔ اس واسطے طب قدیم کی کتابوں میں اگر اسکا بہت کچھہ پتہ نہ چلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر علم وظائف الاعضاء یا افعال الاعضاء کی نسبت جو ڈاکٹر گرے لکہتے ہیں کہ اسکے موجود سے حکماء طب قدیم محض بےخبر ہیں۔ یہ بالکل درست نہیں۔ طب قدیم کی کتابوں میں اسکے متعلق جدا جدا کانہ باب ہوتے ہیں۔ پہر ایسی ظاہر و باہر صداقت سے معلوم نہیں کہ فاضلان یورپ کسطرح اغماض کر جاتے ہیں۔ اور صاف انکار کر دیتے ہیں۔ البتہ اس امر میں کچھہ شبہ نہیں کہ جدید تحقیقات نے بہت سے اعضاء کے افعال و وظائف پر نئی روشنی ڈالی ہی۔ دن بدن نئے نئے مسایل حل ہوجاتے ہیں۔ مگر یہ زمانہ کی ترقی ہے زمانہ دن بدن آگے کو بڑہتا ہوا چلا جاتا ہے۔ جو ترقی زمانہ کو آجکل ہے وہ اس سے دو سو برس پیشتر کسطرح خیال میں آسکتی تہی۔ پہر اگر وہ چند نئی باتیں مثلاً خون کی ترکیب اور اسکے مختلف اجزاء کی وظائف و افعال متقدمین کو معلوم نہ تہی تو اسمیں انکا کیا قصور ہی۔ کیا فاضلان یورپ بایں تبحر و ادعای اس امر کا دعوی کر سکتے

ہین کہ اُنہوں نے جملہ اعضائی بدن کے افعال وظائف سے کہاں خفقہ و خفیت پیدا کرتی ہے۔

اُصول علاج کے متعلق ڈاکٹر گرے نے جو کچھہ لکہا ہے اُسکو دیکہکر تعجب ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی قلم سے کس طرح ایسے بے معنی الفاظ نکل سکے۔ پیروان طب قدیم کا یہ ہرگز اُصول نہین کہ صرف ایک ہی نمایان علامت کو لیکر علاج شروع کر دیا جاوے۔ وہ بقدر اپنے معلومات کی تمام علامات کی تحقیقات کرتے ہین۔ اور اونکی جستجو پر تشخیص و تدبیر کی بنیاد رکہتے ہین۔ یہہ دوسری بات ہی کہ ڈاکٹر صاحب نے کسی نام کے حکیم بدنام کنندہ نکونامے چند کو یہ غلطی کرتے دیکہا ہو اور اُس سے تمام حکما کی نسبت بدظنی پیدا کر لی ہو۔ جناب ڈاکٹر صاحب طب قدیم کی چہوٹی چہوٹی کتابون مین بہی امراض صدر کے جداگانہ باب ہوتے ہین۔ انمین امراض صدر کا الگ الگ ذکر ہوتا ہی۔ اُن امراض کی جداگانہ نام ہین۔ سرفہ بہی منجملہ انکے ایک ہی۔ پیروان طب قدیم بخوبی جانتے ہین کہ سرفہ ایک علامت ہی کبہی اِس کا سبب ہوا کی نالیون کا ورم ہوتا ہے۔ کبہی اسکا سبب گلے کی بیماری ہوتا ہے کبہی پیٹ کی بیماری وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک ایسی صاف صریح صداقت ہی کہ جس طرح کوئی چاہئے۔ اسکی تصدیق کرے۔ یہ بہی ڈاکٹر صاحب کی زبردستی ہی کہ وہ فرماتے ہین درد شکم خواہ کیسا ہی ہو سب پیروان طب قدیم اُسکو قولنج ہی خیال کرتے ہین۔ قولنج مین بیشک دیسی طبیب جلاب زیادہ کثرت سے دیتے ہیں۔ مگر یہہ بات درست نہین کہ وہ دستور یعنے عمل حقناق کے فوائد سے بے خبر ہین۔ قولنج مین وہ دستور کو برتتے ہین۔ اور کہی قسم کی تنباف جیسے سپاز یعنی بڑی فایدہ اُٹہاتے ہین۔

معلوم نہین ڈاکٹر صاحب نے یہ معلومات کہان سے حاصل کی ہین سب سے زیادہ انوکہی بات جو اِس مضمون مین پائی جاتی ہے۔ وہ یہہ کہ ڈاکٹر صاحب

کہتے ہیں کہ طب قدیم میں بیان استسقا کے یہی معنے ہیں کہ بخارات کا امعا کے اندر جمع ہوجانا
ڈاکٹر صاحب کے اس ارشاد پر جس قدر کوئی تعجب ظاہر کرے کم ہے استسقا
کی ماہیت سے پیروان طب قدیم بہت کچھ واقفیت رکھتے ہیں جس کو شبہ ہو
انکی کتابیں دیکھکر فیصلہ کرلے۔

جراحی پر ماہران طب جدید جس قدر ناز کریں بجا ہے۔ اور طب قدیم
والونکی ناواقف شعاری کے جتنی خبر لیں کم ہے۔ بیشک جراحی نے جو کمال حاصل کیا ہے
وہ کبھی طب قدیم والوں کے شان وگمان میں بھی نہیں آیا تھا۔ دل ودماغ وجگر پر
جراحی نے جو دسترس حاصل کی ہے۔ وہ نہایت ہی حیرت بخش ہے۔
مگر باینہمہ فاضلان طب جدید کو ماہران طب قدیم کیطرف نگاہ نفرت سے دیکھنا واجب
نہیں اور انکے ساتھ تمسخر و استہزا کرنا کسی طرح شایاں نہیں۔ طب قدیم کے ساتھ
زمانہ کی ترقیاں شامل ہوتی گئیں اور آخرکار وہ اس موجودہ مقبول و مطبوع صورت
کو پہنچا۔ ایک وقت تھا کہ ان علوم کے دریا اس ہندوستان جنت نشان میں بہتے
تھے۔ اور کل دنیا کے فاضل یونان کے ہوں یا کنعان کے سب یہیں آتے تھے
یہی آریہ ورت کی خوان نعمت سے یونان فیضیاب ہوا۔ اور اسی سرچشمہ
آبحیات سے مصر سیراب ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد یونان کے سرمایہ پر اہل عرب نے
قبضہ پایا اور یونان کی کمائی اپنے قبضہ میں لاکر اسمیں بہت کچھ اضافہ کیا۔ اور اپنے
زمانہ میں یکتا و بے نظیر قوم بنکر دوسری قوموں کو فیضیاب کیا۔

اب یورپ کے اوج کا دورہ آیا ہے علوم کا نیر اعظم اس سرزمین
میں نصف النہار پر پہنچا جاتا ہے۔ یورپ نے اپنے علمی کمالات
کے ذریعہ سے ساری دنیا کو تسخیر کرلیا ہے۔ مگر اطبا یورپ کو یاد رکھنا چاہیے
کہ گو وہ کمال مرتبت کو پہنچتے جاتے ہیں۔ انکے فخر و کمال کا ماخذ وہی طب قدیم ہے

اور ہر دولت وافلاس کو پہنچکر ہی پیروان طب قدیم کو یہی تسلی ہے - کہ وہ
اُوسی نعمت کے مالک ہیں جو سب کی سرمایہ ناز و افتخار کا منبع ہے -

ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم
مست آن ساقی و آن پیمانہ ایم

امراض قابل انسداد

انسداد امراض کے مضمون پر کچھہ عرصہ سے زیادہ توجہ مبذول کی جارہی ہی - اور اب اطبا پر یہ بات دن بدن زیادہ وضاحت کے ساتھہ عیان ہوتی جاتی ہی - کہ اُن کا یہی فرض نہیں کہ صحت زائلہ کے عود کرنے کا بندوبست کریں - بلکہ اُنکا یہ بھی ایک بڑا فرض ہے - کہ اُن اسباب کو حاصل کریں - جن سے امراض کا انسداد ہو -
ڈاکٹر صاحبان - جنیر پسٹر اور کاخ وغیرہ کی عالی ہمتی - بلند حوصلگی - نہ کبھی تھکنے والی محنت - اور فائدہ رسانی خلق اللہ کی خواہش نے اس خاص بارہ میں بہت سے کار آمد اصول ظاہر کئے ہیں - عمل تلقیح ان آکولیشن کا چرچا جا بجا ہوتا جاتا ہے اور بہت سے امراض میں اُنکی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے - مانعات عفونت (اینٹی سپٹک) و دافعات عفونت (اینٹی سپٹیک) کا استعمال عام ہوتا جاتا ہی اور جراحی اور اُن تمام اعمال بالیدین جہاں اوزاروں سے کام پڑتا ہے - اُنکی رعایت ضروری سمجھی گئی ہی - یہہ تمام کوششیں ہیں صرف اس غرض کی حاصل کرنے کی کہ اُن امراض کا اعادہ نہو سکے -
ڈاکٹر ولیم واہنیر پاٹر نے جو اس مضمون پر شہر نیویارک کی اکاڈمی آف میڈیسین کے روبرو ریمارک کئے ہیں ہم اُنکی طرف ناظرین کی توجہ دلانی چاہتے ہیں -

مرض سل کا ذکر کرتے کرتے ڈاکٹر پاٹر لکھتے ہین کہ اس مرض کا دفعیہ اور انسداد
کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ کھانے پینے کی چیزون کا خاطر خواہ بندوبست کیا جاوے
ہمارے ملک مین تمام بڑے بڑے شہرون مین میونسپل کمیٹیان موجود ہین - یہ ضروری کام
میونسپل کمیٹیان اپنے ذمے لے سکتی ہین - ہر شہر مین گوشت اور دودھ وغیرہ کی نگرانی کیلیئے
عہدہ دار موجود ہین - مگر افسوس یہی ہے کہ عموماً یہ عہدہ دار عام آدمی ہوتے ہین - اگر یہ کام
عہدہ داران طبی کے سپرد کیا جاوے - کہ وہ تمام جانورون کو جو ذبح ہونے کو ہون اچھی طرح سے
دیکھہ بھال لین کہ انہی ٹیوبرکلوسس یعنی سل کا مرض تو نہین -

اسکے علاوہ - اس امر کی نگرانی بھی ہونی چاہیئے کہ مریضان ٹیوبرکلوسس کو صحیح و
تندرستی عورات کے ساتھہ مناکحت کرنے کی اجازت نہ دیجاوے - تاکہ انکی مبتلائی مرض
تہائی سس ہونے کا اندیشہ نہ رہے - اور نہ تہائی سس کے میلان والی اولاد پیدا ہو - جن
لوگون مین ٹیوبرکلوسس کا مادہ موجود ہے - انکی مناکحت ابھی کسی صورت مین جائز نہین -
ڈاکٹر پاٹر کی یہ رای بھی ہے کہ مریضان تہائی سس کو دوسرے مریضون سے الگ رکھا جاوے
کیونکہ انکے لعاب دہن - اور بلغم مین تہائی سس کے اجرام ہوتے ہین - ہمارے ملک کی موجودہ حالت
مین ابھی یہ تو ممکن نہین کہ تہائی سس کے لیئے جداگانہ ہسپتال ہون - ہان جو لوگ
گھر مین علاج کرانے کی استطاعت رکھتے ہین انکو لازم ہے کہ بیمار کو دوسرے مریضون
سے علیحدہ رکھین کیونکہ کھانسی کے ساتھہ جو بلغم نکلتا ہے اسمین اجرام تہائی سس بڑی
کثرت سے ہوتے ہین - اگر یہ بلغم زمین پر ڈالا جاوے - تو کچھہ عرصہ کے بعد وہ خشک ہو کر مٹی
مین ملجاویگا اور مٹی کے اجزا ہوا کے ذریعہ بوسیلہ استنشاق انسان کے آلات تنفس مین داخل
ہو جاوینگے - اور فی الفور پر تہائی سس کی بنیاد رکھی جاویگی - گلیون کی مٹی بھی بسا اوقات
سل کے پیدا ہونے کا باعث ہوا کرتی ہے جیسے کہ اکثر مواقع پر ثابت ہوا ہے جن مکانون
مین سل والے مکین رہ چکے ہون - انمین نہین جانا چاہیئے جب تک کہ صفائی اور سفیدی نہ ہوچکے

ایڈیٹوریل نوٹس

اجسام کی چوری

کچھہ عرصہ ہوا ہے کہ آگرہ کی کیمیکل اگزامینر کے لیبوریٹری مین چوری ہوئی۔ جب واردات کی اطلاع پہنچنے پر دیکھا بہالا گیا۔ کہ کیا کچھہ نقصان ہوا ہی۔ تو معلوم ہوا کہ پانی کی چند بوتلین مفقود ہین اور جو پانی اُنمین تہا۔ اُسکی نسبت یہ شُبہ کیا گیا تہا۔ کہ اسمین اجسام ہضمیہ بکثرت موجود ہین۔

چین مین میڈیکل کالج

بمقام ٹین سٹین ایک شاہی میڈیکل کالج کہولا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہی۔ کہ اس کالج کا منتظم ایک یورپین ڈاکٹر ہوگا۔ ڈاکٹر ہوسٹین سرجن کپتان متعلقہ برٹش آرمی اس کالج کا ایک پروفیسر مقرر کیا گیا ہی۔ اس کالج کا منشا صرف یہی نہین کہ طلبا کو تعلیم طبی دیوے بلکہ یہ کالج اُنکو سندات پریکٹس بہی عنایت کریگا۔

دواسازی ہندوستان مین

اس علم وفن کے زمانہ مین کہ جملہ علوم وفنون اپنے کمال پر پہنچ جاتے ہین۔ جو غفلت ویسے توجہی انگریزی ادویہ کی دواسازی یعنے فارمیسی کی ہو رہی ہی۔ ویسی اور کسی چیز کی نہین ہوتی۔ وہ لوگ جو خواص ادویہ سے محض ناواقف ہین جو کیمسٹری سے

بالکل ناآشنا ہیں جنہوں نے بوٹنی کی کبھی کوئی کتاب نہیں پڑہی وہ دواسازی کو
اپنا وجہ معاش قرار دئے ہوئے ہیں - اسکی وجہ سوا اسکے اور کچھہ نہیں کہ عموماً
اہل وطن علوم و فنون کی طرف سے بے پرواہ ہیں ورنہ ایسے بے علم دواسازوں سے
کبھی بہرور نہ کرین - ہم کو ڈر ہے کہ جس طرح پنساریوں نے یونانی حکمت کو بدنام و
بے منفعت کر دیا ہے ویسے ہی یہ نام کے کیمسٹ انگریزی طبابت کی مٹی پلید کرینگے -
اخبار کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ کا ایک نامہ نگار ہندوستان سے اس بارہ میں یون
لکہتا ہے " ہندوستان مین علم طب کو بہت کچھہ ترقی ہوتی جاتی ہے - مگر افسوس ہے
کہ دواسازی کیطرف توجہ بالکل نہین - لیاقت کا معیار بالکل کمپونڈرون کی ایکٹ پر
منحصر ہے جسکا سارا انحصار ہسپتالوں پر ہے امتحان سال بہر مین دو دفعہ ہوتا ہے اور
ممتحن افسران سرکاری ہوتے ہین - امتحان کے مضامین نہایت مختصر ہین یعنی معمولی ادویات
کی شناخت اور اونکے مقادیر خوراک کا جاننا اور نسخوں کا پڑہ لینا - تین روپیہ فیس
داخلہ لی جاتی ہے اور ہسپتال مین تین سال کام کرنا پڑتا ہے علم کیمیا (کیمسٹری) تو کوئی
نہین جانتا - علم نباتات (باٹنی) کا نام تک نہین معلوم اور علم الادویہ (میٹیریا میڈیکا)
بہی باقاعدہ طور پر سکہلائی نہین جاتی - " صاحب اخبار موصوف اس بات پر تعجب
کرتے ہین کہ دواسازی کی طرف سے ایسی سخت بے پرواہی کیون جائز رکہی گئی ہے
مگر انکو معلوم ہونا چاہیے کہ گورنمنٹ کا اسمین قصور نہین - ملک کی عام علمی افلاس کی
وجہ سے گورنمنٹ مجبور ہی کہ معمولی کاروبار کے لیئے ایسا آسان معیار تجویز کرے - مگر
اس طرح کے کمپونڈر گورنمنٹ کبہی آزاد نہین چہوڑتی - وہ ہمیشہ لائق اور تربیت یافتہ
ڈاکٹرون کے زیر نگرانی کام کرتے ہین جو اونکے جملہ کاروبار کی پڑتال کرتے رہتے ہین اور
زیادہ نازک اور غور طلب کام اپنے سامنے کراتے ہین - مگر زیادہ تر اندیشہ تو انگریزی
دوائی بیچنے والوں کی دوکانوں پر پڑ رہا ہے - عموماً انگریزی ادویہ کی فروخت کو

دوکانون کے مالک بھی کمپونڈر صاحبان ہین - کہ جنکا مبلغ علم بالکل بے اصل بے
وقعت ہی - اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز یہ بات ہی کہ بعض نام کی کیمسٹ ایسے بھی
ہین کہ جنکو فن فارمیسی سے کچھہ بھی تعلق نہین جنہون نی نہ کبھی ہسپتال مین کام کیا ہے
نہ کبھی کسی مدرسے یا کالج طبی مین تعلیم و تربیت پائی ہی - نہ کبھی اصول دواسازی کا
ایک لکچر بھی سُنا ہی اور نہ عملیات فارمیسی کا درس حاصل کیا ہی - ایسے بھی وہ کیمسٹ
کی دوکانداری کرتے ہین اور شب و روز ادویہ ڈسپنس کرتے ہین -

جس قدر انگریزون کی دواسازی کی کارخانہ اس ملک مین ہین نہایت
عُمدہ اور قابل اطمینان ہین - بڑے بڑے لائق کمپونڈر انمین کام کرتی ہین اور باقاعدہ
تعلیم یافتہ ڈاکٹر اور اپاتہاکری اُنکے کام کی نگرانی کرتے ہین - یہہ کارخانی ٹھیک دوا
سازی کا حق ادا کرتے ہین اور پبلک اور پروفیشن جسقدر اُنپر بہروسہ کری - زیبا ہے
مگر افسوس ہے کہ ہمارے اہل وطن جسکام کو ہاتہہ مین لینگے اُسکو ذلیل کرکی چھوڑین گے -
ہر چہ گیرد علتی علت شود - یہان اسکام کو ہاتہہ مین لیا تو کس نی کم علم
کمپونڈرون نے یا محض ناواقف سوداگرون نے - واقعی ای فارمیسی تیری حالت
رحم کے قابل ہی !!

کس طرح پڑہنا چاہئیے

ایک میڈیکل کالج کے مُہتمم نے ایک چھوٹی سی کتاب بنام ہادی طلبای میڈیکل
لکھی ہی - ہم اُسمین سے مندرجہ ذیل انتخاب برائی افادہ طلبا درج صحیفہ الصحت کرتی ہین
بہت ہی کم طلبا ہین جو یہ جانتے ہون کہ اچھی طرح سے پڑہنا کس کو کہتے ہین
مگر طلبا کی کامیابی طرز و طریقہ مطالعہ پر منحصر ہے - کھانا کھانے کی بعد ہی پڑہنا
شروع مت کرو - بلکہ اسکے بعد کچھہ عرصہ تک آرام کرنا نہایت ضروری ہے

ایک ہی دفعہ تین گھنٹے سے زیادہ مت پڑھو۔ تین گھنٹے کام کرکے ایک گھنٹہ یا نصف گھنٹے کا وقفہ ضرور دینا چاہیئے۔ ۸ گھنٹے فی دن سے زیادہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ بلکہ عمدہ ترتیب اور مناسب تقسیم کے ساتھ دن میں ۷ گھنٹے پڑھ لینا ہی کافی و مکتفی ہوگا۔ سونے سے آدہ گھنٹہ پہلے پڑھنا بند کردو۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے۔ تو خواب نوشین و فرحت بخش سے محروم رہوگے۔

آہستہ آہستہ پڑھو۔ جلدی کرنے کی حاجت نہیں۔ جیسے جیسے پڑھتے جاؤ۔ دیکھتے جاؤ کہ تم ہر ایک فقرہ کے مطلب کو بخوبی ذہن نشین کرتے جاتے ہو۔ جب تم نے ایک حصہ کسی مضمون کا ختم کرلیا ہے۔ مثلاً ایک پیرگراف ختم کرلیا ہے۔ یا ایک دلیل کو پورا کرلیا ہے۔ یا کسی خاص بیان کو ختم کرلیا ہے تو اپنے ذہن ہی ذہن میں اُس حصہ کو پھر دوہرا جاؤ۔ اور یقین کرلو کہ اسکے بڑے بڑے حصے ذہن میں حاضر ہوتے ہیں کہ نہیں۔ تہوڑی مشق کے بعد تم یہ دور بسہی آسانی سے کرسکوگے۔ کہ تمھیں خبر ہی نہیں ہوگی اور تمہاری طبیعت پر ذرا بھی گرانی اور بار نہیں معلوم ہوگا۔ ہاتھہ میں پنسل لے کر مطالعہ شروع کرو۔ اور اپنی کتاب پر مشکل اور ضروری مقامات کے نیچے نشان لگاتے جاؤ۔ حاشیوں پر جابجا ضروری نوٹ لگاتے جاؤ یا صفحوں کے درمیان اِس غرض کے لئے خالی کاغذ چسپاں کردو۔ بہتر یوں ہوگا کہ پہلے ایک دفعہ یوں ہی پڑھتے جاؤ۔ تاکہ مضموں سے عام آگاہی حاصل ہوجاوے پھر اس طرح جب مطالعہ کرو تو اسیوقت دور ثانی شروع کرو۔ اسکے مرتبہ ذرا زیادہ غور سے اور طبیعت اور دماغ پر زیادہ زور دیکر پڑھو۔ اور نشان لگاتے جاؤ۔ جب یہ دور ثانی بھی ختم ہوجاوے۔ تو کتاب کو پھر ہاتھہ میں لو اور صرف نشان شدہ حصوں پر عبور کرنا شروع کرو۔ اب اگر کوئی مقام ایسا نکل آوے جو یاد سے نکل گیا ہو تو اُسکے مقابل ایک صلیبی نشان لگاؤ۔ پھر اگر کبھی فرصت ہو تو صرف سطور

تتقابل نشانات صلیبی کا دیکھہ لینا کافی ہو گا - کتاب کو سن اوله الے آخرہ بغور تمام پڑہو جیسا کہ بعض آدمیوں کا دستور ہی کہ صرف اُنہی مقامات کو پڑہتے ہین جنکی نسبت اُنکا خیال ہوتا ہے - کہ غالباً امتحان میں پوچھے جاوینگے - کتاب کو ایک ہی بار پڑہنے پر قناعت نہ کرو - جب ایک دفعہ ختم کر چکو تو فوراً دوسری دفعہ دَور کرنا شروع کردو - اگر دور ثانی شروع کرنے مین تاخیر کیا جاوے - تو فایدہ خاک نہین ہو گا -

میری شرطیہ دوائی

یہہ وہم وبا کی طرح عام ہوتا جاتا ہے - کہ پیٹنٹ ادویہ کے ذریعہ سے دولت فراوان کمائی جا سکتی ہے - گنج قاروں پر دسترس حاصل کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہو سکتا ہے - غضب یہ ہی کہ بعض واقعات ایسے مل بہی جاتے ہین جن سے اس خیال کی تائید ہوتی ہی -

مین اُن لوگوں کی کہانیاں اکثر سنا کرتا تہا جنہوں نے اس ذریعہ سے دولت بے اندازہ حاصل کی ہے - یہہ کہانیاں اور افسانے میرے دماغ مین جاگزین ہو رہے تہے - اور جوشش پر جوشش پیدا کرتے تہے - تلاطم خیالات اور ہجوم جوشش نے مجھے اس امر پر برانگیختہ کیا کہ مین بہی

اسی شاہراہ دولت کشتی پر چل نکلیں - اور گو مجھے معلوم تہا کہ یہ ساری کارروائی علمی اصول اور قواعد علم العلاج کے برخلاف ہے - مگر روپیہ کی لالچ مجھی بہی گشاں کشاں اوسی سڑک پر لگیئے - جو اسوقت مجھے شاہراہ نظر آئی تہی - بیٹھے بہی یہی بات جی مین ٹہان لی کہ خواہ کچہہ بہی ایک پیٹنٹ دوائی بناتا ہوں سجہ شہرت دونگا - اسکی تشہیر کرونگا - اسکا اشتہار دونگا پہر کیا ہی تہوڑی ہی دنوں مین اتنا چاندی سونا کماؤنگا - کہ مجھے شاید خود سرکار سے اپنے مکان پر ٹکسال جاری کرنے کی درخواست کرنی پڑیگی -

اُس زمانہ مین مین ایک کارخانہ مین ملازم تہا - اور میری ملازمت بہی ۹ سال کی ہو چکی تہی - کارخانہ ایک لائق کیمسٹ کا تہا - جسکی علمی لیاقت اور ذاتی شرافت پر پبلک کو بہت اطمینان تہا - لوگ اُسکے کارخانہ کے ساختہ اور تیار کردہ ادویہ کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تہے - گو بعض جاہل بے سمجھ لوگ دوسرے جاہل - بے علم - جو فروش و گندم نما دوکانداروں کی سستے داموں کو اُسکے دوکان کے مقابلہ مین ایک وجہ ترجیح خیال کرتے تہے مگر صحاب اہل الرای اُس کارخانہ کے حامی تہے - اور خوب جانتے تہے - کہ جو خود اصول فن عطاری سے ناواقف ہو - جو علم نباتات و کیمیا سے باخبر نہو - وہ دقائق و نکات فن دوا سازی کیا خاک جان سکتا ہے - کارخانہ کا کام بخوبی چلتا تہا - مگر میری دماغ مین تو یہ سما رہا تہا کہ پیٹنٹ ادویہ کے ذریعہ سے دولت کی ندی جاری ہو جاتی ہی - دولت اس طرح چلی آتی ہے - جس طرح نشیب مین پانی یا بلندی کی طرف ہائیڈروجن (غاز مائیہ) گیس مجھی دوکان کا کام بے رونق اور کاروبار کا بازار پہیکا نظر آیا - اسے میری بدبختی سمجھئی یا میرے ساتہی کی نحوست قسمت کہ ایسے نازک وقت مین

میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جنے ۳۵ سال کی شبانہ روزی محنت کے بعد چند ہزار روپیہ پس انداز کیا تھا اور اس اندوختہ کو لیکر کاروبار سے کنارہ کشی اختیار کی تھی۔

رفتہ رفتہ میرے اور اُسکے درمیان یہ فیصلہ ہوا کہ لوگ جو شرطیہ ادویہ بیچکر۔ اور فلاں حبوب۔ فلاں عرق۔ جوانوں کا سونٹا۔ بڈہوں کا سہارا۔ چارہ بیچارگاں۔ پشت پناہ بیکساں۔ گوشت کا پانی۔ اور پانی بھی دو آتشہ۔ زندگی کی کیمیا۔ اور کیمیا بھی صغیر نہیں بلکہ کبیر۔ وغیرہ وغیرہ اشیائی نادر الاسم بیچکر لاکھا روپیہ جمع کرتے ہیں۔ آو ہم بھی اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دیں کہ ایک پیٹنٹ دوائی کے ذریعہ سے بیس لاکھ روپیہ اندوختہ کریں۔ مدتوں ہم اس مسئلہ پر بحث کرتے رہے۔ آخرالامر میں نے اُس ملازمت سے استعفا دیدیا اور شراکت نامہ لکھا گیا۔

ہم نے اکبری منڈی کی ایک گلی میں ایک چھوٹا سا کمرہ کرایہ پر لیا۔ اور ارادہ کیا کہ بہت ہی غریبانہ طور سے کاروبار شروع کیا جاوے اور جس قدر ہو سکے اخراجات کم رکھے جاویں۔ ہم نے نہ کوئی کلارک نوکر رکھا نہ کوئی ٹائپسٹ۔ اپنی پیٹنٹ دوائی کی شکل وصورت پر ہم نے کچھ زیادہ توجہ نہیں کی۔ کیونکہ دل میں یہ بات سمائی ہوئی تھی۔ دوائی خواہ کیسی ہی ہو۔ صرف اشتہار دینے کی دیر ہے۔ اشتہار دیتے ہی دھڑا دھڑ درخواستیں آنی شروع ہو جاوینگی۔ ہم نے صرف اتنا ہی کیا کہ ایک دوست سے جو کچھ تھوڑی بہت ڈاکٹری سے واقفیت رکھتے تھے ایک نسخہ حبوب ملین کا لکھوایا۔ جسمیں چند ادویہ مخرج و قاطع صفرا موجود تھے اور چند اجزائی مسہل تھے۔ اور ایک بڑے کارخانہ سے جیسے کہ لاہور میں

پلپو مرکا ہے۔ یا انبالہ میں بال بالسن کا وہ گولیاں ہوا لیں۔

ہماری دوسری کوشش یہ تھی کہ ہم نے اخبار نامہ ترجمان مشرق کے مالکان کو چٹھی لکھی کہ اگر ہم اشتہار دیں تو کیا اجرت اسکی لیجاویگی۔ اسکے جواب میں انہوں نے ایک مطبوعہ کاپی ایک نقشہ کی بھیج دی۔ جسمیں نرخ درج تھے۔ ان نرخوں کو دیکھکر ہم حیران ششدر رہ گئے۔ وہ روزانہ اخبار تھا۔ اور اسکا نرخ اشتہارات بمبلغ ۵ روپیہ فی کالم روزانہ تھا۔ پس اگر ہم ایک کالم اسکا لیتے تو ہم کو ہفتہ بہر کے ٣٥ روپیہ دینے پڑتے۔ جب ہم اس عالم حیرت سے ہوش میں آئے تو ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اخبار ترجمان مشرق کے نرخ تو بہت گراں ہیں اور دوسری اخباروں کے نرخوں کا امتحان کریں۔ ہم نے اخبارات سماچار صبح کا ستارہ پندرہویں صدی سیدسٹھا گزٹ۔ بہار پنجاب۔ خزان گلشن عالم نسیم صبح شام وصال۔ وغیرہ وغیرہ کے نرخ نامے منگوائے۔ مگر جب مقابلہ کیا تو نرخوں میں کچھ ایسا بہت فرق نظر نہ آیا۔ یہ حال دیکھکر میرا ساتھی بیدل ہو چلا اور ہمت ہار بیٹھا۔ مگر میں نے اسکی ہمت بڑہائی اور اشتہارات دینے پہ آمادہ کیا۔ وہ تو بیچارہ بہت ڈرتا تھا۔ مگر میرے دل میں ولولوں اور امنگوں کا دریا موج زن تھا۔ انہی دنوں میں شہر میں میری شادی بھی ہونے والی تھی) میں نے اسے سمجھا بوجھا کر راضی کر ہی لیا۔

ہم نے بڑی دلیری سے کام شروع کیا۔ اور ایک ہی دن میں سو روپیہ اشتہاروں پر خرچ کر ڈالا۔ ہمکو یہ امید تھی کہ اس قدر زر کثیر خرچ کرنے کے بعد اس کثرت سے ہمکو کام ملیگا۔ کہ دوکان خریداروں سے لبریز رہیگی اور دم لینے کی فرصت نہیں ملیگی۔ ہم تمام دن اپنے دوکان کی کمرے میں تو

بیٹھے رہے - ابھی اشتہارات نکل ہی چکے تھے کہ ہمارے احاطہ میں ایک انبوہ
کثیر و جم غفیر آموجود ہوا - کہ سارا مکان آدمیوں سے بھر گیا - افسوس یہ ہے
کہ یہ انبوہ کثیر خریداروں کا نہیں تھا - بلکہ اخباروں کے ایجنٹوں کا تھا - یہ
بڑے بڑے ہوشیار اور لائق آدمی تھے اور اپنے اپنے اخبار کی تعریف
کرتے تھے - ترغیب دینے کا ڈھنگ ان کو خوب یاد تھا - ان میں سے ہر ایک
یہی کہتا تھا کہ میرا ہی اخبار بڑے بڑے شہروں میں بڑی کثرت کی ساتھ
پڑھا جاتا ہے - ایک بولا - کہ ہمارا ہی اخبار ہے جو اس جماعت کی لوگوں کے
ہاتھ میں جاتا ہے - جسکی طرف آپکا روئے سخن ہے تیسرے نے کہا کہ اخباروں میں اشتہار
دینا محض فضول اور ایک قسم کا سخت اسراف ہے چوتھا بولا کہ تم کو تو اتنی
ہی ضرورت ہے کہ ہفتہ وار اخباروں کی پشت پر ایک عرصہ دراز تک تمہارا
اشتہار چھپتا رہے - ان سب نے ہم کو یہی یقین دلایا کہ تم نے وہ کام
شروع کیا تھا - کہ جس سے دولت فراوان و نعمت بیکران حاصل ہو گی
ہاں اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ اشتہارات دینے میں ہر ایک قسم کا
احتیاط کیا جاوے اور کوئی دقیقہ مآل اندیشی کا ہاتھ سے نہ دیا جاوے -

ناظرین شاید آپ یقین نہ کریں - مگر یہ امر بالکل حق ہے اور
سراسر حق ہے کہ اس سو روپیہ کے خرچ کرنے کے بعد - اور اس قدر
روپیہ لگا دیتے ہوئے دوسرے دن ہماری بکری فقط ۱۷ سترہ آنے
کی ہوئی -

دوسرے دن ایک اور صاحب تشریف لائے جو اپنے آپ کو بڑا
ایجنٹ کہتے تھے - انہوں نے کہا - کہ میں تم کو جتنے سب سے معزز و ممتاز
سر بر آوردہ اور بہترین اخبارات ہیں سب کے ساتھ بندوبست کرا دیتا ہوں

اور ایسے تہوڑی داموں اور سستے نرخوں پر جو اور کسی ذریعہ دستیاب ہونے ممکن ہی نہیں - اسکے دلایل پر کار بند ہو کر ہم نے یہ ٹھہرایا کہ سارے اشتہارات اوسی کے تہہ و بد بے جا ہیں - اوسنے کہا کہ اگر تمہارے پاس پانچہزار روپیہ ہو اور تم باقاعدہ اشتہار دینے نہ ڈرو - اور تمہاری دوائی بہی اچھی ہو تو تم بالکل بے خطر ہو - اُسنے نام لیکر لیکر کئی مثالیں بتلائیں کہ دیکھو فلاں ڈاکٹر صاحب اور فلاں حکیم صاحب جو میری محلہ میں اور فلاں صاحب جو کچھ بہی نہیں (نہ حکیم نہ ڈاکٹر) نے بلکہ فقط کہانے پینے مرد آدمی ہیں - فلاں صاحب دہلی میں رہتے ہیں - فلاں لاہور میں - اور فلاں امرتسر اور بنارس وغیرہ - دیکھو وہ دریا ہی دولت و نعمت میں غرقاب ہو رہے ہیں - صرف اسی وجہ سے کہ اُنہوں نے میری ہدایات پر عمل کیا - پانچہزار روپیہ ایک ایسی بڑی رقم تہی کہ میری نسبت ساتہی نے کبہی اتنا روپیہ خرچ کرنے کا خیال ہی نہیں کیا تہا - مگر اب ہمیں یہ خیال ہوا کہ وہ سو روپیہ جو ہم آگے خرچ کر چکے ہیں اُسکے بازیافت کرنیکے لیئے ہم کو کچھہ اور خرچ کرنا واجب ہے - پس ہم نے اپنے فہم و فراست کے مطابق چیدہ و عجیب اور دلخوش کن اشتہار لکہے اور شایع کر دیئے -

پہر یہ تجویز ہوئی کہ میں دوائی کو لیکر دورہ شروع کروں چنانچہ میں نے دورہ کا انتظام کیا - پہلے لاہور میں ایک ٹمٹم کرایہ لیکر کوچہ بکوچہ اور دوکان بدکان پہرا - دوائی کے مشتہر کرنے اور اُسکی تشہیر کرنے میں میں نے کوئی دقیقہ نہیں چہوڑا - یہ کام ایسا دل شکن اور امید شکن تہا کہ ایسا دوسرا کام میں نے اپنی زندگی میں کوئی نہیں دیکہا - جس کمبخت کے دوکان پر میں گیا - سب نے یہی کہا کہ میاں آگئی کہیا پیٹنٹ اودویہ اور چلے

وغیرہ کی کمی ہی کہ تم ہلا وبلا ساتھ لیکر آئے ہو۔ ہم الٹی ہی جلاب کی مہر جانتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے اسٹاک رکھکر کیا کرینگے۔ اگر کبھی کبھی مانگ آئی تو ہم اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ تمہارے ہاں سے طلب کرینگے۔ کہیں کہیں شاذو نادر کسی کسی نے آرڈر بھی دیا۔ کسی کسی کو بہت ترغیب دیکر اس امر پر راضی کر لیا۔ کہ دوائی اپنے پاس رکھے۔ جو کچھہ اسکی قیمت وصول ہو وہ مجھے دیدنیے۔

پھر میں سیر و تجارت کو روانہ ہوا۔ جابجا انگریزی ادویہ بیچنے والوں نے میرے ساتھہ ایسا ہی سلوک کیا۔ میں اس کام سے تنگ آگیا یہی نہیں کہ مجھے فقط ایک ہی طرح کی دقت پیش آئی تھی۔ بلکہ کئی طرح کی مشکلات کا سامنا آن پڑا تھا۔ مثلاً دوکاندار ایک بڑا اشکین کمیشن مانگتے تھے۔ جو کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ آیا تھا۔ کہتے تھے کہ تمہارا فلاں فلاں شخص اور کارخانہ کیسے مقابلہ ہوگا۔ اب وہ دن گئے۔ جب ایک ایک ڈبیا کی قیمت۔ چار۔ چار۔ پانچ۔ پانچ۔ روپیہ ہوا کرتی تھی۔ اس مزے کی لوٹنے والے اسکو لوٹ چلے۔ یہ شرف انگلستان میں ڈاکٹر ہالووے اور پنجاب میں زبدۃ الحکماء [*] حکیم غلام نبی کا حصہ تھا۔ انہوں نے اس مزہ سے دہان و زبان شیرین کئے۔ اور اس نعمت سے پورا پورا نفع اٹھایا۔ حریفان بادہا خوردند و رفتند۔ تہی خمخانہا کردند و رفتند۔ اب تم ان کا سا فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ اب یہ ڈبیا۔ ۴۔ ۴ پیسے کو نہیں تو ۳۔ ۳ آنے سے زیادہ کو نہیں بکینگی

اس دورہ سے مجھے ایک اور نصیحت حاصل ہوئی اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک قسم کی دوائی کے بکنے کے خاص خاص موسم ہوتے ہیں

× نوٹ بیشک اس خاص لحاظ سے مولانا حکیم صاحب کو پنجاب کا ہالووی کہہ سکتے ہیں۔ رفتند کا لفظ آپ نے کیا کہدیا۔ ڈاکٹر ہالووے تو بیشک سوئے دار البقار فتند۔ حکیم صاحب ممدوح خدا کے فضل سے بمعہ قرین خیر و عافیت زندہ موجود ہیں اور ابھی بفضلہ مدت دراز تک پیٹنٹ ادویہ کی تجارت کے مزے اڑانے کو شادان و فرحان و مخصوص اپنی زبان قائم برقرار رہینگے۔ ایڈیٹر

مثلاً۔ سردی کے موسم مین کہانسی۔ زکام۔ وغیرہ امراض آلات تنفس
کی ادویہ بکتی ہین۔ اور جس قسم کی گولیان ہم نے بنائی تہین۔ اُن کے
فروخت کا وقت بہار و خزان کے دن ہین۔ میرا دورہ تین ماہ تک جاری رہا
اسکے بعد یعنے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ۳ ہزار کے ہم خرچ
کر چکے ہین۔

اب یہہ امر کسی قدر تسلی کا باعث ہوتا تہا کہ سابق کی بہ نسبت
آرڈر زیادہ تیزی سے آنے لگے تہے۔ ہمارے پاس کئی سارٹیفکیٹ بہی آئی
اور شکریہ کے خطوط بہی۔ گو اس امر کا یقین ہو گیا تہا کہ اگر صرف چند
روپیہ خرچ کئے جاوین تو سرٹیفکیٹون کے ڈہیر لگ سکتے ہین۔ اب ہمکو
فی ہفتہ ۲۰ روپیہ آمدنی ہو لگی۔ مگر چونکہ ہم ۳۰ روپیہ فی ہفتہ کے حساب سے خرچ
کرتے تہے تو حالت کچہہ زیادہ عمدہ نہ تہی۔ ہماری ہمتین ہارنے لگین۔ اور ہمارے
حوصلے پست ہونے لگے۔ ہم نے اپنے اشتہارون کے ایجنٹ سے
بہت جلد جلد ملاقات کرنا شروع کیا۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا تہا۔ کہ جنٹلمین
ذرا صبر کرو۔ اشتہار و نیر جو کچہہ خرچ ہوتا ہے وہ دفعتاً وصول نہین
ہوتا۔ اسکے واسطے صبر و استقلال درکار ہے۔ تم صبر سے اشتہار
دئیے جاؤ۔ پتہر پر بہی قطرہ قطرہ پانی پڑتا رہے تو آخر کار وہ بہی ایک
وقت بیٹہہ جاتا ہے۔ صبر و استقلال کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ یہ
سب کچہہ صحیح و درست تہا۔ مگر اُسکے لئے اور نہ میرے لئے۔ کیونکہ
جو کچہہ ہم اُسے دیتے تہے۔ آنہ روپیہ کے حساب سے اُسے ملتا تہا۔
کارخانہ جاری کئے ہوئے سات ماہ گذرے تہے۔ کہ ہمکو اپنا کاروبار یکدم
بند کرنا پڑا۔ میرا ساتہی مر گیا۔ اور اوسکے رشتہ داران جنہون نے نہ صرف

روپیہ دینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ مجھ پر یہ الزام لگایا کہ بیٹے آسے دہوکہ میں ڈال کر برباد کر ڈالا۔ اور ابھی مجھ کو اپنا بیس لاکھ روپیہ حاصل کرنا باقی ہے۔

ختم شد

گوشت بمقابلہ گھاس
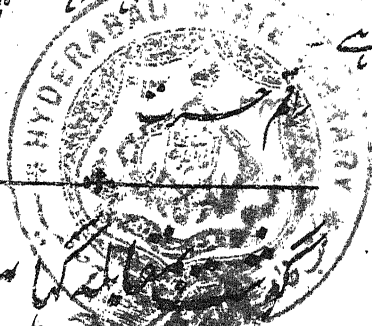
کوئی شخص منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ شاہراہ تحقیقات پر نہ چلے۔ کوئی تحقیقات خالی از خبط نہیں ہوسکتی جب تک کہ تعصبات واوہام سے پاک نہ ہو۔ تعصب وہم کی زنجیر ایک ایسی سخت قید ہے جس سے نکلنا بڑا ہی دشوار ہے۔ کیسا ہی روشن ضمیر اور عالی دماغ آدمی ہو۔ مگر ایک عرصہ دراز تک ایک خاص سوسایٹی میں رہتے رہتے۔ ایک خاص طور پر تربیت پاتے پاتے اسکے آئینہ دل پر جو نقوش ہوجاتے ہیں وہ ایسے گہرے اور دیرپا ہوتے ہیں کہ انکا مٹنا نہایت ہی مشکل ہوجاتا ہے۔ بڑے بڑے محقق اور فلسفی ان مذہبی بندشوں اور قیدوں میں مبتلا دیکھے گئے ہیں۔ پس جو لوگ گوشت بمقابلہ گھاس کے مضمون پر کچھ لکھنے بیٹھے ہیں اُن کو پہلے اُن مذہبی بندشوں اور سوسایٹی کے اثرات سے حتی المقدور خالی الذہن ہونا چاہیئے۔ ورنہ اُنکی سعی بے فائدہ جایگی۔ اور اُن کی تحقیقات بے ثمر ہوگی۔

کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ کہ گوشت نہایت عمدہ غذا ہے جو

لوگ گوشت خوری کی مخالف بھی ہیں وہ بھی اِس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ گوشت نہایت اعلیٰ درجہ کی پرورش کرنے والی غذا ہے یہ ایک ایسی صاف اور مبرہن صداقت ہے کہ کوئی اِس سے انکار کر ہی نہیں سکتا اب اگر اختلاف ہی تو اسمیں ہی کہ انسان کے لئے سب سے زیادہ موزون کون سی غذا ہے۔ گوشت یا گھاس۔ اسکا جواب یوں ہونا چاہئیے کہ انسان کے لئے مرکب غذا نہایت مفید ہی۔ یعنی وہ غذا جسمین گھاس پات یعنے اجزائے نباتی بھی ہون۔ اور گوشت بھی ہو۔ مگر افسوس ہے کہ آپکے رسالہ مین بحث کرنے والے افراط و تفریط مین جا پڑے۔ ایک فریق نے گوشت خوری کی تعریف مین اِس قدر مبالغہ کیا کہ نباتی غذا کی خوبیوں سے بالکل ہی چشم پوشی کر لی۔ تو دوسرے فریق نے گوشت کے سارے وجوہات ترجیح سے آنکھین بند کر لین۔

وہ لوگ بھی

سخت غلطی پر ہین جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہین۔ کہ انسان طبعی طور پر گوشت خور نہین بنایا گیا۔ مثلاً وہ کہتے ہین۔

(۱) انسان کے جسم پر پسینہ آتا۔ اُسسے سبزی خور جانوروں سے مشابہ کرتا ہے۔ نہ گوشت خور درندوں سے۔ جن کو پسینہ نہین آتا۔ پسینہ کا آنا بھی ایک عجیب استدلال ہی!!!۔ اس استدلال سے گوشت خوری کو کیا تعلق ہی۔ یہ شاید کوئی ایسی بات ہی ہو گی جو عام عقل انسانی کی رسائی سے بالاتر ہے۔ ہماری سمجھہ مین نہین آتا کہ پسینہ آنے سے گوشت خوری کا امتناع

...ہو گیا -

کیا ضروری ہی کہ صرف وہی گوشت کہاوی جس کو پسینہ نہ آوے - اور کیا یہ
بہی کوئی قانون قدرت ہی کہ جس کو پسینہ نہ آوے - وہ گوشت خور ہی
سمجہا جاوے - کیا جناب والا آپکے نزدیک بہیڑ - بکری - اونٹ
گائے - وغیرہ حیوانات بہی گوشت خور ہی ہیں ؟

(ب) انسان میں کیا میں تو یہ موجود ہی - یعنے انسان میں چیرنے
اور پہاڑنے والا دانت پایا جاتا ہی - اسمیں کچہہ شبہ نہیں کہ
انسان کے منہ میں داڑہیں ہیں یعنی غذا چبانے والے اور پیسنے
والی دانتوں کی ہونے سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے - کہ وہ سبزی خور ہی - تو
چیرنے پہاڑنے والے دانتوں کے ہونے سے یہ نتیجہ بہی ضروری مرتب ہو سکتا ہی
کہ وہ گوشت خور ہی ہے - پس ایک نتیجہ کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ
نہیں - انصاف یہی ہی کہ اسکے دانتوں کی ساخت سے یہی واضح ہوتا ہی کہ وہ
گوشت خور بہی ہے اور سبزی خور بہی - اس امر کا کوئی ثبوت نہیں کہ انسان کا
کیا میں گو یہ گوشت کہانے کے لئے موزوں نہیں - ڈاکٹر [illegible] صاحب کا دعوی
بلا دلیل کس طرح مانا جا سکتا ہے -

غرض گہاس خور صاحبان کا یہ دعوی غیر ضروری معلوم ہوتا ہی - کہ
انسان از روی ساخت بدن گہاس خور بنایا گیا ہی - اور گوشت خوری اسکی
لئے خلاف نیچر اور خلاف منشائی و تجویز مالک و خالق نیچر ہے -

گوشت میں جس قدر طاقت قوت اور کام کرنے کی استعداد و قابلیت
ہی وہ کسی اور غذا میں نہیں - اگر بڑی مشکل و تحقیق سے دس پندرہ گوشت
نہ کہانے والے نامی آدمیوں کی نام آپکی ایک مضمون نویس نے لکہدئے - تو کون سے
بڑی بات کی - گوشت کہانے والے مشاہیر اسقدر گذری ہیں کہ اگر انکے نام لکہنے شروع کریں
تو آپکی سارے کالم بہی اسکے لئے مکتفی نہوں - پرانی اور گذری ہوئی لوگ تو ایک طرف رہے